سفرنامہ

حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ

نقل مطابق اصل

ترجمہ اردو زبان مروج زماں

مترجم : خلیفہ منظور احمد
محلہ بخاری ۔ اوچشریف ۔ ضلع بہاولپور

ملنے کا پتہ :۔ خلیفہ منظور احمد
محلہ بخاری ۔ اوچشریف ۔ ضلع بہاولپور ○ سنہ ۱۴۰۷ھ سنہ ۱۹۸۷ء
ہدیہ ۔/ ۲۲ روپے

پیش لفظ

برادرانِ اسلام۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

دُعاگو خلیفہ منظور احمد بن خلیفہ فیض محمد صاحب مرحوم مغفور قوم لنگاہ سکنہ اوچ شریف محلہ بخاری ضلع بہاولپور۔ حضرات شیوخ المشائخ جناب مخدوم صاحبان قدس سرہٗ سجادگان سادات عظام دربار گوہر بار فیض آثار بخاری حضرت شیخ جلال الدین سُرخپوش بخاری قدس سرہٗ کے عنایات خسروانہ و فیوضات کریمانہ جدی طور پر مجاور قدیم دربار فیض آثار حضرت قطب العالم کاشف اللوح والقلم صاحب الانعام والکرم شیخ المشائخ حضرت سید مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاری اوچی کے رہے اور شجرہ نویس سادات بھی ہیں۔ حالات و کمالات بزرگانِ دین فرزندان حضرت سید المرسلین برائے ہدیہ راسخ الیقین سال ۱۳۹۰ھ میں ایک کتاب بنام "گلزار محمدی" جس میں حضور سرورِ کائنات رسالتمآب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت عظام و بزرگان دین متین و سادات کرام کے مختصر حالات و کرامات خوارق بزرگان اوچ متبرکہ درج ہیں ہدیہ ناظرین پیش ہے۔ کاشف اللوح والقلم حضرت شیخ سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کی اشاعت کی چنانچہ دُعاگو نے سفرنامہ مذکور فارسی سے اُردو میں ترجمہ کیا تھا نقل کی جو ہدیہ ناظرین ہے۔

دعاگو خلیفہ منظور احمد
۱۹ اکتوبر ۹۶ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمدٍ وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ آمین۔ ثم آمین

اما بعد ایں رسالہ ایست متبرکہ ازاں قطب الاقطاب مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گر المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ العزیز کہ در عالم کون ومکاں بسیر وطیر چہلسال برّ وبحر طے کردہ وہفت حج اکبر گزاردہ وبروضہ مطہرہ منورہ متبرکہ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاروبے کردہ وسلام دادہ کہ السلام علیکم یا جدّی واز روضہ انور آواز برامدہ وعلیکم السلام یا ولدی و کعبہ مومناں بیت اللہ را چند مدت طواف کردہ وچہل چلہ آنجا مجاہدہ کردہ وبعد مجاہدہ بمشاہدہ حقانی مشرف شدہ وسرفرازی یافتہ وبعد از شرافت حکم شدہ کہ ای سیّد جلال الدین قوموللہ قانتین برخیز زیارت مردان خدا کن وپارۂ ملک خدا را معائنہ کن

یعنی حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے چالیس سال تک خشکی وتری میں ملک خدا کی سیر کی اور سات حج اکبر ادا کئے اور روضہ اقدس پر جاروب کشی کی اور روضۂ اطہر سے "السلام علیک یا جدی" کا جواب "علیک السلام یا ولدی" پایا اور بیت اللہ کا طواف کرتے رہے اور وہاں چالیس چلے مجاہدہ کئے اور مشاہدہ حقانی سے مشرف ہوئے اور بعدہ حکم ہوا کہ "قوموللہ قانتین" مردان خدا وملک خدا کا معائنہ کر

قولہ تعالیٰ: "سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ للمتقین" و باشارت بشارت ایشان بجانب بیت المقدس حکم شدہ کہ بآستانہ حضرت خلیل الرحمٰن مشرف شوند یعنی بیت المقدس جانے اور آستانۂ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے شرف حاصل کرنیکی بشارت ہوئی فرماتے ہیں:۔ چہ بینم کہ در آنجا یک لکھ و بست و چہار ہزار پیغمبران مدفون کردہ بودند پیغمبران دیگر گفتند کہ یوسف بادشاہ بود۔ ایشاں را چہ نسبت است کہ بادشاہ در پیغمبران باشد، آنگاہ مہتر یوسف را از آنجا کشیدہ چہار کردہ از بیت المقدس چبوترہ بستہ بر آں جائے دفن کردہ اند یعنی بیت المقدس جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لاکھ اور چوبیس ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں اور کشف ہوا کہ ان میں یوسف نامی بادشاہ دفن ہے جس کا پیغمبروں میں ہونا ٹھیک نہیں چنانچہ وہاں سے نعش نکلوا کر بیت المقدس سے چار کوس دُور چبوترہ بنوا کر دفن کرایا گیا۔ یک اربعین آنجا چلہ کشید و جمیع پیغمبران شفیع آوردم۔ بکرم اللہ تعالیٰ از زیارت خیلے فتوح روزی شدہ۔ بشکرانہ آں فیض یکصد ختم، کلام اللہ خواندہ و بارواح بزرگان بخشیدم یعنی فرماتے ہیں کہ وہاں بیت المقدس میں چالیس چلے ادا کیئے اور پیغمبروں کو شفیع بنایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزی فراخ ہوئی جس کے شکرانہ میں ایک سو ختم قرآن شریف پڑھ کر پیغمبروں کی ارواح بخشتے فرماتے ہیں و بروز چہار شنبہ وقت عصر ہاتف آواز داد کہ بجانب مقام برسید کہ آنجا مسجد اقصیٰ ست۔ بیک حملہ آنجا رسیدم چہ بینم کہ دراں مسجد در ہر شب ہزار و یک نظر رحمت نازل میشود و دراں مسجد نود و نہ ستون اند و مشاہیر ست کہ ہر کہ دریں مسجد در آید

چنانچہ برگ درختاں بوقت خزاں میریزند چناں گناہاں ایشاں دور میشوند دریں مسجد شریف چند ہفتہ ماندہ مکاشفہ روحانی حاصل کردہ شد یعنی بدھ کے دن عصر کے وقت ہاتف نے آواز دی کہ شام کیطرف جاؤ کیونکہ وہاں مسجد اقصیٰ ہے میں فوراً وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ہر رات ایک ہزار ایک رحمتیں حاصل ہوتی ہیں اور اس میں ننانوے ۹۹ ستون ہیں اور مشہور ہے کہ جو کوئی اس مسجد میں آتا ہے اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جسطرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں اس مسجد میں چند ہفتے قیام کیا اور مکاشفہ روحانی حاصل کیا بعدہ فرماتے ہیں: باز بجانب مسجد جامع دمشق حکم شدہ کہ رفتہ زیارت آں مسجد بکنید کہ عبد اللہ عمر خطاب رضؓ عمارت کردہ است و ہفتاد ہزار شتر مال بروخرچ کردہ است و پانزدہ ہزار انبیاء در یک رکن آں مسجد خفتہ اند۔ و آنرا دوازدہ ہزار محراب ساختہ اند و در محرابے پیغمبرے خفتہ است و در ہر پایہ پیغمبر یک ستون از سنگ مرمر است و دراں مسجد دروازہ ہزار قندیلہا ئے است روشن و در سومی رکن آں مسجد خلائق خدا نماز میگزارند ہمچنیں مسجد در عالم کم است گرد ہر چہار طرف او آب روان ست و بمقدار پانصد کس فقراء غرباء زاویہ گرفتہ بعضے بتلاوت قرآن و بعضے بذکر جلی و خفی مشغول اند و مردان خُدا کہ رجال اللہ غیب اند چنانکہ ابدال و اوتاد و اخیار و ابرار و غوث و قطب ہر روز در آنجا گذر میکنند کہ جائے مہیب و پرتاثیر است و بغیر طالبان حق دیگر ہیچکس امجال نباشد کہ اندر مسجد قرار گیرد ایں دعاگو رفتہ دراں منزل آرام گرفتہ تا آنکہ خمس چلہ در آنجا کشید و ذوق خاص حاصل شدہ یعنی جامع مسجد دمشق جسے عبد اللہ بن عمر خطاب رضؓ نے تعمیر کروایا تھا کی جانب جانیکا حکم ہوا وہاں جا کر اس مسجد کی

زیارت کی تو معلوم ہوا کہ اس مسجد پر ستر ہزار شتر مال خرچ ہوئے تھے اور اس مسجد کے ایک رکن میں پندرہ ہزار انبیاء استراحت فرما ہیں جن کیلئے بارہ ہزار محراب بنے ہوئے ہیں اور ہر محراب میں ایک پیغمبر آرام فرما ہے اور ہر پیغمبر کیلئے ایک ستون سنگِ مرمر سے بنا ہوا ہے اس مسجد میں بارہ ہزار قندیل روشن ہیں اور صحن مسجد میں مخلوقِ خدا نماز پڑھتی ہے ایسی مسجدیں دنیا میں بہت کم ہیں اس کے گرد چاروں طرف پانی جاری ہے اور بمقدار پانچ سو فقراء و غرباء دائرہ میں بعض تلاوت کلام اللہ و بعض ذکر جلی و خفی میں معروف ہیں اور مردانِ خدا جو رجال غیب ہیں جیسے ابدال، اوتاد، اخیار و ابرار و غوث و قطب روزانہ وہاں حاضر ہوتے ہیں کیونکہ یہ ہیبت ناک اور پُر تاثیر مقام ہے اور طالبانِ حق کے سوا اور کسی شخص کو وہاں رہنے کی طاقت نہیں یہ دعا گو (مخدوم جہانیاں) اس مسجد میں داخل ہوا اور پانچ چلے تک وہاں قیام کیا اور خاص لطف اندوز ہوا بعد ازاں بدشت کربلا حکم شدہ کہ حضرت امام حسینؑ شہید را زیارت بکنید پنج سیر سرمہ از پایاں قبر مبارک ایشاں برداشتہ چند مدت بچشم خود کشیدم بسیار فائدہ دیدم و چنداں خلق خدا ازاں سرمہ مستفید شدند کہ در شمار نیاید بسیار نابینا روشنی یافتند و بدانکہ آنروز کہ خون مبارک امام حسینؑ شہید بر زمین افتادہ بود از حضرت جلیل الجبار واحد القہار مہتر جبرائیل را حکم شدہ کہ ایں خون مبارک ایشاں در شیشہ انداختہ نزدیک پایاں او رضی اللہ تعالیٰ عنہ در زمین پنہاں ساختند و خلق خدائیتعالیٰ از اطراف آمدہ جہت تبرک قدرے ازآنجا گل میسر ند بلاشک مقصود مے یابند و مشاہیر است کہ مرداں صاحب اعتقاد بمقدار بیست و پنج گز زمین از پایان قبر مبارک خاک کاویدہ اند و خاک بردہ اند و در روز عاشورہ آں

غار مانند دیگ در جوش مے آید و از آں غار مردماں لنگ و نابینا و باد زدہ خاک مے برند مقصود مے یابند و دیگر کرامت این است کہ یک چشمۂ آب از پایان قبر مبارک ایشاں بیروں مے آید از آں آب زراعت کثیر مے شود آنجا مشہور است و کوہ لبنان یکے از کوہ بہشت است و آب ہا کہ در عالم خدائیتعالیٰ جاریست از آں کوہ پیدا میشود و بالائے آں کوہ مقام چہل ابدال است کہ در عالم سیر و طیر میکنند و در آں کوہ چہل محراب است و در ہر محراب یک یک ابدال مے ماند و پیش ہر یک چشمہ آب رواں میگزرد و گاہ گاہے در آنجا آواز ذکر اللہ تعالیٰ و تلاوت قرآن کلام اللہ مے آید چنانکہ اکثر مردماں آواز مے شنوند و لیکن ہیچکس را در نظر نمے آیند مگر آں مردماں را کہ صاحب دل اندو درختہائے آنجائیکہ میوہ گوناگوں مے آرند ایں دعاگو آنجا رفتہ چنداں عجائبات معائنہ کردہ و دیگر در آنجا ہمیشہ انوارہا نازل میشوند یعنی حکم ہوا کہ کربلا معلیٰ جا کر حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کی زیارت کریں میں نے قبر مبارک کے پاؤں سے پانچ سیر سرمہ اٹھایا اور کافی عرصہ تک اپنی آنکھوں میں ڈالتا رہا اور بہت فائدہ اٹھایا اس سرمہ سے بے شمار بندگان خدا مستفید ہوئے اور بے شمار اندھے بینا ہو گئے جس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اس زمین پر پڑا۔ اللہ جل شانہٗ نے حضرت جبرائیل امین کو حکم دیا تھا کہ اس خون مبارک کو شیشہ میں ڈال کر قبر مبارک کی پائنتی میں دفن کر دو اس وجہ سے چاروں طرف سے مخلوقِ خدا نے آکر بطور تبرک یہ مٹی حاصل کرتے رہے اور مقصود حاصل کرتے رہے اور مشہور ہے کہ صاحب اعتقاد لوگ قبر مبارک کی پائنتی سے پچیس گز زمین کھود کر لے گئے اور عاشورہ کے دن یہ زمین دیگ کی طرح جوش مار کر پوری ہو جاتی ہے

اور لنگڑے، نابینا اور باد زدہ لوگ مٹی لے جاتے ہیں اور مقصود حاصل کرتے ہیں دوسری کرامت یہ بھی ہے کہ قبر مبارک کے قریب سے ایک چشمہ بہتا ہے جس سے زراعت میں برکت ہوتی ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ کوہِ لبنان ایک بہشتی پہاڑ ہے جس سے دنیا کے دریا جاری ہیں اور اس پہاڑ پر چالیس ابدال رہتے ہیں جو دنیا میں سیر کرتے رہتے ہیں اس پہاڑ پر چالیس محراب ہیں اور ہر محراب میں ایک ابدال رہتا ہے اور ہر ایک کے پاس سے ایک چشمہ گزرتا ہے اور کبھی کبھی وہاں سے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت کلام اللہ کی آواز آتی ہے چنانچہ اکثر لوگ یہ آواز سنتے ہیں لیکن کوئی شخص نظر نہیں آتا مگر صاحب دل خدا رسیدہ لوگ دیکھتے ہیں اور وہاں گوناگوں میوہ دار درخت ہیں یہ دعاگو وہاں پہنچا اور کئی عجائبات کا معائنہ کیا اور وہاں ہمیشہ انوارِ حق نازل ہوتے ہیں اس کے بعد شہر نہاوند جانیکا حکم ہوا لکھتے ہیں۔ بعد ازاں بجانب شہر نہاوند حکم شدہ بفیض الٰہی دراندک زمانہ درآنجا رسیدم و آں شہر مسجدے جامعہ وسیع دارد کہ درآں مسجد سی وسہ ہزار اصحاب رسول اللہ صلعم بطریق خواب خفتہ اند و جمیع اصحاب را در تابوت کردہ نہادہ اند و دفن نکردہ اند و ہر سیاحے کہ آنجا میرود و زیارت میکند۔ چے مے بیند کہ برزخمہائے مجروح پنبہ داشتہ اند و ہمچوں کسے مجروح را از جراحت زخم دُور میکند از اں زخمہائے خون بید ریغ رواں میشود و چوں آں مجروح باز میدارد بر زخمہائے بدانشک آں خون مے ماند بکرم الٰہی طرفہ فیضے ازیں بزرگواراں روزی شدہ ایں دعاگو چند روز ماندہ و بعین الیقین تجربہ کردہ و معائنہ نمودہ یعنی اسکے بعد شہر نہاوند جانیکا حکم ہوا خدا تعالیٰ جل شانہٗ کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں پہنچا وہاں ایک جامعہ مسجد میں جو کہ بہت وسیع ہے رسولِ خدا کے تینتیس ۳۳ ہزار صحابہ بصورت نیند سوئے

ہوئے ہیں تمام صحابہ تابوت میں رکھے ہوئے ہیں اور دفن نہیں کئے گئے اور وہاں آنیوالا ہر سیاح اُنکی زیارت کرتا ہے اور دیکھتے ہیں کہ ہر زخم محلوج پر پنبہ رکھا ہوا ہے جسکے ہٹانے سے زخم سے خون جاری ہو جاتا ہے اور محلوج واپس رکھ دینے سے بلاشک خون رہتا ہے ان بزرگاں سے بفضلِ خُدا فیض حاصل کیا اور کئی دن وہاں رہا اور بچشمِ خود بعین الیقین تجربہ و معائنہ کیا۔

بعد ازاں بروز شنبہ بعد از نماز فجر حکم شدہ کہ بجانب کوہ طور سینا رفتہ زیارت کنید وچوں آنجا رفتیم زیارت مہتر موسیٰ ؑ صلوات اللہ علیہا بجا آوردیم و برکات آنجا مشرف شدیم و معائنات عجائب و غرائب دریافتیم دیدیم کہ بہ برکت ایشاں فیض ربانی بردلم وارد شدہ چندروز مجاہدہ و ریاضت کردیم تا آنکہ بمہتر کلیم اللہ علیہ السلام مشرف شدیم و از لطف و کرم ایشاں چند سوال درخاطر داشتیم از وی پرسیدیم ہمہ راجواب باصواب یافتیم و گستاخی کردہ باز ایں سوال کردیم کہ یَارَبِّ اَرِنِیۡ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ گفتی لَنۡ تَرَانِیۡ چگونہ جواب یافتی فرمود کہ ای فرزند ایں از ما ست کہ بر ماست فضولی را جواب ہمین است کہ یافتیم و آواز لطف خویش جواب خطاب فرزندی فرمودہ است وایں فقیر دو ماہ کامل بالا کوہ طور سینا ریاضت کشیدہ وقتے حضرت کلیم اللہؑ بایں خطاب مخاطب کردہ کہ ای فرزند ولد النبی مقصود شما بیشتر است بر و ترا بخدائیتعالیٰ سپردیم یک سیر خرمار یختہ بایں دعا گو عنایت فرمودند کہ یک سال تمام باآں خرما روزہ افطار میکردیم یعنی بجدہٗ

بروز ہفتہ بعد نماز فجر کوہ طور سینا جا کر زیارت کرنیکا حکم ہوا وہاں پہنچ کر حضرت مہتر موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی اور برکات سے مشرف ہوئے اور عجائبات کا معائنہ کیا جنکی برکت سے

دِل پر فیض ربانی وارد ہوا چند دن وہاں مجاہدہ اور ریاضت کی حتیٰ کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کو مہربان دیکھ کر مَیں نے اپنے دل کے چند سوال پیش کئے اور جواب باصواب پایا گستاخی کرتے ہوئے مَیں نے سوال کیا "یَا ربِّ انظُر الیکَ" کے جواب میں "لَن تَرانی" کیوں کہا گیا۔ فرمایا کہ ای فرزند اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے میرے فضول سوال کا یہی مناسب جواب تھا آپؑ نے مہربانی سے مجھے فرزندی کے خطاب سے نوازا۔ یہ فقیر دو ماہ کامل کوہ طور سینا پر ریاضت کرتا رہا تو آپؑ نے فرمایا "ای فرزند ولد النبی تمہارے ذمہ بہت سے کام ہیں جاؤ سپرد خدا" ایک سیر خرما مجھے عنایت فرمایا جس سے میں نے ایک سال سالم روزہ افطار کیا۔ بعد ازاں بجانب بغداد حکم شدہ کہ حضرت غوث الثقلین خواجہ اویس قرنیؓ وسائر بزرگان کبار در آنجا خفتہ اند و حضرت سلطان محی الدین مخدوم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہم در آنجا خفتہ است کہ وے را کرامتہا آنچند انست کہ در شمار نیا مد مگر ایں فضیلت وے را سزد کہ در ہر روز یک غلام گشتہ جاہل از بازار خریدہ در نظر ایشاں مے آرند ہم در آں لحظہ او را سر دل مکشوف مے گردد و آشنائی خدا مے سازد و ایشاں چہل سال زیستند و چنانچہ در دنیا آمدہ بودند ہمچناں سلامت رفتہ اند چیزے لذت نگرفتہ و نخوردہ بودند چنیں مردان خدا در آں شہر معظم خفتہ اند و بہرۂ فیض از روحانیت ایں بزرگ و ازاں خیلے فتوح حاصل شدہ و خاصۂ قبر حضرت خواجہ اویس قرنی بر کوہ بلند کردہ اند و در ہر آستانہ متبرکہ یکیک چلہ کشیدم و زیارت ایں بزرگواراں کردہ فیض و فتوحات از ایشاں حاصل کردہ شدہ چندانکہ سلیم القلب و فیض باطنی روزی شدہ یعنی فرماتے ہیں اس کے بعد بغداد جانیکا

حکم ہوا کہ وہاں غوث الثقلین خواجہ اویس قرنیؓ و دیگر بہت سے بزرگان استراحت فرماہیں اور حضرت سلطان محی الدین مخدوم سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہٗ بھی آرام فرماہیں جن کی اتنی کرامات ہیں کہ شمار میں نہیں آتیں اور فضیلت صرف انکے لیئے ہے کہ ہر روز ایک جاہل مطلق غلام بازار سے خریدکر آپؓ کے پاس لاتے ہیں تو آپکی نظر مبارک سے اسی وقت اس غلام کے دل پر اسرار مخفی ظاہر ہوجاتے ہیں اور اللہ عزوجل سے آشنا ہوجاتا ہے (ولی اللہ بن جاتا ہے) اور وہ چالیس سال زندہ رہے جسطرح دنیا میں آئے اسیطرح سلامت گیئے اور دنیا کی لزت اور کھانے پینے کی عیاشی کے قریب نہ بھٹکے ایسے مردان خدا اس متبرک شہر میں مقیم ہیں ان بزرگوں کی روحانیت سے فیوض و فتوح سے بہرہ ور ہوئے حضرت اویس قرنیؒ کا مزار ایک بلند پہاڑ پر بنا ہوا ہے میں نے ہر آشیانہ ایک ایک چلہ ادا کیا اور ان بزرگان کی زیارت کی اور انکے فیض باطنی سے اتنا فیض اور فتوحات حاصل کی کہ طبیعت سیر ہوگئی بعدازاں بجانب سراندیپ حکم شدہ کہ آنجا قدم ابوالبشر آدم علیہ السلام است و مہتر جبرائیلؑ را حکم شدہ کہ آدمؑ را بموضع سراندیپ ببر ید و آنجا ہیچ آبادانی نیست چنانچہ گنہگار را در بندیخانہ بدارند ہمچناں آدمؑ را در آنجائے متوحش بدارند مگر ہمیں فضیلت کہ کشن و سفید بمثل تخت بودہ است برآں سنگ چہل سال بہ یکپا تے استادہ بہ توبہ وزاری بنالید و بعضے میگویند کہ ہفتاد سال آب چشم او چنداں باریدہ کہ از قطرۂ اشک او جواہر ولعلہا ئے و یاقوتہا و زمرد ہا پیدا شدند کہ از شعاع آنہا آفتاب نیر طلعت یافتہ و آں سنگ سفید کہ زیر پائے بابا آدمؑ بود علامت قدم او سہ گز از زمین بالا برآمدہ و گرد دیگر و آں مقام دریا است و آنجا فیلاں و دوکاں و دیواں و پریاں و غول بیابانی بودہ اند. و آنجا ہیچ آدمی زاد دنیا شد مگر ہمیں

رام ولچھمن بودہ است از ذریت مہتر آدمؑ و کافران کہ از ولایت سراندیپ حکایت کنند خلافست وطریقہ آں ولایت یکنو عست و جائے موحش و مہیب است و لیکن تجلیات نورانی ہر شب وارد میشود و آوازہا غیبی بے جہت پیدا میشود و ایں دعاگو چند مدت سکونت گرفتہ ہر روز با مردان خداکہ واصلان حق اند ملاقات کردہ آمد چنداں کرم و عنایت فرمودند کہ قدر آں خدا سید اند و بدانکہ طائفہ کافران کہ سد دریا راشکستہ سراندیپ را تاراج کردہ بودند سلطان سکندر در آنجا رفتہ یکساں تمام ماندہ دریا را سد بستہ ومحکم ساختہ جزیرہ کافرانہ اخراب کردہ در دین خود آوردہ چنداں مال و خزائن در دست آوردہ کہ لا تعد ولا تحصٰے و بعد فتح کافران بجانب سراندیپ متوجہ شدند۔ و در جنگل ویرانگی در آمدند چند روز راہ گم کردند و در تاریکی کوہستان در آمدند و دراں جنگل فیلاں و غول بیابانی و شیراں و دیگر جانوران مہیب لشکر سلطان را پریشان میکردند و خراب ساختند چنانکہ سکندر بذات خود و سائر حکما نیز در دریائے فکر غوطہ خوردند و در دعا و مناجات و در تفرع و زاری مشغول مے شدند۔ و تمامی عساکر در دریائے حیرت و در میان توبہ و استغفا آمدند بعد از چند روز بفرمان باری عز اسمہٗ دو شخصے بصورت دو طاؤس آمدہ بالائے سلطان سکندر آواز کردند کہ اے سکندر ہزیمت خوردی و قدرت قادر را معائنہ کردی آں رتبہ ذوالقرنین را کجا کردی قولہٗ۔ واللہ غالب علی امرہٖ این است چنانکہ قولہٗ تعالیٰ کل یوم ہو فی شان رکنوں بیا ترا رہ بنمائیم و معبود خود را دریاب و عبودیت خود را ثابت وار بعدہٗ سلطان سکندر گفت کہ ای آفریدگان خدا وا سے بندگان ما را با آرزو سے ما برسانید تا قدم مہتر آدمؑ را زیارت بکنیم ایں ہر دو مرغان پیشتر شدہ مے پرید ند و ذیال آں مرغان کوچ کردند بحرم الہی در اندک ایام آنجا رسیدند کہ

مقصود ایشاں میبود۔ آں قدم مبارک را زیارت کردند بسیار عجائبات آنجا را معائنہ نمودند۔ و آں ہر دو
مرغاں در ینجا رسانیدہ پرواز کردند و غائب شدند۔ درینجا سلطان سکندر مرغ فکر را پرواز دادہ
بدید کہ آیا قدم بابا آدمؑ را بالا کوہ رسیدن بسیار مشکل امریست تتبع میباید کرد کہ بطریق آسانی بالا او
تواں رسید چونکہ جائے کہ قدم مبارک است بس بلند جائے است بالا رفتن محال است سکندر چند روز
مقام کردہ بحکمت حکیماں فکر کردہ ہفت زنجیر آہنی ساختہ برآں کوہ استوار کردند تا ہر سیاحے کہ بارزوئے
زیارت قدم بابا آدمؑ آید بطریق آسانی زنجیر ہا اگر فتنہ بالا رساند و آنجا فیلاں امکان ندارد و زائراں
بطریق خاطر خواہ بالا رفتہ زیارت قدم مبارک مہتر آدم ابو البشر میکنند و مشہور است کہ برآں کوہ ہر
شبے مردان از غیب فرودے آیند بعضے بذکر جلی و بعضے بذکر خفی و بعضے بتلاوت قرآن مشغول اند لیکن
در نظر نمے آیند۔ ہر کس کہ در آنجا میرسد و ابستہ مقصود رسد کہ جائے مہیب و پُر تاثیر است و عظمت تمام
دارد و سلطان سکندر ایں کار را استوار با ہتمام رسانیدہ بامر الٰہی دیگر طرف متوجہ شد و ایں دعا گو باشوق
تمام در آنجا بطریق آسانی برسید و زیارت قدم مبارک مہتر آدمؑ روزی شد و چند روز ماندہ عجائبات آنجا
مشرف شدیم و خاطر خواہ معائنہ کردیم یعنی پھر سراندیپ کیطرف جاکر مہتر آدمؑ کے قدم مبارک کی زیارت کرنیکا
حکم ہوا حضرت جبرائیلؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سراندیپ میں جو غیر آباد جگہ ہے اتار دو
کیونکہ گنہگار کو قید خانہ اور مہیب جگہ رکھا جاتا ہے لیکن اسمیں فضیلت یہ تھی کہ آپکو ایک سفید پتھر پر جو
تخت کیطرح تھا اتارا گیا جس پر آپؑ نے چالیس سال ایک ٹانگ پر کھڑے ہوکر توبہ و زاری فرماتے رہے
اور بعض کے نزدیک ستر سال اسقدر روئے کہ آپکا ہر قطرہ آنسو سے جواہر و لعل و یاقوت و زمرد پیدا ہوئے

جن کی روشنی سے سورج نے روشنی حاصل کی اور وہ پتھر جو آدمؑ کے قدم میں تھا زمین سے تین گز اونچا تھا اور اس کے اردگرد دریا تھا وہاں ہاتھی دیگر جنگلی جانور دیو پریاں وغیرہ رہتے تھے لیکن آدم زاد کوئی نہ تھا مگر رام ولکشمن، آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے ہیں اور سراندیپ کی ولایت سے جو کفار کی کہانیاں مشہور ہیں غلط ہیں یہ ملک مہیب اور خوفناک ہے لیکن نورانی تجلیات ہر روز نازل ہوتی ہیں اور غیبی آوازیں آتی رہتی ہیں یہ دعاگو کچھ عرصہ وہاں مقیم رہا اور مردانِ خدا سے ملاقات کرتا رہا جنہوں نے اتنے فیوض وعنایات سے نوازا کہ خدا ہی جانتا ہے۔ کفار جنہوں نے دریا کی حدود توڑ کر سراندیپ کی ولایت کو برباد کیا تھا سلطان سکندر نے وہاں پہنچ کر دریا کی حدود کو پختہ کیا اور کفار کے جزیرہ کو تاراج کیا اور اپنے مذہب پر لایا اور بیشمار مالِ غنیمت لیگیا۔ کفار کی سرکوبی کے بعد سراندیپ میں داخل ہوا ویران جنگل میں چند دن بھٹکتے رہے۔ جنگل کے ہاتھیوں، شیروں اور جانوروں نے سکندر کی فوج کو بہت پریشان کیا اور نقصان پہنچایا سکندر اور اسکے امراء اور حکماء کو فکر لاحق ہوئی اور دعا اور مناجات کرنے لگے اور گریہ وزاری کی اور بمعہ لشکر توبہ واستغفار کی تو اللہ عزوجل دو مور نمودار ہوئے اور سلطان سکندر سے کہنے لگے کہ اے سکندر شکست کھا کر قدرت کاملہ کا معائنہ کیا ذوالقرنین کا رتبہ کیا ہوا آؤ اور قدرت ایزدی کا نظارہ کرو اور اپنی عبودیت کو قائم رکھو۔ سلطان سکندر نے کہا کہ اے مخلوقِ خدا ہمیں مقامِ آرزو تک پہنچادیں تاکہ ہم قدم مبارک بابا آدم علیہ السلام کی زیارت کریں چنانچہ دونوں مور آگے اڑے اور انکے پیچھے لشکر نے کوچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تھوڑے ہی دنوں میں مقصود کو پہنچے قدم مبارک کی زیارت کی اور وہاں کی عجائبات کا معائنہ کیا اور دونوں

مور اُڑتے ہوئے غائب ہوگئے سلطان سکندر کو معلوم ہوا کہ پہاڑ کی اتنی بلندی پر پہنچ کر قدم
مبارک کی زیارت کرنا بہت مشکل ہے اور پہنچنے کی ترکیب سوچنے لگے اور رسا زنجیر لو ہے کے استوار
کئے گئے تاکہ ہر سیاح ان زنجیروں کے ذریعے آسانی سے پہاڑ پر چڑھ کر قدم مبارک کی زیارت کرسکے
مشہور ہے کہ مردان خدا غیب سے ہرشئے پہاڑ پر لاتے ہیں اور بعضے ذکر جلی و بعضے ذکر خفی اور بعضے
تلاوت قرآن شریف میں مشغول رہتے ہیں لیکن نظر نہیں آتے اور جو شخص اس جگہ آتا ہے اپنا مقصد حاصل
کرتا ہے کیونکہ یہ جگہ مہیب اور پُر تاثیر ہے اور عظمت تمام رکھتی ہے سلطان سکندر اس کام سے
فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوسری طرف چلے گئے یہ دُعاگو آسانی سے وہاں پہنچا اور قدم مبارک
کی زیارت کی چند روز قیام کیا اور عجائبات سے مشرف ہوا اور اچھی طرح معائنہ کیا۔ باز از آنجا بجانب
شہر مصر حکم شدہ چوں رفتیم دیدیم کہ شہر لیست معظم و ابنوہے آں شہر چناں مے نماید گویا تمامی
آدمیان از عالم خدا دریںجا ساکنند۔ و دیدیم کہ در شہر بصرہ درختان خرما چندانست کہ در شمار
نیاید ہر آں نخلستان بمقدار زمین چہل فرسنگ است و در آں مقام حضرت خواجہ حسن بصری و حضرت امام
زین العابدین و سعد و سعید و طلحہ و زبیر و سائر اصحاب خفتہ اند۔ ہر ہمہ را زیارت کردیم و بروح ہا
ایشاں مشرف شدیم و معلوم شد کہ شانزدہ کروہ آواز و غلغلہ بانگ نماز آں شہر مصر بروقت شنیدہ میشود
سبحان اللہ چنیں در عالم کم است و دریں شہر عجائبات چندانست کہ در شرح و کاغذ نگنجد و دریں شہر
پنج ہزار مسجد ہا جامع است و پنج ہزار منارہا بلند ہا و پنج ہزار لنگر بادشاہانہ کہ از جہت خویش
و بیگانہ طعام مے پزند و تخت و قصرہا بادشاہ خود است کہ منکوحہ او شیریں بود کہ فرہاد برو عاشق

گشتہ۔ حکایت:۔ آوردہ اند کہ حاجی نام عرف فرہاد قد عادی داشت از جائے پیدا شد ناگاہ نظر او

بر شیریں افتاد عاشق و مبتلا گشت این خبر عشق او بخرو رسید فکر و مصلحت ساختہ حیلہ ہائے انگیختہ

و فرہاد را طلبیدہ گفتند۔ ای فرہاد ہر کارے کہ ترا بگویم اگر بکنی ترا شیریں بدہم فرہاد گفت کدام کا

راست بعرض نمائید۔ خسرو بادشاہ و کیلان ار فرمودند این کوہ بلند کہ مے بینی برو و راسوراخ بکن آنگاہ

بیا تا ترا شیریں بدہیم آن تکلیف فرہاد تسلیم کردہ استادہ شد و در کار کوہ کندن مشغول شد و خسرو نیز این قرار

قبول کرد و فرہاد اول کار آغاز نقش صورت یار بکندیدن گرفت بعدہٗ سوراخ کوہ کندن گرفت بقوت

عشق در زندگی کوہ را سوراخ طیار کرد و این خبر بادشاہ رسید کہ فرہاد کار آخر کرد و شیریں خواہد برد

بمحض شنیدن این خبر خسرو حیران و نگران شد گفت اے وزیران درین کار تدبیر و چارہ باید کرد چنانچہ

ازین داغ جدائی نجات یافتہ شود کہ فرہاد از من شیریں خواہد برد بعد ازین گفتگو خسرو از برائے

دفع دلگیری بطرف شکار متوجہ شد و شیریں چون محل خالی دید از جذبہ عشق فرہاد در دل او محبت عنان

کشید تا آنکہ شیریں سوار شد و پیش فرہاد رفتہ حضور گشت و گفت کار خود تمام کردی بیا مراد خود برسا فرہاد

گفت اے شیریں مذہب عشق پاک بازی است تا آنکہ حلال نباشد نزد عاشقان تمتع گرفتن حرام است

ع عاشقی رغبت و مروانرا بسینہ راحت است سلسلہ بند ست و شیرانرا بگردن زیور است۔ شیریں یقین کرد

کہ مذہب عشق جز پاکبازی نیست این سخن بغایت تلخ آمدش و سوار شدہ اسپ را از سر غصہ تیز کردہ و بدو

انید۔ بقضائے الہی اسپ شیریں در غار کوہ افتاد اسپ لنگ شد جنبیدن نتوانست۔ فرہاد دید کہ اسپ

شیریں لنگ شد فرہاد اسپ را بہمراہ شیریں برداشتہ برگردن خود نہاد و تا بعقر پادشاہ برسانید و خود

باز گشت ۔ در کار خود مشغول شد و چوں بادشاہ از شکار باز گشتہ آمد - این وسوسہ در دل او بیقراری داد

کہ آیا فرہاد محبوب من خواہد برد و چگونہ زندانہ مے مانم درین فکر بود کہ ناگاہ یک پیرزال ضعیف آمدہ دعا

کردن گرفت کہ عمر بادشاہ بیش باد کم مباد کہ آدمیان شہر در دریائے اندوہ و فکر غرق اند کہ مبادا

فرہاد شیریں را از خسرو ببرد - الٰہی این کار مباد و چنیں غم والم ترا مباد بعد ازاں آن پیرزالہ عرض کرد کہ

اے عالم پناہ یک طبق پر از حلوہ عنایت شود کہ من ہم یکے حیلہ خود سازم شاید کہ ازین غم والم خلاص

یابد۔ بادشاہ فی الحال حلوہ و نان بحوالہ آں پیرزال کرد و ازاں جا رواںہ شد۔ چہ بیند کہ فرہاد بطریق

پیل مست در کندن مشغول است ۔ ہرگز بجانب آن پیرزال ہیچ توجہ و التفاتے نیاورد و پیرزالہ

دشمن خود دانست کہ پروائے ماند ار بعدہٗ آغاز کرد کہ اے پسر چہ خیال داری و چہ کار کنی کہ درین

ساعت شیریں زن خسرو جان بحق تسلیم نمود و ازیں جہاں فانی برفت و بادشاہ خسرو دیوانہ شدہ است

من بر تو آمدہ ام کہ بغیر زندگانی او چگونہ بموجب این کار مسکینی بیا بخور این حلوہ کہ بہ تعزیت او

مہمانی کردہ بودند ۔ فرہاد گفت چہ گفتی پیرزالہ مکارہ آغاز کرد کہ اے فرزند شیریں را دختر خود

خواندہ بودم و بہ نسبت فرزندی پیش او میگذارندم اکنوں آن دختر من بمرد و در جہاں نماند بشمارا

ہم پسر خود خواندہ بودم و این محنت و مشقت شما ضائع شد پس این خبر بشمارسانیدن فرض بود و این

آیہ قولہ تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ط برحق است درست است فرہاد بمجرد شنیدن این

سخن وفات و رحلت شیریں از سر درد آہ و سوز ناک کشیدہ و نعرہ برآوردہ تیشہ بر کوہ افتاد

و لبسوئے آسمان دیدہ بیفتاد و جاں بداد و بحق پیوست و آنزالہ کہن سالہ فرسودہ حالہ بدا فعالہ یقین

کرد کہ جاں بمالک فردوس سپرد باز پیش بادشاہ آمدہ مژدۂ شادمانی رسانید کہ غم دور کن و از اندیشۂ دشمن آزاد و خوشدل باش خسرو آں مکارہ و غدارہ را خلعت داد۔ از روئے خوشی حکم کرد کہ فرہاد را در ینجا زیر قصر ما بیارید و خود خسرو پیش شیریں رفتہ خبر موت فرہاد او را رسانید بمحض شنیدن خبر مرگ فرہاد دل شیریں بسوخت و رنگش زرد گشت و خورمی از دلش مرتفع شد۔ و بہ حکم بادشاہ فرہاد را در تابوت کردہ تحت قصر بادشاہ آوردند شیریں را خبر رسانیدند کہ فرہاد را کفن دادہ و در میان تابوت کردہ تحت قصر بادشاہ آوردہ اند و نہادہ اند شیریں بغیر معلومی بادشاہ بالائے قصر آمدہ بدید کہ تابوت فرہاد ہمیں است کہ مے نماید۔ درآں زماں چناں سوزش در دل او اثر کرد کہ از بالائے قصر خود جست زدہ بر سر تابوت فرہاد افتاد و جاں بحق تسلیم نمود و چوں ایں خبر بسمیع خسرو بادشاہ رسید ملک و بادشاہی و تخت گذاشتہ روئے در عالم لاہوت بگرفت آخر او ہم جان بداد کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن و فرہاد کہ تیشہ بر کوہ زدہ بود بقدرت کمال الٰہی ازاں درخت انار پیدا شد و ہر سال باردار میشود و ازاں درخت یک انار سرخ پر خون دو کبر بمثل قدیم اند و مشہور است کہ ازیں انار خلائق فیض میگرند و از برائے مرضے علاج میشود۔ ایں دعاگو در آنجا رفتہ بچشم خود معائنہ کرد یعنی اس کے بعد شہر مصر جانے کا حکم ہوا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ مصر ایک بہت بڑا شہر ہے اسکی آبادی اتنی زیادہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا کے آدمی یہاں مقیم ہیں اور کھجوروں کے اتنے درخت ہیں کہ شمار میں نہیں آتے اور تقریباً چالیس فرسنگ میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہاں حضرت خواجہ حسن بصریؒ و حضرت امام زین العابدینؒ و حضرات سعد و سعید و طلحہ و زبیرؓ و بہت سے صحابہ کرام استراحت فرما ہیں سب کی

زیارت کی اور انکی روحانیت کے فیوض سے مشرف ہوتے اور معلوم ہوا کہ سولہ ۱۶ کوس تک اس شہر کی آواز اذان گونجتی ہے۔ سبحان اللہ ایسے مقامات دنیا میں بہت کم ہیں اس شہر میں بیشمار عجائبات ہیں جنکی شرح کاغذ پر نہیں سماتی۔ اس شہر میں پانچ ہزار جامع مسجدیں، پانچ ہزار مینار اور پانچ ہزار لنگر خانے ہیں جن میں اپنوں اور بیگانوں کیلئے کھانے پکتے ہیں اس شہر میں شاہ خسرو کے محلات ہیں جسکی منکوحہ شہزادی شیریں تھی جسکے متعلق یہ حکایت مشہور ہے کہ عاد قوم کا ایک آدمی جس کا نام حاجی اور عرف فرہاد تھا بڑا طاقت ور تھا۔ ناگہ اسکی نظر محل پر کھڑی شیریں پر پڑی تو عاشق اور مبتلا ہو گیا یہ خبر شاہ خسرو کو ہوئی تو صلاح و مشورہ سے فرہاد کو طلب کر کے طے کیا گیا کہ اس بلند پہاڑ میں سوراخ کر دو تو تجھے شیریں دے دی جائیگی یہ تکلیف فرہاد نے تسلیم کر لی اور پہاڑ کو کھودنا شروع کر دیا۔ شیریں کی صورت دل میں رکھ کر پورے انہماک سے پہاڑ کھودتا رہا عشق کی قوت سے پہاڑ میں سوراخ کرنے میں کامیاب ہوا خسرو کو خبر ہوئی تو بہت حیران اور پریشان ہوا مشیروں اور وزیروں سے حیلہ جوئی کیلئے مشورے کرنے لگا کہ کسطرح جدائی سے نجات ملے کیونکہ فرہاد شیریں کو لے جائیگا۔ دلگیری دفع کرنے کیلئے شکار پر روانہ ہوا۔ شیریں محبت سے مجبور اور محل خالی دیکھکر فرہاد کو دیکھنے کیلئے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچی اور کہنے لگی فرہاد تو نے کام ختم کر لیا آؤ اب اپنا مقصود حاصل کرو فرہاد نے کہا اے شیریں مذہب عشق پاکبازی کا نام ہے حتیٰ کہ حلال ہو عاشقوں کے نزدیک موقع سے فائدہ اٹھانا حرام ہے ؎ عاشقی تکلیف دہ کام ہے مگر مرد کو راحت ہوتی ہے۔ شیر قید کی زنجیروں کو گلے کا زیور سمجھتے ہیں۔ شیریں سن کر مایوس ہوئی اور غصہ سے گھوڑے کو تیز کیا اور دوڑایا۔ بقضائے الٰہی گھوڑا پہاڑ

کی غار میں گر کر لنگڑا ہو گیا اور چلنے کے قابل نہ رہا فرہاد کو معلوم ہوا تو اُس نے شیریں کو گھوڑے سمیت کندھے پر اٹھا کر شاہی محل پر چھوڑ آیا اور واپس آکر اپنے کام میں مشغول ہو گیا جب بادشاہ شکار سے واپس آیا تو فرہاد کا شیریں کو لیجانے کا وسوسہ زیادہ ہوا اور محبوب کے چلے جانیکی جدائی کا صدمہ ستانے لگا۔ اسی دوران ایک بوڑھی مکارہ حاضر ہو کر درازی عمر و اقبال کی دعائیں دینے لگی اور شیریں کی جدائی کے غم و فکر سے نجات کیلئے حیلہ کرنیکی استدعا کی کہ مجھے کچھ حیلہ کرنے کیلئے ایک تھال حلوہ عنایت فرمایئے شاید آپکے غم کا مداوا ہو سکے بادشاہ نے فوراً حلوہ اور روٹیاں بڑھیا کے حوالے کر دیں بڑھیا وہاں روانہ ہو گئی جہاں فرہاد مست ہاتھی کی طرح پہاڑ کھودنے میں مصروف تھا اُس نے بڑھیا کے آنیکی کوئی خبر نہ لی۔ بڑھیا نے دشمن سمجھتے ہوئے خود بات کی کہ اے فرزند جس شیریں کیلئے تو یہ محنت و مشقت کر رہا ہے وہ فوت ہو چکی ہے۔ بادشاہ خسرو دیوانہ ہو گیا ہے میں تجھے یہ بتانے آئی ہوں کہ تو یہ محنت فضول کر رہا ہے، ادھر آ اور یہ حلوہ کھا جو میں شیریں کی تعزیت میں بطور مہمانی لائی ہوں، فرہاد بڑھیا کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ کیا کہا ہے۔ بڑھیا مکارہ نے کہا کہ اے فرزند میں نے شیریں کو اپنی بیٹی بنایا تھا اور اسی نسبت سے میں اُسکے پاس رہتی تھی اب میری بیٹی فوت ہو گئی ہے اور میں تجھے بھی بیٹا سمجھتی تھی اسی لیے تمہاری محنت و مشقت ضائع دیکھ کر تمہیں خبر دینے فرض سمجھ کر آئی ہوں کہ کُلُّ نفسٍ ذائقۃُ الموت، صحیح ہے۔ فرہاد نے شیریں کی وفات کی خبر سنتے ہی تیشہ پہاڑ پر پھینک دیا اور چیخ مار کر آسمان کیطرف دیکھا اور گر کر اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا بڑھیا مکارہ فرہاد کی موت کا یقین کر کے واپس بادشاہ کے پاس آئی اور اسے دشمن سے خلاصی اور غم و اندوہ سے نجات کی خوشخبری سنائی خسرو نے خوش ہو کر بڑھیا مکارہ غدارہ کو خلعت دی اور حکم

دیا کہ فرہاد کی نعش کو میرے محل کے نیچے لایا جائے اور خود شیریں کے پاس جا کر فرہاد کی موت کی خبر سنائی یہ خبر سنتے ہی شیریں کا دل جل گیا اور رنگ زرد ہوگیا اور خوشی مفقود ہوگئی بادشاہ کے حکم سے فرہاد کی نعش کو تابوت میں ڈالکر شاہی محل کے نیچے لایا گیا شیریں کو خبر دی گئی کہ فرہاد کو کفن دیکر تابوت میں ڈال کر شاہی محل کے نیچے لایا گیا ہے شیریں بادشاہ کی اجازت کے بغیر محل پر چڑھ گئی اور فرہاد کے تابوت کو دیکھتے ہی گر گئی عشق سے ایک دلدوز آہ نکلی اور فرہاد کے تابوت پر محل کے اوپر سے چھلانگ لگادی اور گرتے ہی جاں بحق ہوگئی جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو وہ تخت و تاج چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ اور فرہاد نے جو تیشہ پہاڑ پر گرایا تھا قدرت الہی سے وہ انار کا درخت ہوگیا اور ہر سال بار آور ہوتا رہا جس میں ایک انار خون کی مانند سرخ ہوتا تھا جسکے متعلق مشہور تھا کہ مخلوق خدا اس سے فیض حاصل کرتی تھی اور جس مرض کیلیے لیجاتے تھے شفا ہوتی تھی دعاگو نے وہاں جا کر خود معائنہ کیا۔ بعدازاں بجانب گاوزون حکم شدہ کہ آنجا مزار حضرت سلطان ابو اسحاق گاذرونی است و پایان او سلطان کا نجو شہید خفتہ است و در خانقاہ حضرت سلطان ابو اسحاق گاذرونی است بمقدار یک صد و چہل است چراغے کہ خود افروختہ بودند تا اکی غایت ہماں روغن و بلیتہ در چراغ مے افروزد و ہنوز کشتہ نشدہ است و مقرر است کہ پادشاہی شیراز دانش مند و علامہ بود و غیرت و حسد در دل او سرزد و آں چراغ راکشتہ رواں شد تا آنکہ مقدار یک تیر پرتاب مسجد بود و در آنجا رسید باز بقدرت کاملہ پروردگار آں چراغ افروختہ شد۔ بدیدن قدرت مردان خدا آں پادشاہ پشیماں شدہ در حیرت افتاد و در خاطر گزرانید کہ خطائے عظیم ازما واقع شد یک ہفتہ مگذشت کہ

از عالم غیب از طائفہ جنیان کہ مرید وے بودند دو پسران پادشاہ را گرفتہ یکے را نابینا و دوامے را در میان جزیرۂ دریائے عمیق بردند کہ در آنجا شخصے بزرگوار بودہ است از جہت خدمت با وتحویل نمودند کہ در آنجا علم بخواند۔ ازیں ندامت صدق آوردہ مرید حضرت سلطان را قبول کردہ بعد از یکسال قلادہ آہنی در گردن او انداختہ مجاوری آں درگاہ اختیار نمود و قبر آں پادشاہ در پائین حضرت سلطان است۔ بیت۔ اگر نیستی سراسر باد گیر۔ چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد۔ چراغے کہ ایزد برفروزد کسیکہ تف زند ریشش بسوزد مناقب آں بزرگوار اظہر من الشمس است و در لنگر ایشاں سی ہزار تنکہ ہر روز تصرف مے آید و انواع طعام ہا میکشند و بفقرا و مساکین و خویش و بیگانہ مے دہند و چندکس از علامہ و دانش مند در درگاہ ایشاں درس میخوانند بعضے تفاسیر و احادیث و بعضے علم موسیقی و علم حکمت و بعضے منطق و معانی تعلیم مے کنند و یکصد از مردم طالبان حق بخلوت اربعین مے نشینند و در ہر روز طالبان جدید را تلقین ذکر ربانی مرشدان میدہند بسیار خلائق ازیں درگاہ مستفید میشود کہ آستانہ پر عظمت و مہیب است و ایں دعاگو یک چلہ تمام در اینجا کشیدہ است ہرچہ مقدور بود روزی شد یعنی اسکے بعد کازرون جانیکا حکم ہوا کہ وہاں سلطان ابو اسحاق گازرونی کا مزار ہے اور اسکے پائنتی سلطان کا بھی آرام فرما ہے اور اس مزار میں بمقدار ایک سو چالیس کے چراغ ہیں جو از خود جلتے ہیں اور ان میں تیل اور بتی ایسی ڈالی ہوئی ہے کہ ختم نہیں ہوتی۔ مشہور ہے کہ شاہ شیراز جو کہ دانا اور علامہ تھا کے دل میں حسد اور غیرت سے خیال آیا اور چراغ کو بجھا دیا اور ابھی مسجد میں ایک تیر کے فاصلے پر پہنچے تھے کہ اللہ کی قدرت سے وہ چراغ جل گئے مردان خدا کی یہ کرامت دیکھ کر بادشاہ شرمندہ ہوا اور حیران ہوا اور دل میں خیال لایا کہ میں نے بہت برا کام کیا ہے ابھی

ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عالم غیب سے جنوں کا ایک گروہ جو اُنکا مرید تھا اور بادشاہ کے دو بیٹوں کو پکڑ کر ایک کو گرا ندھا کر دیا اور دوسرے کو سمندر پار ایک جزیرے میں اٹھا کر لیگئے وہاں ایک بزرگ کو خدمت کیلئے سپرد کر دیا اور وہاں علم حاصل کرنے لگا۔ بادشاہ اس ندامت اور صدق دلی سے حضرت سلطان کے مریدوں میں شامل ہو گیا اور لوہے کا قلاوہ گلے میں ڈال کر اس خانقاہ کی مجاوری کرنے لگا اسی بادشاہ کی قبر مزار کی پائنتی میں ہے اگر ہوا تیز چلنے لگے تب بھی مقبولان خدا کا چراغ نہیں بجھتا جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن رکھنا چاہتا ہے جو اسے بجھانا چاہتا ہے اُسکی ڈاڑھی جل جاتی ہے یعنی خود نقصان اٹھاتا ہے اس بزرگوار کے مناقب سورج کی طرح روشن اور ظاہر ہیں اسکے لنگر میں روزانہ تیس ہزار تنکہ خرچ ہوتا ہے اور طرح طرح کے کھانے تیار کر کے غربا مساکین اور اپنوں اور بیگانوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور چند عالم اور دانا اس خانقاہ میں درس دیتے ہیں بعض تفاسیر و احادیث اور بعض علم موسیقی و علم حکمت و بعض منطق و معانی پڑھتے ہیں اور ایک سو طالبان حق چاروں طرف بیٹھے ہوتے ہیں اور روزانہ نئے طالبان کو ذکر ربانی کی تلقین کرتے رہتے ہیں عام لوگ اس درگاہ سے مستفید ہوتے رہتے ہیں یہ آستانہ پُر تاثیر اور بابرکت ہے اور یہ دعاگو پورا چلہ وہاں پورا کر کے حسب مقدر فیض یاب ہوا۔ بعد ازاں بجانب شہر بختنوان حکم شدہ کہ درآں شہر حضرت محمود مکی ہمایند و آں بزرگ چہل سال روئے خود را برقعہ پوشیدہ و در مراقبہ نشستہ است و در علم سکر غوطہ خوردہ است۔ نہ آب خوردہ و نہ طعام و نہ کلام کردہ و قرب حق یافتہ بود و از اولادشاں چند کس بر تخت شاہی نشستند و سکرت جد خود شیخ محمود را در گور دفن کردہ بودند باز شیخ را در حالت حیات ہمانجا نشستہ دیدند و ہمدراں حال زندگی بسیار طالبان بمقصد اعلیٰ رسانیدند و ایں دعاگو نیز حضرت شیخ را در قعود دیدہ و چہار چلہ دراں درگاہ کشیدہ

فیض یافتہ کہ ایشان بزرگی عظیم داشتند و ہر کدام از روے اعتقاد و صدق خود رسیدہ است یعنی انکے بعد شہر نخشو آن جانیکا حکم ہوا کہ وہاں حضرت محمود مکی آرام فرما ہیں کہ وہ بزرگ چالیس سال برقعہ پوش رہے اور مراقبہ میں رہے اور علم سکر میں غوطہ زن رہے بغیر کچھ کھائے پیئے اور کسی سے کلام کئے بغیر قرب حق حاصل کیا اور انکی اولاد سے چند بادشاہ ہوئے جنہوں نے اپنے دادا شیخ محمودؒ کو دفن کیا اور پھر اسی جگہ زندہ دیکھا اور اسی حالت میں بیشمار طالبوں کو مقصد اعلیٰ تک پہنچاتے رہے یہ دعاگو (مخدوم جہانیاںؒ) اس جگہ چار چلے پورے کر کے فیض حاصل کرتا رہا کیونکہ یہ بہت بڑے بزرگ ہیں اور ہر شخص کو ان سے عقیدت اور صدق ہے۔ بعدازاں بجانب امام عبیدہ حکم شدہ کہ در آنجا سلطان العارفین حضرت سلطان سیدی احمد کبیرؒ خفتہ است و حضرت رسالت پناہ فرمودند "خیر الاصحاب اولھم است و حضرت ابوبکر صدیقؓ و خیر الاولیاء اولھم حضرت علی ابن ابی طالبؓ و خیر الاولیاء آخرھم ولدی سلطان سیدی احمد کبیرؒ است رحمۃ اللہ علیہ"، و مقرر است ہر کہ از اولاد ایشان و معتقدان ایشان سجادہ مے نشیند بر سر تخت مے نشیند و شاغل بحق مے باشد و ہر بادشاہے و امیر کہ دست در بیعت ایشان آید مطیع و منقاد گردد و ایشان برائے تعظیم آنہا از جائے خود نمے جنبید و پادشاہی و حکومت ایشان ہرگز تغیر و زوال نرسد علامت سجادہ نشین ایشان ہمینست و دیگر علامت طائفہ این است کہ ہیچکس را تعظیم نکنند و استادہ نشوند و تجارت نکنند و کلام مالایعنی نکنند و روئے در مراقبہ آرند و ہیچ نفس از انفاس غافل از حق تعالیٰ نمانند و درین نزدیکی طالبان صادق را بحق میرسانند و ہر کدام را السجادہ نشستن و دعوی مریدی کردن روا نباشد و مقرر است کہ بے از بیتہا در حضرت سلطان العارفین نصحت سیدی

احمد کبیر معشوق اللہ تعالیٰ. قوالاں نغمہ سرائی آغاز کردند و ساز ہا گوناگوں نواختند و مریداں و معتقداں صاحب وجد بعضے در سماع و بعضے در رقص در آمدند عورات و مردان کہ درمیان سماع در آمدند ہیچ تفاوت و فرقے درمیان خود نہ آوردند کہ عورت کدام است و مرد کدام کہ در ذوق خود غشی و مستغرق بودند ہمدراں حال سلطان ہارون الرشید کہ پادشاہ شہر بغداد بود بطریق اخفاء از جہت امتحان ایں طائفہ در گوشکی آمدہ نظارہ میکرد و دراں وقت از دہام عام و انبوہے خلائق و سیاہی شب بود کسے را نشناختہ شد کہ خویش یا بیگانہ است بقدرت الٰہی ہمدریں حالت حضرت سلطان سیدی احمد کبیر از بصارت باطنی خویش دریافت کہ ہارون رشید بادشاہ برائے امتحان آمدہ است ہارون را دست گرفت درمیان سماع آورد و چناں ذوقے و شوقے و وجدے در دل ہارون طلوع نمود کہ ہرچہ غل و غش در دل ہارون واقع شدہ بود تمامی مرتفع گشت و صفا در دل او طلوع کرد. و فرحے و ذوقے دریافت بعد از سماع ہارون را ایشاں رخصت دند علی الصباح بادشاہ دانشمنداں، معلماں و فاضلاں آنجائے را جمع کردہ بحضور خود آورد و آنچہ دریں شب ماجرا بود پیش ایشاں اظہار کرد کہ مرداں و زناں در سماع یکجا بودند ایں سماع در شریعت چگونہ است تتبع بکنید و جواب شافی بدہید ایشاں فرصت طلبیدہ ہرہمہ برخاستند و ایں خبر بحضرت سلطان رسانیدند. بشنیدن ایں خبر صندوقے طلبیدند و از پنبہ پُر کردہ و درمیان پنبہ انگشت عاشق نہاد ہمچناں صندوق پیچیدہ و ملمع کردہ بجانب ہارون رشید ارسال نمود و از آستانۂ سلطان سیدی احمد کبیر تا بغداد شہر سہ روزہ راہ داشت چوں ایں صندوق ملمع پیش ہارون رشید بردند فی الحال کشادند چہ بینید کہ صندوق است پر پنبہ انگشت آتش

دروی شعلہ میزند بادشاہ وجمیع دانشمندان و بزرگان بغداد راطلبیدہ وحاضر گردانیدہ پیش ایشاں ایں صندوق بکشاد وجمیع بزرگاں صلوٰت بخواندند ہرہمہ مرداں حیران ماندند وآں کجی و بے اعتقادی کہ دردل ایشاں بود مرتفع گشت ومن بعد ازبد اعتقادی توبہ کردند وبصدق آوردند ہارون رشید دست بیعت ومریدی تمام بایشاں گرفت وخودرا یکے از مریدان ایشان شمرد وچند مدت بخدمت اشرف ایشاں بگزرانید بکرم اللہ تعالیٰ دریں نزدیکی انکشاف باطنی وے راکشف شدہ وبہماں طریق برسوم سابقہ مردان وزناں درسماع ورقص مے درآیند وبحق مشغول مے شوند۔ ودردل ایشاں چناں صفائی حاصل شد کہ ازساق تاتحت الثریٰ ہیچ حجاب نماند۔ او دراندک مدت بنظر ایں بزرگوار یکے از اولیائے خدا باشد وایں دعاگو رفتہ زیارت ایں بزرگوار کرد وآنچہ بہرہ ونصیب بود بعنایت الٰہی روزی شد یعنی اسکے بعد امام عبیدہ جانیکا حکم ہوا کہ وہاں سلطان العارفین حضرت سلطان سیدی احمد کبیرؒ استرا فرما ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اولین صحابہ کرام میں افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور اولین اولیائے کرام میں افضل علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آخرین اولیائے کرام میں افضل حضرت سلطان سیدی احمد کبیرؒ ہیں اور مشہور ہے کہ انکی اولاد اور معتقدین میں سے جو سجادہ نشین ہوتے ہیں وہ تخت پر بیٹھتے ہیں اور شغل بحق ہوتے ہیں اور جو امیر اور بادشاہ ان کی دست بیعت کرتے ہیں ان کے مطیع اور معتقد رہتے ہیں اور سجادگان ان کی تعظیم کیلئے اپنی جگہ سے نہیں ہلتے انکی بادشاہی اور حکومت میں کوئی تغیر اور زوال نہیں آتا یہ سجادہ نشین کی خاص علامت ہے اور دوسری علامت یہ ہے کہ کسی شخص کی تعظیم کیلئے کھڑے نہیں ہوتے اور دیوانہ وار نہیں ہنستے اور بے معنی بات نہیں

کرتے مُنہ مراقبہ میں رکھتے ہیں اور کوئی شخص حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا اور اسی قرب کیوجہ سے
وہ طالبانِ صادق کو خدا عزوجل سے ملا دیتے ہیں لیکن ہر شخص سجادہ بننے یا مریدی کا دعویٰ نہیں کر سکتا
مشہور ہے کہ ایک رات سلطان العارفین بصحبت سیدی احمد کبیرؒ معشوقِ خدا جل جلالہٗ قوالان نے قوالی
شروع کی طرح طرح کے ساز آراستہ کئے اور مریدوں اور معتقدین نے سماع میں بعض وجد اور بعض
رقص میں آئے سماع میں مردوں اور عورتوں میں کوئی تمیز اور فرق نہیں تھا سب ذوق و غشی میں مدہوش
تھے اسی دوران سلطان ہارون رشید شاہ بغداد بھیس بدلے امتحان کی غرض سے موجود تھا لوگوں کا ہجوم
تھا رات تاریک تھی اپنے اور بیگانے کی کوئی پہچان نہ تھی اسی دوران سیدی احمد کبیرؒ کو باطنی بشارت سے
معلوم ہوا کہ سلطان ہارون رشید برائے امتحان آیا ہوا ہے تو اُسکو پکڑ کر سماع میں لائیے اور ہارون رشید
کو اتنا ذوق و شوق اور وجد ہوا کہ تمام شبہات دُور ہو گئے اور دل پر صفائی وارد ہوئی سماع کے
بعد ہارون رشید کو رخصت کیا گیا علی الصبح ہارون رشید نے علماء و فضلاء و حکماء دانشوروں کو جمع کر کے
سماع کے متعلق فتوے طلب کئے جو مہلت مانگ کر واپس ہو گئے۔ حضرت سُلطانؒ کو خبر دیگئی انہوں
نے ایک صندوق منگوا کر رُوئی سے پُر کروائی اور اُسکے درمیان آگ کا دہکتا ہوا انگارہ رکھوایا
صندوق بند کرائی اور ملمع کرا کر ہارون رشید کیطرف روانہ کرائی۔ سیدی احمد کبیرؒ کے آستانہ سے
تخت ہارون رشید تک تین دن کا راستہ تھا جب یہ صندوق ہارون رشید کے پاس پہنچی فوراً کھلوائی
گئی اور دیکھا کہ صندوق رُوئی سے پُر ہے جس میں انگارہ شعلہ مار رہا تھا لیکن روئی پر کوئی اثر نہ تھا
ہارون رشید نے اپنے علماء و فضلاء کو بُلوا کر صندوق کا نظارہ کرایا جملہ بزرگان صلوٰۃ پڑھتے ہوئے

حیران ہوتے اور انکے دلوں میں جو وساوس اور بے اعتقادی تھی دور ہوئی اور توبہ کی اور صدق لائے ہارون رشید، آپؒ کا مرید ہو گیا اور کچھ عرصہ آپکی خدمت میں رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپکے قرب سے انکشاف باطنی سے سرفراز ہوا اور حسب دستور مرد اور عورتیں سماع میں شامل ہوتے رہے اور وجد و رقص کرتے رہے اور حقانیت میں اتنے مشغول رہے کہ تحت الثریٰ تک کوئی چیز ان سے چھپی نہ رہی اور بزرگ کی تھوڑی مدت کی قربت سے اولیاء بن جاتے تھے اور یہ دعا گو وہاں پہنچا اور اس بزرگ کی زیارت کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسب توفیق و نصیب فیض یاب ہوا۔ بعد ازاں بجانب شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر محمد سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز حکم شدہ کہ برو یک چلہ بر آستانہ این بزرگوار بجا آر تا کار شما بجا رسد۔ و چند روز خاکروبی کردیم معلوم شد کہ حضرت شیخ شہاب الدین ہفصد خلیفہ کامل داشت ہمہ را بحد اعزوجل رسانیدہ و از خلفا تمامی شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی و شیخ جلال الدین بخاری اوچ ممتاز بودہ اند و سیر و مرتبہ ایشاں از ہمہ فائق تر است و ایشاں ہر دو صاحب ارشاد بودہ اند و در خدمت این بزرگوار دیگر ہیچکس مثل ایشاں تسلیم نمودہ اند۔ ہمچناں قرب و رتبہ بدرگاہ رب العزت یافتہ اند کہ اظہر من الشمس است حضرت خواجہ صدرالدین تبریزی پادشاہی خود را ترک دادہ حکومت و سلطنت گذاشتہ مریدی حضرت غوث الثقلین شیخ شہاب الدین اختیار کردہ بود۔ و خزینہ تمامی خود را بخدمت شیخ گذرانیدہ است و ہرچہ اسباب و اشیاء پادشاہی بود در ملازمت ایشاں تسلیم کرد حضرت شیخ از ہیچ قبول نمودند تا آنکہ یک فلوس ہم روا نداشت و فرمود کہ تمامی املاک و معاملات دنیوی خود را بفقراء و مستحقان بدہید و خود مجرد وار خرقہ پوشیدہ بخدمت فقراء در آید تا در زمرہ فقراء گنجائش بیابی و اسم فقرا بر تو مسلم آید

ہمچناں درامر پیرخود رانخوشد وبطریق مجردان کمر سعی لبتہ در خدمت فقرار و اطاعت حق تعالیٰ مشغول ماند

روزے حضرت پیر فرمودے مجردی بحقیقت عظیم سلطنت است ۔ ہرکہ سرداد سرافرازی یافت ۔ بدیں صفت

کہ تو داری بداں صفت ۔ ے جوانمردا نزا باایں علائق گذر کردن دریں رونیست لائق ۔ تو یک گوئی دریں

میداں بہ بیندیش ۔ کجا خواہی رسید از کوشش خویش ۔ برو تسلیم چوگاں شوز مانے ۔ کہ تا یابی ز حال خود نشانے ،

بعدازاں زمانہ حضرت پیران ویگانہ بفرمودے اسرار دل رانہ تو دانی و نہ من ۔ وین حرف معمانہ تو خوانی

و نہ من ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو ۔ چوں پردہ برفتد نہ تو مانی و نہ من بعدازریاضت ایشاں

حضرت پیر دستگیر فرمودہ کہ اے صدرالدین تا ہنوز بوئے پادشاہی تو باقی ماندہ است ۔ برو چہار

سال بخانہ فقراء پاک کن و کلوخ صاف کن و آب از دریا آوردہ پیش فقرا خدمت کن تا بوئے ہستی تو و

خودی نفس زائل گردد ۔ بعدازاں خدمت ہمچوں مردان کردہ پیر سوسال شدہ چنانچہ دراندک زمانہ لائق

دولت گشتہ ایں دعاگو چندمدت مجاہدہ کشیدہ و خدمت فقرا کردہ آنچہ مقدر شد بعنایت حق روز شد یعنی

اسکے بعد شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین محمد عمر سہروردی قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر حاضر ہونیکا حکم ہوا

کہ اس مزار پر ایک چلہ پورا کروں تاکہ میرا کام پورا ہو ۔ ہم نے چند روز خاکروبی کی اور معلوم ہوا کہ شیخ

مذکور کے سات سو کامل خلیفے تھے اور تمام خدارسیدہ تھے اور ان سب خلفاء میں شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی

شیخ جلال الدین سرخپوش اوچی ممتاز تھے اور انکا مرتبہ سب سے زیادہ تھا اور یہ دونوں صاحب ارشاد

تھے ان کے مثل کوئی دوسرا بزرگوار کی خدمت میں نہ تھا ۔ اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں ان کا درجہ اظہر من

الشمس ہے اور حضرت خواجہ صدرالدین تبریزیؒ نے اپنی پادشاہی ترک کرکے اور سلطنت و حکومت چھوڑ

مگر حضرت شیخ شہاب الدین رح کی مریدی اختیار کی اپنا تمام خزانہ آپکی خدمت میں پیش کیا اور تمام اشیاء
و اسباب شاہی نذرانہ گزارا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا حتیٰ کہ ایک پیسہ بھی نہ لیا اور فرمایا کہ جملہ مال و
اسباب فقراء و مستحقین میں بانٹ دو اور خود فقراء کے بھیس میں فقراء میں آکر شامل ہو تاکہ فقراء میں
تمہاری گنجائش ہو سکے اور تو فقر کا مستحق ہو سکے مرشد کا حکم سن کر تعمیل کی اور فقراء میں شامل ہو کر
اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہا۔ ایکدن پیر دستگیر نے فرمایا۔ حقیقت میں مجردی ہی عظیم سلطنت ہے جسنے
اختیار کی سرفراز ہوا یہ صفت جو تو رکھتا ہے ۔ جوان مردوں کو ان جھمیلوں میں رہتے ہوئے گزر
کرنا مناسب نہیں تو اپنی کوشش سے کہیں نہیں پہنچ سکتا چوگان کے میدان میں جاکر دیکھ کہ کسطرح
نشانہ لیا جاسکتا ہے۔ کچھ مدت کے بعد اس پیر دستگیر نے فرمایا ۔ دلوں کے بھید نہ تو جانتا ہے ، نہ میں۔ یہ
معمہ نہ تو نے پڑھا نہ میں نے۔ من و تو کی گفتگو پردہ کے پیچھے ہے پردہ ہٹنے پر نہ من رہتا ہے نہ تو
انکی ریاضت کے بعد پیر دستگیر نے فرمایا۔ اے صدر الدین ابھی تم میں شاہی کی بو باقی ہے جاؤ اور چار
سال فقراء کا پاخانہ صاف کرو اور انکے لئے ڈھیلے اکٹھے کرو اور فقراء کیلئے دریا سے پانی لایا کرو اور
فقراء کی خدمت کیا کرو تاکہ تیری شاہی کی بو اور خودی نفس زائل ہو۔ پس مردانِ خدا کی خدمت کر
کے ان جیسا ہوا اور آپکا منظورِ نظر ہوا اس عاگو نے کچھ عرصہ اس درگاہ پر مجاہدہ کیا فقراء کی خدمت کی اور
اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسبِ مقدر فیض یاب ہوا۔

بعد ازاں شہر دمیان حکم شد کہ آنجا حضرت شیخ سادھی بودہ است منصدِ دانشمندان مفتی
بودہ و شاگردی علوم از ایشان حاصل شدہ و چوں شب شدہ جائے کہ قبر کہنہ و خراب دیدے آنجا

رفتہ در طاعت حق تعالیٰ مشغول شدے و گفتے تا نکہ نہ مردہ اما خود را مردہ میشمارم و خود را از مجاہدات و ریاضات خالی نگذاشتے و ہیچگاہی از وضو و طہارت فارغ نبودے۔ دائم صائم النہار و قائم اللیل بودہ است و مناقب ایں بزرگوار چندانست کہ شرح آں بہ نوشتن نتواند و مزار ایشاں در شہر دھیان است کہ بسیار تکلف دارد و بر آستانہ او چند ہزار اشرفی سرخ خرچ شدہ بود۔ و خانقاہ پُر عظمت است۔ ہر کہ بے وضو اندر او در آید۔ البتہ زخم میخورد۔ و سزائے خود مے یابد و ہر سال در آستانہ یکدو کس در جذبہ مے آیند و در عالم سکر غوطہ میخورند بے حال و بیقرار میکردند و یکے از مقربان میشوند ایں دعا گو نیز چند ہفتہ ماندہ در آں آستانہ خیلے فتوح حاصل کرد یعنی

پھر شہر دھیان جانیکا حکم ہوا کہ وہاں شیخ جمال ساوجی ہوئے ہیں جس سے سات سو دانا مفتی ہوئے جنہوں نے آپ سے علم حاصل کیا رات کیوقت جہاں کہیں پرانی یا خراب قبر دیکھتے حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے اور فرماتے جب تک موت نہیں آتی میں آپکو مردہ سمجھتا ہوں خود مجاہدات اور ریاضت میں مشغول رہتے ہر وقت با وضو رہتے اور روزانہ روزہ رکھتے اور ساری رات عبادت میں گزارتے آپکے اتنے مناقب ہیں کہ لکھنے میں نہیں آسکتے آپکا مزار شہر دھیان میں ہے، اور آپکے آستانہ پر دو ہزار اشرفی خرچ ہوئے خانقاہ پر عظمت ہے اگر کوئی اس میں بے وضو داخل ہو تو زخمی ہو جاتا ہے، اور اپنی سزا کو پہنچتا ہے اور ہر سال ایک دو آدمی جذبہ میں آتے ہیں اور عالم سکر میں بے حال و بے قرار غوطہ زن ہوتے ہیں اور مقربین میں شامل ہو جاتے ہیں یہ دعا گو چند ہفتے اس آستانہ پر رہا اور بہت فیض یاب ہوا۔ بعد ازاں بجانب کوہ کاف حکم شد بقدرت الٰہی آنجا رسیدم چہ دیدم کہ جائے پُر

عظمت است وہیبت مے نماید ہر کس امکان ندارد کہ آنجا رفتہ سکونت گیرد و بہ جہت گاہ گاہے در آنجا آواز ہائے مہیب مے آیند چنانچہ رعد مے غرد وگاہ گاہے آواز تلاوت قرآن مے آید و بعضے اوقات آواز ذکر اللہ جلی وخفی شنیدہ شود لیکن ہیچ کس در نظر نمے آید و در آنجا ہیچ درندہ پرندہ و چرندہ در نظر نمے آید کہ جائے بسیار خموش است و این دعاگو بنظر خویش معائنہ کردہ کہ ہفصد کروہ سلطان سکندر ذوالقرنین سد آہنی ہفت جوشی بحکمت حکیماں بستہ است و عمارت کردہ و درین کار عقل گم است اگر آں دیوار نبودے این عالم را یاجوج و ماجوج ہر روز خلائق خدا را خراب و تلف میکردند فاما قدرت الٰہی بطریق سخت در قید و بند کردہ شدہ اند مقرر است کہ قوم یاجوج و ماجوج ہر روز با وقت علی الصباح مے آیند و بناخن خویش آں سد ہفت جوشی را مے کنند تا بغروب آفتاب و چوں مؤذن عرش بانگ نماز شام میگوید آں سد را بمقدار پردۂ برگ درخت میگزارند چنانکہ از دوم طرف کوہ مے نماید۔ ہمہ وقت حال ایشاں بریں جملہ است و ہمیں تقریر میکنند کہ صباح الفور این سد را شکستہ و قطع کردہ عالم آدم را بگیریم و آب دریا بنوشیم و لفظ انشاء اللہ تعالیٰ از دل ایشاں نسیان و فراموش میشود و فردا سد بحکم اللہ تعالیٰ باز ہمچناں درست و پر اندام بجائے خود میماند و چوں آخر وقت برسد و قیامت قائم شد این کلمہ بگویند کہ انشاء اللہ تعالیٰ فردا علی الصباح این سد را بشکنیم و قطع کنیم پس بحکم خدائے تعالیٰ صباح کہ فردا آید سد مذکور ہماں قدر برگ درخت ماند یکدست نبرند و آں پردۂ باریک بدرند و خلائق را پیش آرند و ہلاک سازند و درختہا را بخورند و از دریاہا آب بنوشند و این ہم یک علامت

از قیامت است و مقرر است کہ اراضی کوہ کاف رنگ فیروزہ دارد و سواد آں زمین سبز بہائے و روئید گی بسیار عجائب دارد و عالم ملائکان در آنجا ساکن اند و ہر شخصے را کہ مرتبۂ ولایت و محققاں مے دہند آنہا را در آں مقام آوردہ دوگانہ شکرانہ اللہ تعالیٰ ادا کنانند آدمی زادہ بدینصورت در آں زمین جائے میباید دور ہیچکس مجال ندارد کہ بغیر ایشاں در آنجا برود و آں زمین را معائنہ کند و ایں دعاگو نیز بلطف خداوند کریم در آنجا رفتہ اراضی آنجا را دیدہ و دیگر عجائب را تماشا کردہ چنانچہ ہیچ ارمان و افسوس در دل نماندہ و معائنہ کردہ شدہ است کہ قدحے از سنگ مرمر ساختہ اند مرصع از لعل و جواہر و یاقوت و مروارید و زبرجد و ملمع کردہ شدہ است بمثل حوض و مسافت آں قدح بمقدار پانصد بیگہ شمردہ اند و در شب آدینہ از نعمتہا و الوانہا بہشت آں قدح را پیر میکنند و آں ارواح ہا کہ مغفور اند ہر یکے حصہ خویش ازاں گرفتہ میرود و در آں نواحے دو تخت پادشاہی از زر و جواہر و لعل و مروارید و پیروزہ و یاقوت مکلل ساختہ نہادہ اند یکے تخت از برائے آسمان پریست و دومی از برائے سید پری است کہ ایشاں ہر دو شاہ اند جملہ پریاں را و حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلب در حیات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوازدہ سال بر آسمان پری عاشق شدہ بود دراں دوازدہ سال ہمدریں کوہ کاف شکار میکرد و چوں شب در مے آمد بر آسمان پری میرفتے روزے در شکار بود کہ اژدہائے ہولناک بہول تمام و ہیبت مالا کلام پیش امیر آمد چنانچہ مابین جنگ و جدل واقع شدہ و ہفت روز در معاملات و تردات جنگ بر آید و بعد از ہفتم روز اژدہا بکشت و از سر منید او مہرۂ قیمتی دست آمدہ کہ آں مہرہ فوائد بسیار میداشت و آں اژدہا مردہ از دور چناں

مے نماید کہ کوہ بلند است و زمین کوہ کاف ہموار و برابر و صاف است برنگ فیروزہ و آسمان سفید است
از نقرہ و از شعاع او پرتو زمین کوہ کاف آسمان سبز مے نماید ایں دعاگو رفتہ و سیر طیر کردہ بچشم خویش
معائنہ نمودہ یعنی پھر کوہ قاف کیطرف جانیکا حکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے میں وہاں پہنچا
اور دیکھا کہ بہت ہی پُر عظمت اور ہیبت ناک جگہ ہے اور وہاں پہنچنا ہر شخص کا کام نہیں اور نہ
کوئی وہاں رہ سکتا ہے لحظہ بہ لحظہ چاروں طرف سے خطرناک آوازیں آتی رہتی ہیں جیسے بجلی کڑکتی
ہے اور کبھی قرآن شریف کی تلاوت کی آوازیں آتی ہیں اور کبھی ذکر اللہ جلی و خفی سنائی دیتا ہے، لیکن
کوئی شخص نظر نہیں آتا اور یہ جگہ بہت خوفناک ہے لیکن اس دعاگو نے اپنی نظر سے سب کچھ
دیکھا اور سلطان سکندر ذوالقرنین نے سات سو کوس لمبی آہنی دیوار داناؤں کے مشورہ سے سات
جوش شدہ لوہے سے تیار کرائی جس سے عقل گم ہوتی ہے اگر یہ دیوار نہ ہوتی تو قوم یاجوج و
ماجوج اس دنیا کے جملہ جاندار و بے جان مخلوق کو تباہ و برباد کر دیتے لیکن قدرت نے انہیں قید میں
دیدیا ہے اور مشہور ہے کہ یاجوج و ماجوج روزانہ اس سد سکندری کو چاٹتے ہیں اور صبح سے شام
تک باقی درخت کے پتہ کے برابر سد بچ رہتی ہے جسے وہ اگلے دن کیلئے یہ کہتے ہوئے چلے جاتے
ہیں کہ صبح سویرے ہی سد گرا کر انسانی آبادی میں داخل ہو جائیں گے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ کہنا
بھول جاتے ہیں صبح سد برابر ہوتی ہے اور پھر از سر نو چاٹنا شروع کرتے ہیں پس جب اللہ
تبارک و تعالیٰ کا حکم ہوگا وہ شام کو مغرب کی اذان کے وقت جب سد سکندری پتہ درخت کے
برابر باقی ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ کہہ کر علی الصباح توڑ کر عالم انسان میں داخل ہو جائینگے مخلوق

خدا کو آگے لگالیں گے بہت سے ہلاک کر دینگے درختوں کو بھی کھاجائیں گے۔ دریاؤں کا پانی پی
جائیں گے یہ قرب قیامت کی ایک نشانی ہے اور کوہ قاف کی زمین فیروزہ رنگ کی ہے اور
اسمیں سبزیاں اور گھاس وغیرہ عجیب و خوش رنگ ہیں اور یہاں فرشتوں کی رہائش ہے اور وہ
شخص جس کو رتبہ ولایت دینا ہوتا ہے اسے یہاں لاکر دوگانہ شکریہ ادا کرایا جاتا ہے اور
اسی صورت ہی میں بنی آدم یہاں رہ سکتا ہے اور کسی کو یہاں آنے کی ہمت نہیں یہ دعا گو اللہ جل
شانہٗ کی عنایت سے وہاں پہنچا یہاں کی زمین اور عجائبات کا اس قدر معائنہ کیا کہ دل میں کوئی ارمان
نہ رہا علاوہ ازیں میں نے دیکھا کہ سنگ مرمر کا ایک پیالہ لعل وجواہر و یاقوت و مروارید اور
زبرجد سے جڑا ہوا اور ملمع کیا ہوا حوض کی مانند بقدر پانچ سو بیگھہ بنایا ہوا ہے جس کو
جمعہ کی رات کو بہشتی کھانوں اور پھلوں سے پُر کیا جاتا ہے ارواح صالح اپنے مرتبہ کیمطابق
اس سے حصّہ لیکر چلے جاتے ہیں نیز اس جگہ دو تخت شاہی زر و جواہر و لعل و مروارید اور
فیروزہ سے بنے ہوئے تھے ایک تخت آسمان پری کا تھا اور دوسرا تخت سید پری کیلئے تھا
یہ دونوں پریاں پریوں کی بادشاہ تھیں اور حضرت امیر حمزہؓ بن عبدالمطلب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں آسمان پری پر بارہ سال عاشق رہے اور اس عرصہ میں کوہ قاف میں شکار کھیلتے
رہے اور رات کو آسمان پری کے پاس رہتے رہے ایک دن شکار کھیلتے ہوئے ایک ہولناک اژدہا
سے آمنا سامنا ہوگیا سات دن جنگ کرتے رہے ساتویں دن اژدہا مارا گیا جو ایک پہاڑ معلوم
ہوتا تھا۔ اس اژدہا سے حضرت امیر حمزہ کو ایک نادر اور قیمتی مہرہ ملا جو بہت کار آمد تھا کوہ قاف

کی زمین ہموار اور صاف ہے جس کا رنگ فیروزہ ہے اور آسمان سفید بمثل چاندی کے لیکن کوہ قاف کے پرتو کی وجہ سے سورج کی شعاع سے سبز معلوم ہوتا ہے اس دعاگو نے وہاں جاکر خوب سیر کی اور عجائبات کا اپنے آنکھوں سے معائنہ کیا۔ بعد ازاں بجانب شہر مدائن حکم شدہ و چوں آنجا رسیدیم دیدیم کہ نوشیرواں عادل بادشاہ و طاق کسریٰ نیز در آنجا بودہ است۔ آوردہ اند کہ نوشیرواں عادل بر تخت شاہی نشستہ بود و منجماں را پرسیدند کہ اے معلمان و مفسران مارا خبر دہید کہ محمدؐ رسول پیغمبر آخرالزماں ختم الانبیاء کے مے آید شب و روز دریں طلب میگزرانم کہ در دین ایشاں بیایم و دین ایشاں قبول کنم منجمے عالم گفت اکہ اے پادشاہی عادل علامت آمدن او اظہر من الشمس است ہرگاہ کہ محمد رسول اللہ پیغمبر آخرالزماں پیدا آید دریں عالم بیشک بے شبہ طاق کسریٰ بتر قدو بشگافد و آفتاب شعاع کم گردد و بتہائے ہمہ کافراں در لرزہ آیند و بہ پہلو افتند۔ پادشاہی عادل گفت اے منجماں ہرگاہ محمد رسول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر پیدا آید مارا خبر دہید کہ خیلے سرفرازی خواہد یافت و بعد از تولد عنقریب الایام نوشیرواں رحلت یافت و آں نشانی ہا محمدؐ رسول کہ منجماں بپادشاہ دادہ بودند سر ہمہ ظاہر شدند و بعضے میگویند کہ نوشیرواں مسلماں نیست و بعضے میگویند کہ مسلم است۔ و بعد وفات نوشیرواں شہر مدائن ہم ویران شدہ مگر اندکے شہر معموری داشت کہ ہمسایہ پیغمبراں بودہ است و چند بزرگواران از امت محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام در آں شہر ساکن اند کہ بعضے ازاں اہل فضل اند و بعضے صاحب ارشاد ہستند و ازاں مردان خدا بسیار کساں استفادہ میگیرند و بدانکہ کشادگی مدائن

نوشیرواں تا دوازدہ کردہ بودہ است و نوشیرواں چناں عدل میداشت کہ نزدیک تخت
او یک عورت پیر زالہ جائے سکونت داشتہ بود و در ملک او یکراس مادہ گاؤ بود چوں نوشیرواں
بر تخت مے نشستے و عدالت میکردے آں پیر زالہ مادہ گاؤ خود را رہا میکردے کہ بالائے
آں تخت سہ گیں میدادے و پادشاہ عادل گاہے ہرگز نگفتے کہ بدکردی بلکہ روزے ہمچو
میفرمود کہ اے پیر زالہ ایں قصر عالی جائے وسیع است پیشکش شما واریم کہ لائق بودن جائے مادہ
گاؤ شما است آں عورت قبول نکردے ایں چنیں عادل نوشیرواں بودہ است و آں شہر مدائن
شہر یست معظم کہ دوازدہ کردہ طول دارد و شانزدہ کروہ عرض میداشت و بست و
یک لنگر از جہت فقرار و در وگوناگوں طعام مے پزند و چند خانقاہ کہ در توراۃ خواناں درس
میخوانند و در آں شہرے ہیچکس تنگدست نبودہ است بلکہ طائفہ جلاوداں ہم اغنیا بودہ اند
چند خانقاہ در آں شہر از پیغمبران بودہ اند و شہر انیت اہل اسلام ۔ چند مدت ایندعا گوازیں بزرگاں
فیض و حق الیقین حاصل کردہ ۔ یعنی پھر مجھے شہر مدائن جانے کا حکم ہوا جب میں وہاں پہنچا
تو دیکھا کہ نوشیرواں عادل اور اس کا محل وہاں رہا تھا اور سُنا کہ جب نوشیرواں تخت پر بیٹھا تو
اُس نے منجموں کو بلا کر دریافت کیا کہ محمدؐ صلعم نبی آخرالزماں کب پیدا ہوں گے کیونکہ میں رات
دن اسی فکر میں ہوں کہ میں اُنکے دین میں شامل ہوں ۔ منجمین نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے
ظہور کی علامت اظہر من الشمس ہے ۔ جب آپؐ کا ظہور ہوگا ۔ آپکا محل پھٹ جائے گا اور سورج
کی روشنی کم ہو جائے گی اور تمام کفار کے بُت خانے لرزنے لگیں گے اور پہلو کے بل گر جائیں گے

بادشاہ نے اُن سے کہا کہ جب نبی آخرالزماں کا ظہور ہو مجھے اطلاع دیں تاکہ میں سرفرازی حاصل کر سکوں جب آپؐ پیدا ہوئے تو تمام باتیں صحیح ہوئیں اور انہیں ایام کے قریب نوشیرواں فوت ہوا اور بعض کے نزدیک مسلمان نہیں تھا اور بعض کے نزدیک مسلمان تھا۔ نوشیرواں کی وفات کے بعد مدائن کا بیشتر حصّہ ویران ہو گیا اور تھوڑا شہر آباد رہا کیونکہ پیغمبر انکے ہمسایہ میں تھا اور اُمت محمدؐ صلعم کے چند بزرگ اس شہر میں آرام فرما ہیں جن میں چند صاحب فضل اور چند صاحبِ ارشاد ہیں جن سے خلقت استفادہ کرتی ہے بادشاہ نوشیرواں کے عہد میں یہ شہر بارہ کوس میں پھیلا ہوا تھا اور نوشیرواں اتنا عادل تھا کہ اس کے تخت کے نزدیک ایک بڑھیا کا مکان تھا جسکی ایک مادہ گائے تھی اور جس وقت نوشیرواں تخت پر بیٹھ کر عدل کرتا تھا بڑھیا اس وقت گائے کو کھولتی اور کبھی کبھی گائے تخت پر گوبر کر دیتی اور بادشاہ نے کبھی اُسکو کچھ نہ کہا بلکہ بادشاہ نے اس سے کہا کہ محل وسیع ہے آپ اپنی گائے مناسب جگہ پر باندھ دیا کریں لیکن بڑھیا نہ مانی۔ مدائن ایک بہت بڑا شہر تھا جسکی لمبائی بارہ کوس اور چوڑائی سولہ کوس تھی اور فقراء کیلئے اکیس لنگر تھے جن میں قسم قسم کے کھانے پکتے تھے چند درس تھے جن میں توراۃ پڑھائی جاتی تھی اس شہر میں کوئی غریب نہ تھا حتیٰ کہ جلاوہی غنی تھے اس شہر میں چند پیغمبروں کی خانقاہیں ہیں اور شہر کی اکثر آبادی مسلمانونکی ہے اور یہ دعاگو ان بزرگوں سے حتی المقدور فیض یاب ہوا۔

بعدازاں بجانب شہر توران حکم شدہ۔ بتوفیق الٰہی چوں آنجا رسیدیم دیدیم کہ اتابک بادشاہ آنجا بود ملک بے پایاں داشت۔ علامہ و خداپرست بودہ است و نماز تہجد با چہلکس نسبت

جماعت میگزارد واکثر صحبت او باں فقیراں وقرآن خوانان بوده است وسلسلهٔ اولیسیه داشت
از صحبت او چند مدت قرار باطبی یافتم - این چنیں دیندار مردکم دیده مے آید ویکصد وہشت لنگر
در حد پادشاہی او طعام میکشیدند و خویش و بیگانہ ہر کس کہ بروی آمد از ہیچ یکیے دریغ ندار
ند و دریں پادشاه چند بزرگواران صاحب سجاده اند و چند کساں بمسند ارشاد نشستہ اند وخلائق
خدا از ایشاں استغفار میگیرند وبسیار فقرار از اطراف آمده مقصود حقانی حاصل کرده رفتہ اند
ایں دعاگو نیز چند مدت دریں شہر مانده دول کہ سلیم القلب میگویند فریب وحرکت و دغابازی و
پرواز ومکر ولغزش او چنداں بر ومن گشتہ کہ ہیچ حجاب نمانده وہر کہ دریں شہر است او اہم
دین وہم دنیا حاصل است ایں دعاگو ہمچو آرزوئے در آنمقام میداشت کہ باقی عمر در صحبت
ایں بادشاه دریں شہر گزرانیده شود اما قید الماء اشد من قید الحدید گفتہ اند و آرزوئے مابماند
گزارند کما قولہ تعالیٰ ـ وما تشاؤن الا ان یشاء اللّٰہ ربّ العلمین ـ وبدانکہ
در آں حین آن پادشاه سائل شده وعالماں و عابدان و درویشاں عاملانرا پرسید کہ
چہار پیرو چہارده خانواده کہ گفتہ اند کدام کدام اند باز فرمود کہ چہارده خانواده روشن اند کہ از
حضرت شیخ حسن بصریؒ شمرده اند اما سوال چہار پیر داریم دانشمنداں و مرشداں و عابداں
فرصت خواستہ کہ فردا انشاء اللّٰہ تعالیٰ جواب میگوییم چوں شب گذرانیدند علی الصباح ہر یکے
جواب نوشتہ آورد جماعت متفق بریں است کہ عبدالرحیم مشرقی وعبدالکریم مغربی وعبد
الرشید شمالی وعبدالجلیل جنوبی چہار پیر ایشاں اند کہ در چہار رکن ثابت ومستقیم اند کہ ہر چہ

ہر روز در عالم میگذرد و آنکہ از نیک و بد کردار پیدا مے آید در وقت غروب آفتاب. از ہر چیز
پیش ایشاں تفحص میشود و ہر چیز یرا کہ ایشاں منظور میدانداو قبول است و ہر چیز یرا
کہ ایشاں منظور نمیدارند آں کردار بر روئے آنہا میزنند کہ آں کار کردہ اند پس معلوم
شد کہ صاحب کار ایشانند. بنابراں مدار پیری بر سر ایشان است و بعضے متفق بریں تقریر
اند کہ از انجملہ یکے پیر ابوالبشر خلیفۃ الرحمٰن مہتر آدم پیغمبر صلوات اللہ علیہ دوم مہتر حضرت
نوح علیہ السلام کہ خلائق بقہار در طوفان معدوم شدہ بودند کہ اسلام و دین مسلمانی
نایافت و گم شدہ بود و در آں طوفان ہمہ خلائق تلف و نابود گشتہ مگر بقدرت الٰہی
باز مخلوقات عالم بنی آدمؑ را منشا از ایشاں واقع شدہ و اسلام و دین مسلمانی کہ نایافت
شدہ بود از طفیل ایشاں پیدا شدہ بنابراں معلوم گشت کہ دوم پیر ہمیں است و آنکہ یک ہزار
و دوصد سال بہ پیغمبری دریں جہان داشتہ اند و دین اسلام بہ بودن ایشاں در جہان
اظہار شدہ و استوار ماندہ و خدا پرستی در عالم بسیار واقع شدہ و دین اسلام بحیاتی ایشاں بجد
رواج یافتہ ہر کسے مخفی گم و نایاب شدہ باشد کہ از دین ایں پیغمبر خدائیتعالیٰ خارج بود از رحلت
ایشاں کفر وقت خود یافت دین و اسلام گم شد چنداں غلبۂ کفر و بیدینی شائع گشت کہ ہیچ جائے
علامت دین و اسلام در نظر نمے آید. پس یقین است کہ دوم پیر ہمیں پیغمبر خدا مہتر نوحؑ
است و بعد از وفات ایشاں مدتے دیر مہتر ابراہیم خلیل الرحمن ظاہر شدہ و در پیغمبری
اظہار گشتہ و باز دینداری و اسلام رواج دادہ و رسوم کفر و شرک معدوم شدہ و بیدین ہیچ

یافتہ نمے شد مگر پنہاں کسے بودہ باشد تا آنکہ پنج کرسی پے در پے پیغمبر خدا مرسل بودہ
اندلپس معلوم شد کہ سوم پیر ہمیں پیغمبر خدا مہتر ابراہیم خلیل اللہ است چراکہ دینداری و
اسلام مغلوب و نایاب شدہ بود باز بودن ایشاں زمانہ دینداری زندگانی یافتہ و کفر و
شرک معدوم شدہ پس یقین است کہ پیر سومی ہمیں است و چوں مہتر ابراہیمؑ رحلت
یافتہ دین و اسلام ایشاں نایاب و مغلوب گشتہ باز غلبہ کفر و رسم ہائے شرک غالب شدند
بمدت بسیار ہیچ جائے علامت مسلمانی یافتہ نمے شد باز بارادہ الہٰی ختم المرسلین و شفیع
المذنبین محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شد و دین مسلمانی اظاہر گشت و تجلی حقانی
روشن شد و چراغ روشنائی او میرین آمد و آنچہ رسمہائے و علامتہا کفر کہ ظاہر شدہ بودند
تمامی زائل شدند و معلوم گشتند پس یقین است کہ چہارمی پیر ہمنیست محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و بعضے بریں متفق شدند کہ چہار یار رسول اللہ ہر یک امیر المومنین ابوبکر صدیق اکبرؓ
و امیر المومنین عمر خطابؓ و امیر المومنین عثمان ابن عفانؓ و امیر المومنین شاہ مرتضےٰ کرم اللہ
وجہہ چہار پیر اند بریں وجہ دانشمنداں و مرشداں متفق اند و قائل اند و طالبان حق و
جویندگان ذات مطلق بریں قائل اند کہ یکے پیر تبرکی است کہ ازروئے کلاہ و چیزے
دیگر مانند آں حاصل آمد و دیگر پیر ارادتی است کہ از وے تلقین ذکر حاصل آید و طریق ذکر
ہم انواعہا است سوم پیر تربیتی است کہ طالبانرا از حجابہا و از ما سوائے اللہ بگزارند و بعضے
انوار صفاتے اند کہ طالبانرا مغالطہ میدہند و ازیں بدراہی و کجی خلاص میدہند چہارم پیر ارشاد

لیست کہ او بحدامیر ساندو طائفہ فقرار کہ طالبان حق اند بر ینقول قائمند واکثر جماعہ بر ینوجہ متفقند کہ چہار پیر کہ میگویند ہمیں چہار مردان اند یعنی اسکے بعد شہر توران جانیکا حکم ہوا جب توفیق الہی سے بخد پہنچا تو دیکھا کہ اتابک بادشاہ بہت بڑی سلطنت کا مالک تھا اور خداپرست تھا چالیس آدمیوں کے ساتھ باجماعت نماز تہجد پڑھتا تھا فقرار اور قرآن خوانوں سے بہت صحبت رکھتا تھا اور اویسی سلسلہ سے منسلک تھا میں کچھ عرصہ اُس کے ساتھ رہا اور قرار باطنی حاصل کرتا رہا میں نے ایسے دیندار آدمی کم دیکھے ہیں اس کی سلطنت میں ایک سو آٹھ لنگر جاری تھے جن سے اپنے بیگانے سب مستفید ہوتے تھے اس بادشاہ کی سلطنت میں چند سجادہ نشیں اور چند بزرگ صاحب ارشاد تھے جن سے مخلوقِ خدا استفادہ کرتی تھی اور فقرار اطراف سے آکر مقصود حقانی حاصل کرتے تھے یہ دعاگو کچھ عرصہ اس شہر میں رہا اور سلیم القلب، دلفریب، حرکت، دغابازی مکر و کوتاہی دُور ہوئی اور کوئی حجاب نہ رہا اس شہر کے ہر رہنے والے کو دین و دنیا حاصل ہے اس لئے میں نے بھی اسی شہر میں بقایا عمر بسر کرنیکی آرزو کی لیکن بمصداق پانی کی قید لوہے کی قید سے سخت ہوتی ہے اور ہوتا ہے وہی جو منظورِ خدا ہوتا ہے اس بادشاہ نے عالموں، عابدوں و فقرار سے سائل بن کر دریافت کیا کہ چار پیر اور چودہ خانوادہ کیا کیا ہیں اور پھر کہا کہ چودہ خانوادہ تو حضرت شیخ حسن بصریؒ ظاہر کر چکے ہیں البتہ چار پیر کے متعلق بتائیے انہوں نے کل بتانے کی اجازت طلب کی چنانچہ علی الصباح جواب لکھ کر لائے ایک جماعت اس پر متفق تھی کہ عبدالرحیم

مشرق و عبدالکریم مغربی و عبدالرشید شمالی و عبدالجلیل جنوبی چار پیر ہیں جو چار طرف
رکن مقرر ہیں اور جو کچھ روزانہ دنیا میں ہوتا ہے مغرب کے وقت ہر نیکی و بدی انکے
پیش ہوتی ہے جس کردار کو وہ منظور کرتے ہیں وہ مقبول ہوتا ہے اور جو نا منظور ہوتا ہے
وہ واپس منہ پر مارتے ہیں پس معلوم ہوا کہ وہ صاحب کار ہیں اس لیئے وہی چار پیر ہیں
اور بعض کا اعتقاد ہے کہ اول پیر حضرت ابوالبشر مہتر آدم علیہ السلام صلوات اللہ علیہ
خلیفۃ الرحمٰن ہیں دوسرا پیر مہتر حضرت نوح ؑ کہ جنکی بد دعا سے خلقت طوفان میں غرق ہو
گئی تھی کیونکہ دین و اسلام ختم ہوگیا تھا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت سے دوبارہ مخلوقات
بنی آدم سے بڑھی اور دین و اسلام دوبارہ قائم ہوا پس معلوم ہوا کہ دوسرا پیر یہی حضرت نوح
نبی اللہ ہیں جنہوں نے بارہ سو سال پیغمبری کی دین و اسلام پھیلایا اور انکی زندگی میں
دین و اسلام کی ترقی ہوئی جو لمحروم ہو چکا تھا۔ اور کہیں کوئی علامت دکھائی نہیں دیتی تھی
پس معلوم ہوا کہ دوسرا پیر یقیناً ہے ان کی وفات سے مدت بعد پھر دین اسلام معدوم
ہو چکا تھا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیغمبر ہوئے اور از سر نو دین و اسلام کو زندہ کیا اور
کفر و شرک معدوم ہوا تو معلوم ہوا کہ تیسرے پیر یہی ہیں اور جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی
رحلت ہوگئی تو کچھ مدت بعد دین اسلام مغلوب ہوا اور کفر و شرک غالب ہوتا گیا تو مدت
بعد جب اسلام معدوم ہوا تو سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور دین اسلام
پھر عروج پکڑتا گیا اور کفر و شرک مٹتا گیا مسلمانی کو ترقی ہوئی اور تجلی حقانی روشن

ہوئی علامت کفر و شرک معدوم ہوئیں تو معلوم ہوا کہ چوتھا پیر حضرت محمدؐ نبی آخر الزماں ہیں اور بعض اسباب پر متفق ہیں کہ چار پیر رسولِ خدا کے چار یار ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ و حضرت عمرؓ ابن خطاب و حضرت عثمانؓ غنی و حضرت علیؓ ابن ابوطالب بہت سے دانشور اور مرشدان اسی پر متفق ہیں اور بعض کے نزدیک پیر اول تبرکی ہے کہ اس سے سرداری حاصل ہوتی ہے اور طالبان حق اور طالبان ذات مطلق اسی پر متفق ہیں اور دوسرا پیر ارادت ہے کہ اس سے تلقین ذکر حاصل ہوتا ہے تیسرا پیر تربیت ہے جو طالبان کو حجاب اور ماسوائے اللہ سے گزارتے ہیں اور بعض انوار صفات ہیں جو طالبان کو مغالطہ سے نکالنے اور بدراہی اور کجی سے خلاصی دلاتے ہیں چوتھا پیر ارشاد ہے جو اللہ تبارک و تعالے سے ملاتا ہے اور فقرا کا گروہ اسی پر قائم ہے کہ چار پیر یہی چار ہیں اور اسی پر متفق ہیں۔

بعد ازاں بجانب شہر غزنوی حکم شدہ کہ حضرت سلطان محمود پادشاہ غزنوی در آنجا خفتہ است۔ دوازدہ ہزار بزرگوار محمود نام از دست راست مقبرۂ سلطان خفتہ اند و دہ ہزار بزرگوار محمود نام از دست چپ مقبرہ ایشان خفتہ اند و اکثر رجال اللہ در آستانۂ ایشان آمدہ سکونت میکنند و ہر کہ از سر صدق و درست اعتقاد در آں آستانہ مے آید فیض پذیر میشود کہ ایں مرد بسیار مشفق و مہربان است و عالی مقام است و مرشد زمانہ بود اکثر طالبان ازیں مرد بہم بمقصد اعلیٰ رسیدہ و ایں دعاگو رفتہ زیارت ایشان کردہ و ہفتہ ماندہ و مشاہدہ حاصل نمودہ یعنی پھر شہر غزنی جانیکا حکم ہوا کہ وہاں حضرت سلطان

محمود شاہ غزنی سویا ہوا ہے اور بارہ ہزار بزرگ محمود نام سُلطان کے مقبرہ کے دائیں طرف
سوئے ہوئے ہیں اور دس ہزار بزرگ محمود نام مقبرہ کے بائیں طرف سوئے ہوئے ہیں
اور اکثر مردانِ خُدا آکر انکے آستانہ میں قیام کرتے ہیں اور جو کوئی صدق دل سے اس آستانہ
پر آتا ہے فیض یاب ہوتا ہے کیونکہ یہ مرد مشفق اور مہربان ہے اور عالی مقام ہے اول
ایک زمانہ کا مرشد رہا ہے اور اس کے طالبان اپنے مقصود کو پہنچتے رہے ہیں یہ دعاگو وہاں
پہنچا ایک ہفتہ قیام کیا اور مشاہدہ کیا۔ بعد ازاں بطرف نیشاپور حکم شد کہ در آنجا حضرت
شیخ برھان الدین گفتے کہ جانب دستار من ببیں کہ چوں نظر کند بے شبہ خانہ کعبۃ اللہ کہ
بیت اللہ است و روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در نظر او بے حجاب مے آمد ہمچنیں کرامت
آں بزرگوار داشت ایں دعاگو چند مدت در آنجا ماندہ وچلہ بطریق مرداں کشیدہ ہر چہ مقدر
بود میر گشت یعنی پھر نیشاپور جانیکا حکم ہوا وہاں حضرت شیخ برہان الدین ہیں جن کا
فرمان ہے کہ میری دستار میں دیکھیں اور دیکھنے سے بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حجاب نظر آتا ہے اس دعاگو نے مردانہ وار دو چلے ادا کیئے اور حسب
مقدر فیض یاب ہوا۔ بعد ازاں بجانب شہر رے حکم شدہ کہ در آنجا سعد وسعید وطلحہ
و زبیر خفتہ اند کہ در آنجا چہار صد وچہل و چہار طائفہ رجال اللہ خفتہ اند غلغلہ و آواز
ایشاں در ہمہ شہر روشن است بخدائے خُدا کہ آوازہ ایشان تا بآسمان چہارم میرسد و شہر رے
شہر لیست کہ بمثل ایں شہر دیگر نیست کہ از برائے طمع ایں شہر معاویہ ابن ابوسفیان بہر

یزید باقرۃ العیون شفیع المذنبین و علی المرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا امیر المومنین امام حسن و حسین جنگ و خصومت کردہ بود و نزد ایں شہر سنگیست سیاہ بصورت ستون در ہوا معلق است نہ در آسمان و نہ در زمین است آں شب کہ پیغمبر خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج بدرگاہ رب العلمین یافت پائے مبارک بر آں سنگ نہادہ بود و در آنحال آں سنگ در گریہ شد پیغمبر علیہ السلام پرسید چرا گریہ میکنی گفت اے پیغمبر خدا امیدوار شدم کہ دریں زمان لائق بہ بہشت شدم اما چوں جلیل الجبار واحد القہار دوزخ خاصہ از برائے آدمیاں و جنیاں و کوہہا آفریدہ است پس چوں نکریم چوں ایں سخن رسول خدا ازو شنید بلرزید و غمگین گشت بعد ازاں فرمود کہ اے سنگ خود ہمچو میباید داشت کہ او خالق خلق و بے نیاز اند و پس گفت اے سنگ خاطر جمع دار ایں عرض تو بدرگاہ رب العلمین کردہ آید آں سنگ از ترس حقتعالےٰ برنگ نقرہ منور گشتہ و ایں دعا گو رفتہ زیارت آنمقام کردہ یعنی پھر شہر رے جانیکا حکم ہوا کہ وہاں حضرت سعد و سعید و طلحہ و زبیر راحت فرماہیں اور چار سو چوالیس گروہ مردان خدا کے آرام فرماہیں اور انکی شہرت سارے شہر میں روشن ہے اور انکا غلغلہ و آواز چوتھے آسمان تک پہنچتی ہے۔ شہر رے ایسا شہر ہے کہ اس جیسا کوئی شہر نہیں جسکی لالچ میں امیر معاویہ ابن ابوسفیان والد یزید نے سرکار دو عالم و شفیع المذنبین و علی المرتضیٰ و بی بی فاطمۃ الزہرا و حسن و حسین علیہم السلام سے دشمنی مول لیکر جنگ و جدل کرے۔ اس شہر کے نزدیک ایک سیاہ پتھر ستون کی مانند ہوا پر معلق

ہے یعنی نہ آسمان میں ہے اور نہ زمین میں۔ معراج کی رات حضور نبی اکرم صلعم اسی پتھر پر
قدم رکھکر سوار ہوئے تھے اور یہ پتھر رونے لگ گیا آپ صلعم کی دریافت پر عرض کیا اس شرف سے میں
بہشت کا حقدار ہوں لیکن اللہ عزوجل نے انسانوں، جنوں اور پتھروں کیلئے ہی دوزخ
بنائی ہے اسوقت کے خوف سے رو یا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بے نیاز ہے اور
پھر فرمایا تمہاری عرض درگاہ رب العزت میں پیش کرونگا یہ پتھر حق تعالیٰ کے خوف سے
چاندی کی طرح منور ہو گیا یہ دعا گو وہاں پہنچا اور اس مقام کی زیارت کی بعد ازاں بجانب
کرمان حکم شدہ چوں در آں شہر رسیدیم دیدیم کہ شہر است معظم و معمور و در آنجا حضرت شاہ
شجاع بادشاہ کرمان بود کہ او سی سال خواب نکردہ و چوں خواب بر وے غالب شدے پارہ نمک
در چشم خود کردے و نمکدان از خود دور نداشتے و حضرت شیخ شجاع از بہر قوت خود کتابت کردے
واز حصول ملک و ولایت ہیچ نخوردے کہ صاحب عدل بود و کار بادشاہی بر حکم شریعت پیغمبر علیہ
السلام کردے۔ و چناں تفحص و عدل کردے کہ نزدیک محل خویش زنجیر بستہ بود ہر دادخواہے کہ
آمدے زنجیر را بجنبانید در حال بادشاہ واقف و خبردار گشتے و او بحضور خود آوردہ پرسیدے و
آنھا را بحق رسانیدے۔ روزی کنجشکے آں زنجیر را جنبانید و بادشاہ دانیست کہ کسے صاحب
عرض آمدہ است۔ دید کہ کنجشک جنبانیدہ است در حال سوار تعین نمودہ کہ خصمانہ او بکنید
سواراں دنبال آں کنجشک گرفتند تا آنکہ کنجشک بکید رخت رسید کہ در و آشیانہ دار د سواراں دیدند
کہ در آں بچہ اش بدہن مار سیاہ است و در خوردن مشغول است سواراں مار را بقتل رسانیدند

وجۂ آں کنجشک را خلاص کردند حضرت شاہ شجاع کرمانی ہمچنیں بادشاہ صاحب عدل بود. روزے مرد
سوداگر آمدہ پیش بادشاہ عرض رسانید کہ در شبے مردے مہیب مے آید وزن مارا بزور مے بردو
بدیدن آں مارا ہیچ طاقت نمے ماند ندانم کہ چہ بلا است پادشاہ فرمود ہرگاہ کہ او آید در حال
مرا خبر رسانید و پادشاہ در فکر آں بلا سہ شب و روز ہیچ طعام نخوردہ و نہ آب نوشید تا آنکہ
چہارم شب آں تجار آمدہ خبر کرد کہ آں ظالم خدا آمدہ است پادشاہ تیغ در دست کردہ سوئے
آں بلا رواں شد نیم شب گذشتہ بود با آں عورت مشغول شدہ بود کہ بادشاہ رفتہ بر و نعرہ بزد و
گفت برخیز اے ملعون او ہم استادہ شدہ با بادشاہ دست درازی کرد باعانت حق
سُبحانہٗ تعالیٰ بادشاہ چناں شمشیر او را زد کہ دو پرکالہ گشت پادشاہ فتح یافت و او را سر موئے
گرفتہ بیروں انداخت و سر بریدہ بحوالہ آں شخص نمود بعد ازاں بادشاہ از جواں پرسید
کہ در خانۂ شما چیزے اندک و بیش طعام ہست گفت آرے فاما از ناں خشک است فرمود بیار
سہ شب و روز گذشتہ کہ طعام در شکم من نرفتہ است آں ناں را بفراغت بخورد و بخانہ خود
برفت و شکر خدائے تعالیٰ بجا آورد حضرت شاہ شجاع چنیں شجاعت میداشت و مقرر است کہ ہرچہ
از ملک و بادشاہی خراج پیدا آمدے در وقف میداشتے کہ ہر روز در لنگر تصرف میداشتے. و در
لنگر ایشاں چنداں طعام کشیدندے کہ فقراں و مسافراں از خویش و بیگانہ میخوردندو ہر روز
از دہل و جلاجل میگیرد ندکہ مبادا کسے گرسنہ بماند و آں بزرگوار در سخاوت و شجاعت بے نظیر آمدہ است
و اینداعا گو رفتہ یک چلہ بدرگاہ ایشاں کشیدہ و فیض باطنی ازاں درگاہ یافتہ یعنی پھر رماں

شہر جانے کا حکم ہوا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا شہر ہے اور پر رونق اور وہاں
حضرت شاہ شجاع کرمانی آرام فرما ہے جو تیس سال ہیں سویا اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو نمک
کی ڈلی آنکھوں میں پھیر لیتا اور نمکدان ہر وقت اس کے پاس رہتا اور اپنی خوراک کیلئے کتابت
کرتا اور خزانہ سے کوڑی تک نہ لیتا کیونکہ وہ بہت عادل تھا اور سلطنت کا کام حضرت پیغمبر
علیہ السلام کی شریعت کیمطابق انجام دیتا اور اس قدر عادل تھا کہ اس کے محل میں ہر وقت
زنجیر لٹکتی رہتی تھی اور جو دادخواہ آتا زنجیر ہلا دیتا اور بادشاہ فوراً بلا کر حال دریافت کرتا
اور حق رسی کرا دیتا۔ ایک دن ایک چڑیا نے زنجیر ہلائی بادشاہ نے فریادی سمجھ کر پتہ کیا اور چڑیا
کو دیکھ کر گھوڑا سوار اس کے ساتھ روانہ کیے چڑیا اڑتی ہوئی ایک درخت پر گئی جس پر اسکا
گھونسلہ تھا گھوڑا سوار نے دیکھا کہ ایک کالا سانپ چڑیا کے بچوں کو کھا رہا ہے انہوں نے سانپ
کو مار ڈالا اور چڑیا کے بچونکو بچا لیا حضرت شاہ شجاع کرمانی ایسا عادل بادشاہ تھا ایکدن ایک
سوداگر بادشاہ کے پاس فریاد لایا کہ ایک خطرناک آدمی رات کو آ کر میری عورت کو زبردستی اٹھا لیتا
ہے اور میں اُس سے ڈر جاتا ہوں اور کچھ نہیں کر سکتا بادشاہ نے کہا جب وہ پھر آئے فوراً مجھے
خبر کرنا اور بادشاہ نے بغیر کچھ کھائے پیئے اس کا انتظار کیا حتیٰ کہ چوتھی رات آکر اُس نے اطلاع دی
اور بادشاہ تلوار لیکر اسکے ساتھ روانہ ہو گیا۔ آدھی رات کو وہ اس عورت کے ساتھ مشغول تھا کہ بادشاہ
نے جاتے ہی اُسے للکارا اور وہ اُٹھ کر مقابل ہوا حق سبحانہٗ کی مہربانی سے بادشاہ نے ایسی تلوار
ماری کہ اس کا سر کٹ کر دُور جا گرا اور بالوں سے پکڑ کر باہر پھینک دیا۔ بادشاہ کو فتح ہوئی اور

نعش سوداگر کے سپرد کرکے پوچھا کہ اسکے گھر کچھ کھانے کو ہے سوداگر نے کہا کہ سوکھی روٹی ہے بادشاہ جو تین دن سے بھوکا تھا سوکھی روٹی کھاکر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور گھر چلا گیا۔ بادشاہ شجاع ایسا عادل بادشاہ تھا کہ جو لگان ملک سے حاصل ہوتا وقف میں داخل ہوتا اور روزانہ لنگر میں خرچ ہوتا اور اس قدر طعام پکتا کہ فقراء و مسافران اپنے اور بیگانے سیر ہو کر کھاتے اور رات کو ڈھول بجاکر کھانا دیتے تاکہ کوئی بھوکا نہ رہے۔ یہ بادشاہ بے نظیر عادل تھا۔ اس فقیر نے یہاں ایک چلہ کاٹا اور اس درگاہ سے فیض باطنی حاصل کیا۔

باز بجانب شہر شیراز حکم شدہ چوں در آنجا رسیدیم چہ بینیم کہ در آں شہر چہار صد مرد بزرگوار عارفان حق تراز وئے کردہ خرید و فروخت میکنند و ہیچ وقت سیم وسرہ نکردہ اند ہر کہ ایشاں را مبلغ قلب میدہد ہرگز نگویند کہ سیم تو قلب است یا راست و در حسب مطلوب حق سودا میکنند و نمے پرسند کہ چیست و کیست و بہ برکت آں راستی و درستی ایشاں آں سیم قلب نیز سرہ میشود کہ دوگانہ ایشاں بر حق تعالےٰ قبول کردہ است و ہر سیاحے و مسافرے کہ بر ایشاں میر سیدے بطرف دیگرے رفتن نمے دادندے و جمیع بزرگواران درمیان خود ہمچو شیر و شکر میگذارند و کرامات ایشاں اظہر من الشمس است و ظاہر اوقات ایشاں بدیں صورت ست کہ دست بکار و دل بیار و چوں روز آید ظاہرا بکار مشغول مے شوند و چوں شب در آید در خلوت میروند و در طاعت مشتغل میشوند و از حصول آں سودا جمیع بزرگان نصف نفع جدا کردہ طعام مے پزند و مر فقیراں و مسافراں را مے خورانند و نصف دیگر در قوت عیال اطفال خود صرف میکنند

ایں چنیں مردان خدا بودہ اند و ایں فقیر رفتہ زیارت ایشاں کردہ چندے در صحبت ایشاں گذرانیدیم بسیار مستفید شدیم یعنی پھر شہر شیراز جانیکا حکم ہوا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ چار سو بزرگ مردانِ حق ترازو لیئے خرید و فروخت میں مشغول ہیں اور کبھی کسی سے کھوٹے کھرے کا اعتراض نہیں کرتے اور حق کیمطابق سودا کرتے ہیں اور اسی راستی اور درستی کی برکت سے کھوٹا مال و زر بھی کھرا ہو جاتا ہے جو سیاح یا مسافر جس کسی کے پاس آ جائے دوسرے کے پاس نہیں جانے دیتے اور سارے بزرگ آپس میں شیر و شکر رہتے ہیں اور انکی کرامات اظہر من الشمس تھیں ظاہراً طور پر وہ خرید و فروخت میں مشغول ہوتے تھے لیکن انکے دل خدائیتعالی کی طرف لگے رہتے تھے دن کو کام میں ہوتے اور رات کو خلوت میں عبادت میں لگے رہتے اس خرید و فروخت کے آدھے نفع سے فقرا اور مسافروں کی خدمت کرتے اور آدھے سے اپنے عیال کی گزر بسر کرتے تھے وہ ایسے خدا رسیدہ تھے میں ان میں کچھ عرصہ رہا اور بہت مستفید ہوا۔

بعد ازاں بجانب کشمیر حکم شدہ کہ آنجا تخت مہتر سلیمان علیہ السلام پیغمبر است کہ بالائے کوہ بلند نہادہ اند و گرد دیگر آں کوہ دریائے قلزم است و کرانہ آں دریا در نظر نمے آید۔ بلکہ ہمہ غبار و تاریک در نظر نمے آید و جائے مہیب است مہتر سلیمان علیہ السلام را در گور نکردہ اند۔ بالائے تخت خفتہ است چنانکہ کسے خفتہ است تمامی دیواں و پریاں و جنیاں و حیوانات و طیور دستہائے بستہ در خدمت ایشاں استادہ اند و آنہارا در دل خود یقین است کہ مہتر سلیمان علیہ السلام خفتہ است و ایں ہیبت ایشاں در دل آں اقسام مستحکم میباشد تا آنکہ قیامت قائم شود و آں کوشک ایشاں از دور نظر

مے آید بمانند دود سیاہ و ہیچکس امکان ندارد کہ آنجا رفتہ زیارت مے کنند چراکہ جائے مہیب و پر عظمت است و ایں فقیر بموازنہ دو کروہ رفتہ نظارہ کردہ و یک چلہ در آنجا کشیدہ ہمہ کوشک مہتر سلیمانؑ در نظر آمدند ناگاہ چند سواران از غیب پیدا گشتند و گفتند کہ ما فرستادہ پیغمبر سلیمانؑ ہستیم فرمودہ است کہ اے سید نبیرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترا بہ فرزندی خود قبول کردیم و بہ خطاب خلیفہ مخاطب کردہ ہمچو حکم فرمودہ اند کہ چہاردہ خانوادہ را کلاہ دادن بتو مسلم شدہ است کہ بدہید و یک دلق پر قع دوختہ بدست ایں سواران عنایت شدہ است کہ بپوش و برو در پناہ خدا باشی و آں فقیر در آنجا پریاں ہم مگس رانی کردند یعنی پھر کشمیر جانیکا حکم ہوا کہ وہاں مہتر سلیمانؑ ایک بلند پہاڑ پر آرام فرما ہیں جسکے چارونطرف دریا ہے جسکا کنارہ نظر نہیں آتا بلکہ ہر طرف غبار اور اندھیرا پھیلا رہتا ہے اور دہشتناک جگہ ہے مہتر سلیمانؑ کو دفن نہیں کیا گیا بلکہ ایک تخت پر سوئے ہوئے ہیں جیسے زندہ ہوں تمام دیو، پری، جن اور پرندے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں انکے دل میں یقین ہے کہ مہتر سلیمانؑ سوئے ہوئے ہیں اور انکی یہ ھیبت تا قیامت جاری رہیگی اور انکے نزدیک جانیکی کسی کو جرأت نہیں ہوتی یہ فقیر تقریباً دو کوس دُور سے یہ نظارہ کرتا رہا اور ایک چلہ وہاں کاٹا اور مہتر سلیمانؑ کی کوشک کا بچشم خود نظارہ کیا۔ اچانک چند سوار غیب سے ظاہر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم پیغمبر سلیمانؑ کے بھیجے ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ اے سید نواسۂ رسول اللہؐ میں نے تجھے فرزندی میں قبول کیا اور اپنا خلیفہ فرمایا اور چودہ خاندانوں کی کلاہ عطا ہوئی اور ایک گدڑی پرقعہ سِلا

ہوا ان سواروں کے ذریعے عنایت ہوا کہ پہن لو اور چلے جاؤ۔ سپرد خدا۔ وہاں پریاں میری
مگس (مکھی) رانی کرتی رہیں۔ بعد ازاں بجانب شہر روم حکم شدہ کہ آنجا مولانا
جلال الدین رومی خفتہ است دوازدہ ہزار و یکصد مرید از ارادت ایشاں بخدا رسیدہ اند
و ہر روز چہل ہزار تنکہ زر و لنگر ایشاں خرچ مے شود آں بزرگوار مرید حضرت شمس تبریزی
است کہ در لنگر ایشاں دیگچے وسیع میباشد کہ چہاردہ گاؤ درمیان آں می پزند و طعام گونا
گوں پختہ بفقرا امید ہند و دراں لنگر برکت علانیہ است و در خانقاہ حضرت ایشاں درویشی
در اعتکاف در آمدہ است کہ یکصد و سی سال است کہ روئے او را کسے ندیدہ ہر روز بیک
خرما روزہ افطار میکند و یک نماز او را ہر روز مہتر خضر امامت میکند این فقیر چند روز در خدمت
حضورش بجا آوردہ و او را از خواست دل معلوم شدہ کہ این نبیرۂ سید جلال الدین بخاری است
نام فقیر گرفتہ آواز فرمود کہ این خرما جد شما شیخ جلال الدین بخاری و حضرت غوث الثقلین شیخ
بہاؤ الدین قریشی ملتانی قدس سرہٗ ہما امانت دادہ بودند کہ بنبیرۂ این فقیر جلال نام در خدمت
ایشاں در آید بحوالہ او بکنید بخوردن آں خرما خیلے فتوح حاصل شد کہ بعد چلہ کسے را پیدا
نشدہ آید مے جائے کہ زاہداں بہ ہزار اربعین رساند۔ منت خدائے را کہ بما رائگان رساند

این دعا گو چند روز ماندہ زیارت این بزرگوار بمد دعا نمود یعنی

پھر شہر روم جانیکا حکم ہوا کہ وہاں مولانا جلال الدینؒ رومی آرام فرما ہیں جن کے
بارہ ہزار اور ایک سو مرید خدا رسیدہ ہوئے ہیں اور روزانہ چالیس ہزار تنکہ لنگر میں خرچ

ہوتا ہے یہ بزرگ حضرت شمس تبریزؒ کے مرید ہیں جنکے لنگر میں ایک بہت بڑی دیگ ہے
جس میں بہ یک وقت چودہ گائیں پکتی ہیں اور طرح طرح کے کھانے فقرار کو دیئے جاتے
ہیں اور اس لنگر میں اعلانیہ برکت ہے اس بزرگ کی خانقاہ میں ایک درویش اعتکاف
میں تھا جسے ایک سو تیس سال سے کسی نے نہیں دیکھا روزانہ ایک کھجور سے روزہ افطار کرتا اور
اسکی ایک نماز کی امامت حضرت مہتر خضر علیہ السلام فرماتے ۔ یہ فقیر چند دن اسکی خدمت میں
مشغول رہا اسے کشف دل سے معلوم ہوا کہ میں نواسۂ رسول اکرم صلعم ہوں میرا نام لیکر پکارا
اور فرمایا کہ یہ دانا کھجور تمہارے دادا شیخ جلال الدینؒ بخاری و حضرت غوث الثقلین شیخ بہاؤ الدینؒ
قریشی ملتانی قدس سرہما نے امانت دیا تھا کہ میرا پوتا جلالؒ نام آپکی خدمت میں حاضر ہوگا
اسے دے دینا یہ دانہ کھجور کھا کر مجھے اتنا فیض حاصل ہوا کہ سو چلہ کاٹنے سے کسی کو نہ ہوا ہوگا
ع وہ جگہ جو زاہد ہزار چلہ میں پہنچاتے ہیں اللہ جل شانہٗ بغیر محنت کے عطا فرما دیتے ہیں
یہ دعا گو وہاں کچھ عرصہ رہا اور اس بزرگ کی صحبت سے فیضیاب ہوا ۔

بعد ازاں بجانب ہمدان حکم شدہ کہ در آنجا عین القضات ہمدانی خفتہ است و عین
القضات یکصد کسی مفتی را و چہل کس مفسر را و سی کس محدث را سبق مے گفت و بذات خود
بیست و پنجسالہ بود کہ سبق میگفت حق سبحانہٗ تعالیٰ واہب العطیات ایشان را در سن صغر چنیں
دریائے علوم روزی کرد وے یکے از شاگردان عین القضات وفات یافت کہ یک مسئلہ فقہ وے را
حل نشدہ بود چوں عین القضات را ایں خبر شد کہ فلاں شاگرد شما بمرد اما یک مسئلہ علم او را حل

نشده بود ایشاں ہر ہمہ شاگردان خود را جمع نموده بر سر تربت آں شاگرد آمده بر قبر او تکد بزد و گفت
برخیز آں مسئلہ مشکل کہ مانده است بیان کن ہمدراں حال آں جواں از قبر بیروں آمد و گفت
فلاں مسئلہ مانده است ایشاں آں عبارات از سر آغاز فرمودند و آں مشکل او را حل کرده و نیز از
ایشاں از شاگرد و پرسیدند چند سال است کہ ایں مشکل ترا باقی مانده است گفت پنجاه سال تمام
است اگرچہ مرده بودیم اما از خاطر ارمان بمیرفت آرزو داشتیم کہ ایں مسئلہ حل شود ایشاں
فرمودند دریں حال خود را چوں مے بینی گفت صفا ایں سخن بگفت و غائب شد بعد ازاں شاگرد
و سائر مردان کہ دریں واقعہ حاضر بودند در بحر حیرت غوطہ خوردند کہ بچہ قدرت مرده را زنده
کرد ایں قدرت خدا را است و چوں ایں عظمت ایشاں در عالم ظاہر گشتہ کہ مرده را زنده کرد
دریں امر علمایاں و مفتیان فتوی دادند کہ ایں بدعتے لائق کشتنی است ایں را بر سر دار
باید کشید آخر الامر بر سر دار کردند و ایں ماجرا کہ گذشت دیدیم و بنظر خویش معائنہ کردیم
بعد ازاں یک چلہ کشیدیم و روحانیت ایشاں شفیع آوردیم و تجربہ نمودیم کہ عین القضات واصل
حق بود بریں دعاگو مرحمت و الطاف بسیار فرمود یعنی سے پھر ہمدان جانیکا حکم ہوا کہ
وہاں عین القضات ہمدانی سوئے ہوئے ہیں جنکے پاس ایک سو مفتی و چالیس مفسر و تیس محدث
سبق پڑھتے تھے اور آپ کبھی پچیس برس کے تھے کہ اللہ عزوجل نے اسے صغر سنی میں اتنے
علم سے نوازا تھا اس کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد فوت ہو چکا تھا جسکا فقہ کا ایک مسئلہ
زندگی میں حل نہ ہو سکا تھا عین القضات کو خبر دیگئی کہ آپکا فلاں شاگرد فوت ہو چکا ہے کہ

اسکا ایک مسئلہ حل طلب تھا عین القضات نے اپنے شاگردوں کو جمع کیا اور اسکی قبر پر تشریف لے گئے اُسکی قبر پر لکڑی ماری اور کہا کہ اُٹھ اور اپنی مشکل بیان کر۔ اسی وقت وہ جوان قبر سے باہر آیا اور مشکل بیان کی عین القضات نے اسکی مشکل حل کی اور کہا کہ یہ مشکل تجھے کب سے درپیش تھی۔ بولا پچاس سال سے اور مرجانیکے بعد بھی آرزو تھی کہ یہ مسئلہ حل ہو پھر پوچھا اب کیا حال ہے۔ کہا۔ صفا۔ یہ کہا اور غائب ہو گیا بعد ازاں شاگردوں اور دوسرے لوگوں نے جو اس واقعہ میں موجود تھے حیران ہو کر کہنا شروع کر دیا کہ کس طاقت سے مُردہ کو زندہ کیا ہے جبکہ یہ طاقت صرف اللہ عزوجل ہی کو ہے یہ خبر عام ہو گئی اور علماء ومفتیوں نے فتویٰ دیا کہ یہ بدعت قابل گردن زدنی ہے اسے پھانسی پر لٹکانا چاہیئے اور آخر الامر پھانسی دے دی گئی اور یہ ماجرا میں نے بچشم خود دیکھا اور بعدہٗ ایک چلہ ادا کیا اور اسکی روحانیت سے استفادہ کیا اور تجربہ کیا کہ عین القضات واصل حق تھے اور اس دعا گو پر بہت الطاف فرماتے

بعد ازاں بجانب بلخ حکم شدہ کہ در آنجا سلطان ابراہیم ادہم خفتہ است کہ پادشاہی را ترک کردہ وپسر خود را سپردہ وخود گوشۂ خلوت گرفتہ در طاعت حق تعالےٰ مشغول گشت و فقر وفاقہ اختیار کرد۔ روزے از روز ہا پسر او آمدہ دید کہ بکنارہ دریائے زیر درخت دلق مید وخت و دنیا و آنچہ در دنیا است پس پشت انداخت کہ در قرب خداوند مشغول بود وپسرش سوزن از دست او گرفتہ در دریا انداخت وگفت کہ اے سُلطان عالم اینچہ خیال کردۂ۔ بگذار۔ بیا۔ پادشاہی اختیار کن دریں وحشت وتنہائی چہ فائدہ دیدۂ سلطان صبر کرد وہیچ نگفت وبعد

ازاں پسر او گفت ہمیں سوزن کہ در دریا انداختہ ام کشیدہ بدہ ۔ بعدہٗ سلطان ابراھیم ادہم بلخی ماہیاں را حکم کردہ کہ سوزن بیارید ۔ پس چہ بیند کہ جملہ ماہیاں ہزار در ہزار سوزنہا زرینہ در دہاں نمودہ حاضر گشتند پسر گفت ہماں سوزن پولادی کہ در دریا انداختہ بودم بدہ ۔ بعدہٗ ابراہیم مناجات کرد کہ اے خداوندا ملکا پادشاہا ۔ ماہیاں ہمہ سوزن طلا آوردہ اند مرا ہیچ کار نمے آیند ہماں سوزن پولادی عنایت گردد ۔ ناگاہ یک ماہی مہیب و گرگون پیدا شد گفت اے تارک دنیا ایں سوزن را برائے تبرک پیش مہتر خضر علیہ السلام بردہ بودم چنداں ملائکہ آمدہ طلبگار شدند کہ ایں سوزن در دمند انست مہتر خضر علیہ السلام زیارت ایں سوزن کردہ باز بحوالہ کردہ کہ رفتہ بخدمت سلطان ابراھیم ادہم بگذرانند آں ماہی سوزن مذکورہ در دست حضرت سلطان سپرد و سلطان بدست پسر خود داد ۔ پسر واقعہ سوزن و ماہیاں دیدہ تمامی ماجرا بچشم خود معائنہ نمودہ استادہ شد و دستار خود در گلو انداختہ پائے بوسید ۔ ایں تقریر کردن گرفت کہ اے پادشاہ دین و دنیا خطائے عظیم از ما واقع شدہ از برائے خدا و دوستی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایں گناہ بما بخش و ایں بندہ را مرید خود بساز کہ لطف خداوند بر تو بنظر خویش تجربہ کردیم ۔ بعد ازاں سلطان فرمود کہ التعظیم لامر اللہ و الشفقۃ علی خلق اللہ و التائب من الذنب کمن لا ذنبہٗ وارد شدہ است بعد ازاں پسر خود را دید کہ طلب حقانی دارد توبہ بدار و در استغفار آورد و ایمان مفصل و ایمان مجمل خوانانید و تلقین ذکر او را بتفصیل دادہ در مریدی خود آورد و بہ پاس انفاس او را مشغول ساخت

وبذکر حق مزین ومنور گردانید واول مرید سلطان ابراہیم ادہم بلخی ہمیں فرزند اوست و

دراندک مدت او یکے از اولیاء خدا شدہ ودیگر یک کنیزک از حرم او نیز طالب حق شدہ کہ

جملہ عورات ہا وحرمہا سلطان ہر یکے املاک واشیاء دنیوی طلبیدہ دریچ طلب حصول دنیاوی شدند

مگر آں حرم ہیچ نہ طلبیدہ بخدمت حضور او وحضرت سلطان ہر ہمہ را آزادی داد۔ بعداز

اخلاق ایشاں دوگانہ شکر اللہ بجا آورد کہ **اِنما اموالکم واولادکم فتنة** درشان

است ودیدم کہ آستانہ ایں مرد خدا پر عظمت است وپربرکت وچنداں طالبان حق از طفیل

ایشاں بہرہ مند شدہ اند وبمقصود رسیدہ اند واینداعا گو نیز چہار چلہ دریں درگاہ کنید بمقصد خود رسید

یعنی سے پھر بلخ جانے کا حکم ہوا کہ وہاں سلطان ابراھیم ادہم سویا ہوا ہے جس نے

شاہی ترک کر کے اپنے بیٹے کے سپرد کر کے خود خلوت اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت

میں مشغول ہوا اور فقر و فاقہ اختیار کیا ایکدن اُسکے بیٹے نے اُسے دریا کے کنارے ایک درخت

کے نیچے دلق سیتے ہوئے دیکھا۔ دنیا اور دنیا کی چیزوں کو لات مار کر طاعتِ حق میں مشغول تھا

بیٹے نے سُوئی چھین کر دریا میں پھینک دی اور کہا اس وحشت اور تنہائی کا کیا فائدہ چلو اور

بادشاہی کرو۔ بادشاہ نے صبر کیا اور خاموش رہا پھر بیٹے نے کہا کہ یہ سوئی جو میں نے دریا

میں پھینکی ہے واپس منگوا دیں۔ سُلطان نے کہا کہ سوئی دریا سے کیسے واپس آسکتی ہے

بیٹے نے کہا آپ کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ سوئی دریا سے نہ منگوا دیں یا خود چل کر بادشاہی

کریں۔ بعدہٗ سُلطان نے مچھلیوں کو سوئی لانیکا حکم دیا اور فوراً مچھلیاں دریا سے ہزاروں

سنہری سوئیاں منہ میں لئے نمودار ہوئیں۔ بیٹے نے کہا کر وہی فولادی سوئی منگوادیں۔ پھر سلطان
نے بارگاہ ایزدی میں مناجات کی کہ خداوندا، بادشاہا، مُلکا مچھلیاں سنہری سوئیاں لائی ہیں
جو ہمارے کام کی نہیں وہی فولادی سوئی عنایت فرما۔ اچانک ایک بہت بڑی مچھلی وہی سوئی
مُنہ میں لئے حاضر ہوئی اور کہا یہ سوئی تبرک کے طور مہتر خضرؑ کی خدمت میں لیکر گئی تھی فرشتوں
نے اسکی طلب کی لیکن خضرؑ نے زیارت کر کے واپس آپکے پاس لانیکا حکم دیا مچھلی نے سوئی
سلطانؒ کے حوالہ کی۔ سلطان نے اپنے بیٹے کے سُپرد کی۔ بیٹے نے یہ ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کھڑا
ہو گیا اپنی پگڑی گلے میں ڈالی اور باپ کے قدموں میں گر گیا اور کہا اے دین و دنیا کے بادشاہ مجھ
سے بہت بڑی خطا ہوئی ہے براہِ خُدا و محبّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گناہ معاف فرمائیں
اور اپنا مُرید بنالیں کیونکہ میں اللہ تعالےٰ کے لطف و کرم میں بنظر خود دیکھ چکا ہوں اور تجربہ
کر چکا ہوں سلطان نے فرمایا، تعظیم اللہ کے حکم سے ہوتی ہے اور شفقت اللہ تعالیٰ کی خلوق
پر۔ نائب

اور اپنے بیٹے کو دیکھا کہ طلب حق تعالیٰ رکھتا ہے اور توبہ کی ہے تو اسے استغفار،
ایمان مفصل و مجمل کی شرائط سمجھائیں اور اپنا مُرید بنالیا۔ پاس انفاس سمجھایا اور ذکر حق سے
مزیّن اور منوّر کیا سُلطان کا پہلا مرید یہی بیٹا ہے جو تھوڑے عرصہ میں اولیاء اللہ بن گیا اور دوسری
ایک لونڈی تھی اور بادشاہ کے حرم سے ایک بیوی تھی جبکہ باقی بیویاں دنیاوی املاک و اشیاء
کو پسند کرتے ہوئے الگ ہوئیں وہی ایک بیوی آپکی خدمت میں حاضر رہی۔ سلطان نے ہر ایک

کو آزاد کر کے دوگانہ شکر ادا کیا کہ تحقیق مال اور اولاد فتنہ ہوتی ہے میں نے دیکھا کہ اس مرد کا آستانہ پُر عظمت اور بابرکت ہے اور کئی طالبان حق اس سے بہرہ مند ہو چکے ہیں اور مقصود کو پہنچے ہیں ایں دعا گو وہاں چار چلے ادا کر کے مقصود حاصل کیا۔

بعد ازاں بجانب ہر یو حکم شدہ کہ در آنجا شیخ الاسلام ہروی خفتہ است و مناقب او اظہر من الشمس است و آں بزرگ بادشاہ شہر ہر یو بمتقی و عابد و صاحب ورع است و یکے از طالبان حق است و چہل سال غیر وضو نبودہ است و بے وضو نظر با سمان نکردہ است و ہر شب نماز تہجد بجماعت سی کس ادا نکردہ است و عدل و تفحص خلق خدا بحضور او مشخص میشود و ہر کہ بے نماز بود او را تاد یب و تنبیہ میدہد و ہر کہ در طاعت حق تعالیٰ کاہلی کردے البتہ در بند و حبس داشتے و بذات خود فرمان استغفار بخوانانیدے و در امور پادشاہی قوی در کارہائے دین ہوشیار بودہ است چنانچہ ہیچکس بر کسے ظلم نکند و آں ولایت کہ در حد آں پادشاہ است بمقدار یک بوریا ویران نیفتادہ است و تمامی معمور و آبادان است و از جہت خیرات و صدقات چہار لنگر حکم کردہ کہ طعامہائے گوناگوں پختہ کردہ شوند شب و روز فقراء و مساکین و مسافران و مقیم در خانقاہ او میخورند و شیخ الاسلام صد کس مسافران را تعلیم علم میکنند و چند کس دانشمنداں در آں خانقاہ سبق علم میدہند و بعضے شاگرداں علم تفسیر و بعضے غیر میخوانند بہر ہمہ لنگر بہرہ میرسانند و ایں رونق اسلام و احسان ایں پادشاہ و عمل ایں علماء عامل دیدہ چند روز ماندیم و فیض از آنہا گرفتہ شکرانہ خدائیتعالیٰ بجا آوردیم و ایں دعا گو در آنجا چہار ہفتہ ماندہ و روش ایشان خوش آمدہ یعنی اس کے بعد

ہرات جانیکا حکم ہوا کہ وہاں شیخ الاسلام ہروی سویا ہوا ہے جسکی تعریف اظہر من الشمس ہے، یہ بزرگ
شہر ہرات کا بادشاہ ہے متقی، عابد اور صاحب ورع ہے اور طالبان حق میں سے ہے یہ بزرگ چالیس
سال باوضو رہا اور کبھی بے وضو آسمان کیطرف نظر نہیں کی اور ہر رات تیس آدمیوں کی جماعت
سے نماز تہجد ادا کرتا رہا اور ہر شخص کیساتھ انصاف کرتا رہا بے نماز کو تنبیہ اور سزا کرتا خود ہر
وقت استغفار کرتا رہتا شاہی امور میں مضبوط اور دینی کام میں ہوشیار رہتا اور کوئی شخص کسی
پر ظلم نہیں کرتا تھا اسکی سلطنت چپہ بھر بھی غیر آباد نہ تھی خیرات اور صدقہ سے ہر وقت چار لنگر
جاری تھے جن میں طرح طرح کے کھانے پکتے اور رات دن فقراء مساکین، مسافر اور مقیم
کھانا کھاتے تھے اس خانقاہ میں سو آدمی علم حاصل کرتے تھے اور چند دانا علم پڑھاتے تھے بعض
علم تفسیر بھی پڑھتے تھے اور یہ تمام لنگر پر گزارہ کرتے تھے میں اس دربار پر چار ہفتے رہا
اور اس اسلامی رونق اور ان علماء کے عمل و علم اور خوش اخلاقی سے اور شیخ الاسلام سے
فیض حاصل کرتا رہا اور شکر خدائیتعالے ادا کیا اور ان کی روش سے خوش ہوا۔

بعد ازاں بجانب خراسان حکم شدہ کہ در آنجا خواجہ مودود چشتی خفتہ است و اوصاف آں
شہر کدام زبان کردہ آید کہ اوصاف آں شہر ہمچو بہشت است بدیں تعلق دارد و بر مزار خواجہ مودود
علانیہ نور تجلے نازل میشود و در ہر سال چند کس طالب بمقام میرسند مست و ہوشیار میشوند و
بخدائیتعالی آشنا میگردند و خواجہ ہارون نام درویش در نماز مراقبہ کردہ نشستہ او چہاردہ
علوم را خبر میدہد و ہر کس کہ از وی سبق میکرد ہمدریں نزدیکے او را مکاشفہ باطن روزی میشود

وہر روز مہتر خضرؑ باو ملاقات میکند واین دعاگو چند روز بخدمت او بودہ از تفسیر سورۂ کہف سبق خواندہ واستفادہ یافتہ۔ یعنی اسکے بعد خراسان جانیکا حکم ہوا کہ وہاں خواجہ مودودؒ چشتی آرام فرما ہیں اور اس شہر کے اوصاف بہشت کے مانند ہیں اور دیکھنے کے قابل ہیں اور حضرت خواجہ مودودؒ کے مزار پر اعلانیہ نور برستا ہے اور ہر سال چند آدمی طالب مست و ہوشیار اور مقام حاصل کرتے ہیں اور خدا رسیدہ ہو جاتے ہیں اور خواجہ ہارون نام درویش نماز کی حالت میں مراقبہ میں چودہ علوم کی خبر دیتا تھا اور جو شخص اس سے سبق لیتا مکاشفہ باطنی سے بہرہ ور ہو جاتا اور روزانہ مہتر خضرؑ سے ملاقات کرتا یہ دعاگو چند روز اسکی خدمت میں رہا اور سورہ کہف کی تفسیر سے سبق حاصل کیا۔

بعد ازاں بجانب حضرت امام شاہ علی موسیٰ رضا حکم شدہ۔ چوں بہ آں درگاہ رسیدیم دیدہ شد کہ ہر روز چند نابینا چشم بیابند و حضرت خواجہ معروف کرخیؒ در پایاں او خفتہ است و مناقب و کرامات آں نبیرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند انست کہ در کاغذ نگنجند واگر کسے باعتقاد درست قدم بوسی ایشاں کند وسلام گوید او را یقین کہ وعلیک السلام جواب دہد وہر حاجت کہ طلبد بیشک و بلاشبہ مقصود رسد وہر کہ در آں آستانہ صد کرت یا و دود و دبخواند ہر حاجت کہ بخواہد بلاشبہ روا گردد وہر کہ در شب تا ہفتہ پانصد کرت صلوٰۃ بخواند تا آخریں شب بیشک حاجت او بر آید واین دعاگو دو چلہ در آنجا کشیدہ واعلانیہ بدیدار ایشاں مشرف شدہ یعنی پھر حضرت امام شاہ علی موسیٰ رضا کے مزار پر جانیکا حکم ہوا اور جب میں اس

درگاہ پر پہنچا دیکھا کہ روزانہ چند نابینا آنکھیں لے کر جاتے ہیں اور اور حضرت معروف کرخیؒ کا مزار قدموں میں ہے، اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نواسے کے مناقب اور کرامات اتنے ہیں کہ کاغذ میں نہیں سما سکتے اور اگر کوئی صحیح اعتقاد سے انکی قدمبوسی کرے اور سلام کہے تو یقیناً وعلیکم السلام سنے اور جو حاجت طلب کرے مقصود کو حاصل کرے اور جو شخص اس آستانہ پر سو دفعہ باوضو درود پڑھے جو حاجت طلب کرے بلاشبہ حاصل ہو اور جو ایک ہفتہ ہر رات پانسو دفعہ درود پڑھے آخری رات حاجت کو حاصل کرے میں نے یہاں دو چلے ادا کئے اور دیدار سے مشرف ہوا۔

بعد ازاں بجانب استنبول حکم شد چوں آنجا رسیدیم دیدیم کہ شہر لیست معظم دہ روز بگردیدیم بہ نہایت اد رسیدیم وچنداں عجائبات دیدہ شد کہ بیان او در تحریر نگنجد و در آں شہر یک عجوبہ ایست کہ گنبد وسیع و کشادہ است کہ مقدار سی صد و شست دروازہ دارد و آں مقدار کہ پیغمبران و اولیاء وان کہ در دنیا آمدہ اند تمامی در آں گنبد صورت کشیدہ بت خانہ ساختہ اند و از قوم ترسایان کہ امت حضرت عیسیٰؑ است پرستش میکنند و علوم تواریت و انجیل بخوانند و چہار ماہ روزہ میدارند و برنج و روغن گیخد اغنیاؤ فقراء ہمیں طعام میخورند و ہیچ جانور جاندار نمیخورند و مردہ خود را نمیسوزند بلکہ ہمچوں مسلماناں در گور وکفن میکنند و در طاعت و بندگی حق تعالےٰ بسیار میکوشد و بعضے روش ایشاں بسیار پسندیدہ مے آیند ایں دعا گو رفتہ چند مدت در آنجا ماندہ وحقیقت آں مردم یافتہ ہر صورت را معائنہ کردہ شدہ مگر بصورت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتصویر نوشتن نتوانستند کہ آں صورت کہ آں در دل خود میدانند بعضے از ایشاں بر سر صورت حضرت یوسف علیہ السلام عاشق شدہ و خراب حال میباشند و انواع طعامہائے آں راہما بجا میرسانند و ہر یکے درمیان خود آں عشق بازاں از غیرت و حسد خصومت میورزند چند روز در آنجا راست بازاں و دغابازاں و کذاباں را دیدہ و حقیقت ہر کدام را آزمودہ معائنہ کردیم۔ یعنی پھر شہر استنبول جانیکا حکم ہوا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا شہر ہے دس دن گھومتا رہا اور اسکی انتہا کو پہنچا اور اتنے عجائبات دیکھے کہ لکھنے میں نہیں آسکتے اس شہر میں ایک عجوبہ ہے کہ ایک لمبا چوڑا گنبد ہے جسمیں تین سو ساٹھ دروازے ہیں جسمیں دنیا کے اکثر انبیاء و اولیاء کی تصاویر سے بت خانہ بنایا ہوا ہے جسے ترسا جو حضرت عیسیٰ کی امت ہیں پوجتے ہیں اور انجیل و تورات پڑھتے ہیں چار مہینے روزے رکھتے ہیں اور چاول اور تیل کی سب امیر و غریب خوراک کھاتے ہیں اور کوئی جاندار جانور نہیں کھاتے اور اپنے مُردوں کو جلاتے نہیں بلکہ مسلمانوں کیطرح کفن و دفن کرتے ہیں اور طاعت ایزدی میں بہت کوشش کرتے ہیں اور انکی بعض رسمیں بہت پسندیدہ ہیں یہ دعاگو وہاں کچھ عرصہ رہا اور انکے حالات کا معائنہ کرتا رہا یہ لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بت نہیں بنا سکے ان میں سے بعض حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویر پر عاشق ہیں اور خراب حال ہیں یہ لوگ قسم قسم کے کھانے وہاں لیجاتے ہیں اور یہ لوگ ان عاشقان یوسف علیہ السلام سے غیرت، حسد اور عداوت برتتے ہیں میں چند روز ان راست بازان اور دغابازان اور

کذاب کو دیکھتا رہا اور انکی حقیقت کا معائنہ کرتا رہا۔ بعد ازاں حکم شد کہ شہر زندان

بروند کہ درآنجا حضرت خواجہ اخی فرید خفتہ است وایشاں در حیال حیات سہ مرتبہ بپائے

برہنہ حج کردہ است و چہارمی کرت چوں شیخ برائے حج کردن رواں شد یک گربہ برنگ ابلق

از خانقاہ ایشاں دنبال شیخ رواں شد چوں گربہ برابر شیخ حج کردہ باز آمد صاحب برکت

شد و مسافراں کہ از اطراف و جوانب بخدمت شیخ می آیند آں گربہ از آمدن آنہا پیشتر خبر

میدہد کہ چند کس می آیند آنمقدار طعام برائے ایشاں میسازند وطیار میکنند۔ روزے گربہ آواز

داد کہ دہ کس مے آیند چوں مسافران در خانقاہ درآمدند یازدہ کس بودند۔ شیخ را عبرت پیش آمد

کہ آیا ایں گربہ گاہے خلاف نگفتہ است بعد ازاں چوں وقت طعام شد آں گربہ یازدہم را

بر سرش لکد زد و جنبش نمودن گرفت نہایت او را زخمے رسید شیخ خدام را حکم کرد کہ خرقہ

از تن او دور کنید چوں دور کردند دیدند کہ زیر دلقش زنار است کہنہ۔ ہمراہانش گفتند

دہ سال است کہ ایں مرد برابر مادم درویش میزند ہیچ ندانستیم گفتیم مگر مسلمان است چرا

کہ نماز ہم میگذارد و روزہ ہم میدارد و زنار دار از یں رسوائی زنار قطع کردہ مسلمان شد

مریدئ حضرت شیخ اخی فرید قبول کرد و در اندک مدت آں شخص بمرتبۂ عالی رسید و ایں

دعا گو رفتہ زیارت ایشاں کرد۔ یعنی پھر شہر زندان جانیکا حکم ہوا کہ وہاں

حضرت خواجہ اخیؒ فرید آرام فرما ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں تین حج پاپیادہ کئے اور جب

چوتھی دفعہ حج پر روانہ ہوتے تو آپ کے پیچھے ایک ابلق رنگ کی بلی خانقاہ سے روانہ

ہوئی جب بی شیخ کیسا تھ حج کر کے واپس آئی تو ایک بابرکت بلی تھی۔ جب کبھی اطراف سے
خانقاہ پر مسافر آتے تو یہ بلی پیشگی پوری تعداد مسافران کی اطلاع دیتی تا کہ انکے طعام اور قیام
کا انتظام کریں ایکدن بلی نے دس آدمیوں کے آنیکی اطلاع دی جب وہ خانقاہ میں پہنچے
تو گیارہ آدمی تھے شیخ حیران ہوئے کہ بلی نے کبھی غلط خبر نہیں دی جب طعام کا وقت ہوا
تو بلی نے گیارھویں آدمی کے سر پر لات ماری اور غرانے لگی وہ زخمی ہوا شیخ نے غلاموں
کو حکم دیا کہ اس پر سے دلق اتار لیں جب ایسا کیا گیا تو اُس کے گلے میں بہت پرانا زنار دیکھا
اُسکے ہمراہیوں نے کہا کہ یہ شخص دس سال سے خود کو مسلمان ظاہر کئے ہوئے ہے نماز پڑھتا ہے
اور روزہ بھی رکھتا ہے اس شخص نے اس رسوائی سے زنار توڑ ڈالی اور مسلمان ہو گیا اور حضرت
شیخ کا مُرید ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں بلند مرتبہ کو پہنچا۔

بعد ازاں بجانب شہر حما حکم شد چوں آنجا رسیدیم۔ دیدیم کہ درآں شہر یک لک
و شش ہزار بهادراں انگشت نما بودہ و یا یهوداں و کافراں میشوند و شہید میکنند و ہر گاہ کہ
با کافراں و فرنگیاں جنگ میکنند البتہ از کافراں و بیدیناں زندہ نگزاشتند و آنجا چنداں
غلبۂ اسلام شدہ کہ بمقدار بیت کردہ آواز بانگ نماز شنیدہ میشود و بیروں آں شہر مزار
سلطان سکندر ذوالقرنینؒ است و عمارت کردہ اند و دراں شہر حما چنداں معموری و آبادانی
ست کہ از ہر جنس آدمی و جانوراں و پرندگاں و درندگان آسائش میگیرند و ہیچکس کسے
احتیاج ندارد ہیچکسے از طائفہ روافظ و خوارج و کافر و مشرک و ملحد و بدعتی دریں

شہر یافتہ نمیشود و مردان و زنان و خوردان و بزرگان اکثر طالب علم اند و دوستدار اسلام اند۔ ازین نسبت اکثر فقراء اطراف الناس گرفتہ تحصیل علوم میگرفتند و درین شہر بیست کس دانشمندان کہ صاحب درس اند بعضے ازان علم نحو میخوانانند و بعضے علم منطق و معانی و بعضے علم موسیقی و بعضے علم کلام و حکمت میخوانند رما ہیچکس نسخہ منظومہ روا ندارد و صبیان کلام اللہ میخوانند و حفظ میکنند و درین شہر بیست درس اند کہ درآن علم میخوانند و بیست و ہفت مکتب اندکہ درآں طفلاں قرآن میخوانند و صد حجرہ و زاویہ اند کہ مردان خدائیتعالٰے اندر آں گوشہ گرفتہ حق سبحانہ تعالیٰ را یاد میکنند چناں شہریست گویا کہ نشانی بہشت مینماید و درآنجا آب رواں جاری میشود و سوادہا گوناگوں و سبزیہا تبے پایانست و پرندگان وغیرہ ہر کدام ازاں دریاہا چنانچہ از مرغابی و دراجہا و ماہیاں ارزاں یافتہ شود و گوسفنداں و بزہا فربہ ارزاں پیدا میشوند در آنمقام چند مدت ماندہ از جمیع اشیائی ذوق چشیدیم و حمد و ثناء آفریدگار خود را گفتہ و شکر نعمتہائے حق تعالٰے بجا آوردیم۔ یعنی پھر شہر جما کی طرف جانیکا حکم ہوا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اس شہر میں ایک لاکھ چھ ہزار بہادر یہودیوں اور کافروں سے جنگ کرتے ہیں. کافروں اور فرنگیوں اور بیدینوں کو زندہ نہیں چھوڑتے اور وہاں اسلام کا اتنا غلبہ ہے، کہ بیس کوس تک نماز کی بانگ کی آواز سنائی دیتی ہے، اور اس شہر سے باہر سلطان سکندر ذوالقرنین کا مزار بنایا ہوا ہے اس شہر میں بہت آبادی ہے، اور آدمی، جانور، پرندے و درندے ہر جنس آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کوئی شخص کسی کا محتاج نہیں اور اس شہر میں روافض، خوارج، کافر، مشرک ملحد اور

بدعتی کا نام ونشان نہیں اور مرد، عورتیں اور چھوٹے بڑے سب طالب علم ہیں اور اسلام کے شیدائی ہیں اور اسی نسبت سے اطراف سے فقرا صدق سے تحصیل علم کیلئے یہاں رہتے ہیں اور بیس عالم یہاں درس دیتے ہیں ان میں سے بعض علم نحو پڑھاتے ہیں اور بعض علم منطق و معانی، بعض موسیقی اور بعض علم کلام و حکمت پڑھاتے ہیں، بچے کلام اللہ پڑھتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں اس شہر میں بیس درس ہیں جہاں علم پڑھتے ہیں اور ستائیس مکتب ہیں جہاں بچے قرآن پڑھتے ہیں اور دوسو حجرے اور گوشے ہیں جہاں مردان خدا گوشوں میں بیٹھے یادِ خدا میں معروف ہوتے ہیں حتیٰ کہ یہ شہر بہشت کا نمونہ ہے ہر جگہ پانی جاری رہتا ہے اور اطراف میں قسم قسم کی سبزیاں پیدا ہوتی ہیں اور پرندے وغیرہ دریائی مثلاً مرغابی، بگلے، مچھلیاں بہت سستی ملتی ہیں اور موٹی بھیڑ بکریاں بہت سستی ہوتی ہیں میں کچھ عرصہ وہاں رہا اور شکر و حمد باری تعالےٰ کرتا رہا۔

بعد ازاں بجانب بروع حکم شدہ کہ حرم بردعی در آنجا خفتہ است۔ کہ یار و لشکر امیر حمزہ بودہ است کہ او و او در محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است آمدہ زیارت او کردیم شہر بروع قصبہ است معمور کہ در آنجا اکثر تجاران و مزارعان و روستائی باشند کہ از اموال مومواشی و مزروعہ خویش حصۂ خدا میکشند و بے نقصان بہ فقیران و مساکین و صلہ رحم میدہند چنانکہ ازاں زکوٰۃ فقرا اغنیا شدہ اند و بفراغ خاطر روزگار میگزرانند بعضے ازاں تحصیل علم میکنند و ہیچکس از کسے خوف ندارد و تردد روزگار نمیابند و در آں شہر ہیچ دزد و راہزن و بدکار نمیباشد یعنی کہ جملہ صلحا اند و آنجا کسے فاسقے یافتہ نمیشود چراکہ مؤنثات و مذکرات تمامی خدا پرست اند و اہل اسلام اند وہمہ

شہر بمذہب حنفی اند و سرود را بسیار دوست میدارند و خرابات را کسے روا نمیدارد۔ ایندعا گو چند روز مانده و در آنجا سکونت گرفته ذوق باطنی یافت۔ یعنی سے پھر شہر بروع کیطرف جانیکا حکم ہوا جہاں حسروم بروعی آرام فرما ہے جو حضرت امیر حمزہ عمو تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یار اور نوکر تھا وہاں آیا اور زیارات کی۔ بروع ایک گنجان آباد قصبہ ہے جہاں تاجر اور مزارع رومی رہتے ہیں جو اپنے مال مویشی اور کھیتی سے حصۂ خدا نکالتے ہیں اور پورا فقرا و مساکین اور رشتہ داروں میں بانٹ دیتے ہیں اس لیے اس زکوٰۃ سے فقراء غنی ہو گئے ہیں اور فراغت سے زندگی بسر کرتے ہیں ان میں سے بعض علم پڑھتے ہیں اور بعض گوشۂ تنہائی میں یاد خدائے عزوجل کرتے رہتے ہیں کسی کو کسی سے کوئی خوف نہیں اور نہ ہی روزی کا تردد کرنا پڑتا ہے اس شہر میں کوئی چور اور راہزن نہیں گویا سب صالح ہیں وہاں کوئی فاسق نہیں ہے کیونکہ عورتیں اور مرد سب خدا پرست ہیں اور اہل اسلام ہیں اور سب مذہب حنفی پر ہیں سرود کو بہت دوست رکھتے اور خرابات کو روا نہیں سمجھتے یہ دعا گو چند روز وہاں رہا اور ذوق باطنی حاصل کیا۔ بعد ازاں بجانب شہر سنجہ حکم شدہ چوں در آنجا رسیدیم دیدہ شد کہ شخصے بزرگ است احمد نام کہ او حاجی الحرمین بودہ است و آں بزرگوار دائم الاحوال بخوردن شراب نوشی مشغول میبود و در ہر روز جمعہ بالائے منبر وصیت میکردند و تذکیر میگفت و در وقت رحلت ازیں دار الفنا بدار البقا ایں وصیت کردہ با مریدان خویش کہ بر شما باد کہ مارا با شراب ناب بدہید آخر الامر چناں کردند و دیگر نصیحت او ایں بود اگر کسے خواہد کہ

قید شراب بگذارد و مراحی پر کرده از شراب بر تربت من بریز وابستہ او ترک خواہد کرد بدانکہ
ہیچ روز خالی نیست کہ شصت یا پنجاہ مراحی از شراب پر کردہ بر تربت آں بزرگوار میریزند و
قدح و مراحی بشکنند بامر اللہ تعالیٰ ہیچ وقتے در خاطر آنہا آرزوئے شراب نمے آید ایں
مرد چنیں بزرگی میداشت و ایں شہر گنجہ تخت گاہ سلطان ابو سعید است قدس سرہٗ العزیز
کہ علم موسیقی او پیدا کردہ است و ہشتاد نوع از علم موسیقی او سبق میدادے و در ہر روز پنجشنبہ
در خانقاہ حاجی احمد بمقدار سہ ہزار آدمی جمع میشود و سماع میکنند و خود را بتکلف در وجد مے
آرند و رقص میکنند و چند ساز جمع کردہ سرود مینوازند و خادمان حاجی احمد طعامہائے فراخ مے
پزند و غلہ از ہر طرف آوردہ تصرف میکنند و حضرت شیخ بدر الدین رح نیز دریں شہر خفتہ اند و نزد
روضۂ او یک حوض است متبرکہ و در شب آدینہ از برکت ایں مرد از آب غیب آں حوض
پر میشود و تمامی خلائق آں شہر آمدہ از و آب میبرند و جامہائے شویند و در شب پنجشنبہ
ازاں حوض آب غائب میشود و باز بشب آدینہ جوش زدہ از آب غیب پر میشود و نزد خانقاہ
حاجی احمد یک غاریست کہ او را کسے ندیدہ است و درویک اژدہا کہ پادشاہ مار انست میبا
شد و او بقدر رانست و پری او بمثل کوہ بلند سیاہ است و دروازہ آں غار بستہ اند او
چوں آں مار آواز سرود میشود آں دروازہ را شکستہ از غار بیروں آمدہ می نشیند و خود را
راست و چپ میزند و ہر کہ آمدہ از دور او را می بیند چنیں داند کہ پارہ کوہ سیاہ است پس چوں آواز
سرود بس میگردد آں اژدہا ہم اندر غار میرود و ایں دعا گو نیز رفتہ آں شہر را تماشا کردہ و خوش آمدہ

السلام زبان تعریفش شہر و ساکناں او کردہ آید۔ یعنی بے پیر شہر گنجہ جانیکا حکم ہوا وہاں پہنچکر دیکھا کہ ایک بزرگ شخص حاجی اطہر مین گزرے ہیں جو ہمیشہ شراب پینے میں مشغول رہتا تھا جو ہر جمعہ منبر پر وصیت کرتا تھا اور اپنے مریدوں سے کہتا تھا کہ جب میں وفات پاؤں تو مجھے شراب ناب سے غسل دینا۔ آخر کار ایسا ہی کیا گیا اور دوسری نصیحت اُسکی یہ تھی کہ اگر کوئی شخص شراب سے نجات حاصل کرنا چاہے تو شراب سے پُر صراحی میری قبر پر انڈیل دے شراب پینے سے خلاصی ہوگی۔ اسلیئے کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ اس بزرگ کی مزار پر ساٹھ یا پنجاہ شراب سے پُر صراحیاں نہ ڈولی جاتی ہوں اور پیالے اور صراحیاں نہ توڑی جاتی ہوں اور اس طرح اللہ کے فضل سے کسی کو پھر شراب کی خواہش نہیں رہتی یہ صاحب ایسی بزرگی کے مالک تھے اور یہ شہر گنجہ سلطان ابوسعید قدس سرہ العزیز جس نے علم موسیقی کی بنیاد ڈالی کا پایہ تخت تھا سلطان نے اسی ۸۰ قسم کے اسباق موسیقی کے دیئے اور ہر جمعرات کو حاجی احمد کی خانقاہ میں تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہوکر محفلِ سماع جماتے ہیں اور آپکو خواہ مخواہ وجد میں لاتے ہیں رقص کرتے ہیں اور چند ساز جمع کر کے سرود بجاتے ہیں اور حاجی احمد کے مجاور اردگرد سے غلہ لاکر طرح طرح کے کھانے پکاتے اور کھلاتے ہیں اور حضرت شیخ بدرالدینؒ بھی اسی شہر میں آرام فرما ہیں جنکے روضہ کے قریب ایک حوض ہے جو اسی بزرگ کی برکت سے غیب سے پانی سے پُر ہوتا ہے اور جمعہ کی رات کو پُر ہوتا ہے اور اس شہر کی ساری آبادی اسی حوض سے پانی پیتی ہے اور کپڑے دھوتی ہے اور جمعرات (خمیس) کی راتکو اس حوض کا پانی غائب ہو جاتا ہے

اور پھر جمعہ کی رات کو جوش مار کر یہ حوض پانی سے پُر ہو جاتا ہے اور حاجی احمد کی خانقاہ کے نزدیک ایک غار ہے جو کسی نے نہیں دیکھی اس غار میں ایک اژدھا رہتا ہے جو سانپوں کا بادشاہ ہے اسکا سر بہت بڑا ہے اور موٹائی پہاڑ کی طرح بلند اور رنگ سیاہ ہے، اس غار کا دروازہ بند کیا ہوا ہے جب وہ سانپ سرود کی آواز سنتا ہے تو دروازہ توڑ کر غار سے باہر آجاتا ہے اور بیٹھکر جھومتا رہتا ہے آنیوالا اسے دُور سے دیکھ لیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ پہاڑ کا تودہ پڑا ہوا ہے، جب سرود کی آواز ختم ہوتی ہے واپس غار میں چلا جاتا ہے یہ دعاگو وہاں پہنچکر اس شہر اور اسکے ساکنان کے حالات دیکھے جن کی تعریف زبان ادا نہیں کر سکتی۔

بعد ازاں بجانب قلعہ خیبر حکم شدہ بجماعت فقیراں رفتہ دیدیم کہ خیبر حصاریست بگرداگرد آں حصار دوازدہ حصار دیگر ست وہزار من طلا بر دروازہ پیچیدہ اند وہفتاد گز خندق گرد آں حصار کندیدہ وصاحب آں حصار پادشاہ کافراست ولشکر او نیز کافراست ولایت مسلماناں را تاراج میکند و غارت میسازد وحضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ روزے از زورہا آمدہ با لشکر خویش قبضہ انداختہ چناں نعرۂ حیدری زدہ کہ بے تکلف دروازۂ آں قلعہ از بیخ وبن برافتادہ و بر سر آں خندق بمثل پل گشتہ ولشکر محمدی از راہ آں پل درآمدندہ وبیکبارگی شمشیرہا ایستادہ کردہ ہشتاد ہزار کافراں را تہ تیغ کردند بکرم الٰہی قلعہ خیبر را فتح کردند بعضے مسلمان شدند و درمیان شہر مسجدہا معمور ساختند ومؤذباں را در مسجدہا تعین نمودند و آں شہر قلعہ خیبر ہفدہ کردہ عرض ونوزدہ کردہ طول داشت اکنوں آں شہر ویرانست و

پارہ معموری دارد و دیگر چنیں عجائب آنشہر دیدہ شدہ کہ یک علامت را خدائیتعالیٰ آفریدہ
بمثل آدمی بصورت مہیب کہ یکصد و دہ گز قد او بودے و موئے بر تن خود مانند بز ہامیداشت
و دہن بمانند غار و دندان ہمچو فیل اندہر گاہ کہ در شہر می آید یکصد و بست کس را در بغل خود
آوردہ در میان جنگل گرفتہ میرفت و ہمہ را نوبت بہ نوبت پختہ میخورد و آنشہر از ہیبت
تمام از و میداشت و چوں ایند عاگو ہمراہ جماعت فقرا در شہر در آمد تمامی خلائق آنجائے آمدہ دامن
فقرا گرفتند و عرض حال خویش نمودند و گفتند کہ بندیرۂ رسول خدا مایاں تمامی امت جد شمائیم
مسلمان ہستیم اجداد ما بر غیر دین بودند و مایاں دین آباؤ اجداد خود را گذاشتہ در دین جد
شما آمدہ ایم اکنوں ازیں علامت بجان آمدہ ایم و ہلاکت و گرفتار شدہ ایم کہ آں علامت
آدمی خوار است مایانرا ہیچ چارہ نماندہ بجز اعانت خداوند بود و شما و ایں شہر بزرگ و
معمورہ بود والحال سال پنجم است کہ یکصد و بست شخص را در بغل خود آوردہ و بمنزل خود بردہ
یکدو کس را نوبت بہ نوبت در آتش بریاں کردہ میخورد و ہر بار ہفتی روزے آید و چندینکس
گرفتہ میرود و از طرف شما و آباؤ اجداد شما جمیع امت مسلمانان امید دارند کہ از بلائے دوزخ و
تہلکہ آخرت شفاعت خواہند کرد ایں دشواری و ہلاکت آں قدر است کہ بجان آمدہ ایم و مردان
و زنان و خوردگان و بزرگان را از ہیبت ایں بلا نہ شب خواب و نہ اشتہائے طعام و آب
است الحال شفاعت شما در کار است چوں دیدیم کہ ایشاں ازیں محنت در عذاب و دشواری
آمدہ اند بموجب ایں قول التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علےٰ خلق اللہ در دل

این فقیر سر رفت آمدہ بریں کلمہ عمل کردہ کہ انما المومنون اخوۃٌ وارداست و شنیدن الحاح ایشاں و بدیدن عجز آنہا در دل اینفقیر نیز رقت آمدہ و نیز در دلِ جماعت فقیراں اندیشہ و مہربانی روئے دادہ و اینددعاگو توجہ بدرگاہ معطی السائل متوجہ بدرگاہ بزرگان خویش بودہ عرض کردہ بجرم اللہ ندا ہاتف از غیب رسیدہ شفاعت تو قبولیت گفتیم الصاحب کار ہر گاہ ایں بلا پیدا شود خبر کن آخر الامر چوں صباح نماز بامداد گذاردیم بعد ازاں وظیفہ متعاد کہ خوندنیت بخواندیم و نماز اشراق ادا نمودیم کہ در شہر غوغا افتادہ و غریو استادہ شدہ کلاں تراں شہر آمدہ خبر رسیدند و پائی گرفتند بمحض شنیدن فریاد ایشاں پاس تمامی جماعت برخواستیم و رواں شدیم جانب آں بلا۔ چہ بینیم کہ از مقدار چہار کردہ ہمچو کوہ سیاہ بلند در نظر سے آید گفتند ایں بلاست کہ مینماید درآں حین خلائق و ہمہ آدمیاں را منع کردیم کہ از شماہا ہیچ کس نیاید و اینکار بما نیست دیدیم کہ او ہم حملہ کردہ بمانند فیل مست از ہر طرف جلوہ میدہد و نعرۂ مہیب میزند و می آید ایں فقیراں ہم بجماعت تمامی بجانب او میرفتیم چوں مقدار یک تیر پرتاب درمیان بماند دید کہ ایں جماعت فقیرانند و مردان خدا اند و ازاں دنیا داراں ہیچکس نیامدہ است۔ ہمانجا استادہ شدہ بجانب مایاں تسلیم کردن گرفت مایاں ہم پیشتر رفتیم و ہم تسلیم کردہ تا آنکہ بحضور دوچار شدیم و گفت الفرزند رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم از بلاگرسنگی بجان آمدہ ام چناں آتشے در وجود ما نہادہ اند کہ ہیچ خوردنی سیر نمیشوم از برائے خدا و دوستی جد خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از بلائے

گرسنگی مارا خلاص ساز که عالم خدا از ما تنگ آمده است ما نیز دریں تنگ آمده ایم بعد
ازاں زین العابدین خالی نام یکے طالبان حق بود از وے طلبیدیم که پارهٔ نان خشک دیرینه
کشیده داد و مادر دست او دادیم و حکم کردیم بخور چوں بخورد آب طلبید نوشید شکرانه
بجا آورد و پائے فقیراں بوسید و گفت اے فرزند رسول ع بغلبه گرسنگی چند آدمی ازایں شهر
میخوردیم اما هرگز سیر نمے شدیم و اکثر خوردنی من همیں گل بوده است اکنوں آں آتش گرسنگی
بعد قدم پائے شما از ما برفت و خطره از ما و دل ما زائل شده حکم چیست کجا روم و در چه کار باشم
که مارا همیں بلا شکم هلاک و گرفتار کرده بود و منت خدا است که ازیں رنج و زحمت
رهانید و روشن باد که خدائیتعالےٰ عهد کرده بودم که مردے و بزرگے که مارا ازیں بلا گرسنگی
برهاند و نجات دهاند پیر و مرشد من اوست اکنوں ایں فاسق و گنهگار را خلاصی تو
دهانیده یقین شده که پیر و مرشد ما شما آید هر چه حکم شود برآں باشم که اختیار ما در اختیار
شما است بغیر ما چگونه عمر گذارنم. پس گفتمش بیا و چند روز در صحبت ایں فقیراں باشید
آنکس را همراه خود کرده درآں شهر بیاوردیم چناں زهد و ورع اختیار نمود که گاهے
یک نان تمام نخورده و بدیدن ایں عجائبات و قدرت خدائیتعالےٰ بسیار خلائق درعبرت
آمده بتوجه و استغفار مشغول شدند و در طلب حق سر نهاده اند بعضے ازاں مردم در اندک
مدت بمقصود رسیدند و مرتبه آنکس را نیز در نزدیکی حاصل شده و یکے از اولیاء گشته
و چناں زهد و ورع و توکل و گوشه گرفته که بعد از توبه و استغفار در پنجمی سال بمقصود خود

رسیده و بحق پیوست و نقل شده و بر سر قبر او در ہر شب چراغ روشنائی افروختہ میشود و ہر کہ با عتقاد درست بر سر مزار او مے آید بیشک حاجت خود مے یابد و آں مرد بعد عادی از قوم یاجوج و ماجوج پیدا شده بود و در ازل حصّہ واز دولت اسلام و ایمان ازیں فقیراں بوده است آخر الامر بدو رسیده و بدر گاه حق قبول افتاده۔

یعنی پھر قلعہ خیبر کیطرف جانیکا حکم ہوا۔ فقراء کی جماعت کیساتھ پہنچکر دیکھا کہ خیبر ایسا قلعہ ہے جسکے اردگرد بارہ اور قلعے ہیں اور اس قلعہ کے دروازہ پر ہزار من سونا جڑا ہوا تھا اور ستر گز کی خندق اس قلعہ کے گرد کھدی ہوئی تھی اور اس قلعہ کا مالک ایک کافر تھا اور اسکا لشکر بھی کافر تھا جو مسلمانوں کی آبادی کو تباہ کرتا تھا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ایکلاکھ اپنے لشکر کیساتھ قبضہ کیا آپ نے ایسا نعرہ مارا کہ قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر خندق پر پھینکا جس سے لشکر اسلام کیلئے پل بن گیا اور لشکر محمدی اس پل پر سے گزر کر ایسا حملہ کیا کہ اسی ہزار کافر تہ تیغ ہوئے اور اللہ تبارک و تعالے کے فضل سے قلعہ فتح ہو گیا بعض مسلمان ہو گئے اور شہر کے درمیان مسجد بنائی گئی اور مؤدب لوگوں کو مسجد میں تعینات کیا گیا۔ قلعہ خیبر کو ناپا گیا۔ سترہ کوس عرض اور انیس کوس طول تھا اب وہ شہر ویران تھا معمولی آبادی تھی اور ایک عجائب دیکھنے میں آیا کہ قدرت کاملہ سے ایک پُر ہیبت شخص تھا جس کا قد ایک سو دس گز ۱۱۰ اور اسکے تن پر بکریوں کی مانند بال تھے اور جسکا منہ غار کیطرح اور دانت ہاتھی کیطرح تھے جب شہر میں آتا

تو ایک سو بیس آدمیوں کو بغل میں دبا کر جنگل میں چلا جاتا اور باری باری بھون کر کھاجاتا اور شہر اسکی ہیبت سے خوفزدہ تھا جب یہ دعا گو فقراء کی جماعت کیساتھ شہر میں داخل ہوا تو تمام مخلوق فقراء کے دامن سے لپٹ گئی اور اپنی داستانِ درد سنائی اور کہنے لگے اے نواسۂ رسولِ خدا ہم سب آپکے جد امجد کی اُمت ہیں اور مسلمان ہیں ہمارے باپ دادا کافر تھے ہم نے اُنکا دین چھوڑ کر آپکے جد کا دین قبول کیا اب ہم اس مصیبت میں مبتلا ہیں کیونکہ یہ بلا آدم خور ہے اور ہم بغیر اعانت خداوند کریم اور آپکے کچھ نہیں کرسکتے یہ شہر گنجان آباد تھا کہ پانچ سال سے ایک سو بیس آدمی باری باری آگ میں بھون کر کھا چکا ہے اور ہر ہفتہ آکر چند آدمی لیجاتا ہے اسی لئے ہم سب آپکے جد امجد اور آپکی اعانت کے امیدوار ہیں اور جیسے دوزخ وتہلکہ آخرت سے شفاعت فرمائینگے یہ مصیبت بھی اس سے کم نہیں کیونکہ سب مرد اور عورتیں اور خورد وکلاں اسکی ہیبت سے نیند، طعام وآب کی خواہش ہے اس لئے آپکی شفاعت درکار ہے جب میں نے اُنکی مصیبت اور مجبوری کو دیکھا بموجب حکم خدائیتعالےٰ کہ تو خلقِ خدا پہ مہربانی کا خیال میرے دل میں اثر پذیر ہوا اور یہ کہ سب مومن بھائی بھائی ہیں اور اُنکی پریشانی، عجز ونیاز نے فقراء کے دل پر بھی اثر کیا تو درگاہ ایزدی میں بتوسط اپنے بزرگان کے دُعا کی تو اللہ جل شانہٗ کی درگاہ سے شرفِ قبولیت کی ہاتف نے ندا دی ہم نے لوگوں سے کہا کہ جس وقت یہ بلا ظاہر ہو ہمیں اطلاع دیں چنانچہ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد ادائے وظیفہ کے بعد ہم نے نماز اشراق ادا کی تو شور وغل ہوا اور بزرگان

شہر نے آکر خبر دی انکی انکساری اور فریاد کے تحت ہم ساری جماعت اٹھ کھڑے ہوئے اور
اس بلا کی طرف روانہ ہوئے دیکھا کہ چار کوس دُور سے بمثل پہاڑ معلوم ہوئی ہم نے ان
سب کو منع کیا کہ تم میں سے کوئی شخص آگے نہ آئے ہم نے دیکھا کہ مست ہاتھی کی طرح حملہ
کرنے کیلئے بڑھتا چلا آرہا ہے میں بہمراہی جماعت فقرار اسکی طرف چلتا رہا ایک تیر کے
فاصلے سے اس نے اس جماعت فقرار کو دیکھا اُس نے فقرار اور مردان خدا کو دیکھا اور دنیاداروں
سے کسی کو نہ دیکھ کر ہمیں سلام کیا ہم نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا اور بالمقابل ہوئے۔ کہنے لگا
اے فرزند رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے بھوک بہت ستاتی ہے جس سے میں بہت تنگ ہوں
اور میرے وجود میں بھوک سے آگ لگی رہتی ہے اور کوئی چیز کھا کر سیر نہیں ہوتا براہ للہ وجد خود
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بھوک سے نجات دلائیے کیونکہ مخلوق خدا مجھ سے
تنگ آئی ہوئی ہے اور میں بھی تنگ ہوں اس کے بعد میں نے زین العابدین نام فقیر سے جو طالبِ
حق تھا سے کہا کہ اپنی گدڑی سے روٹی کا ٹکڑا اسے دو۔ زین العابدین خانی نے ایک خشک
روٹی کا ٹکڑا دیا میں نے اُسکے ہاتھ میں دیکر کھانے کا حکم دیا۔ کھا کر اپنی طلب کیا اور پی کر شکرِ
خدا بجالایا اور فقرار کی قدمبوسی کرنے لگا اور کہا۔ اے فرزند رسولؐ خدا، بھوک کیوجہ سے اس شہر کے
چند آدمی کھاتے لیکن کبھی سیر نہ ہوا اور اکثر میری خوراک یہ خاک رہی ہے، لیکن اب آپکی روٹی
کھانے سے میری بھوک جاتی رہی ہے اب میرے لئے کیا حکم ہے کہاں جاؤں اور کیا کروں میں بھوک
کی شدت میں گرفتار تھا جس سے اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپنے نجات دلائی ہے اور میرا خدائے عزوجل

سے وعدہ تھا کہ جو مجھے بھوک سے نجات دلائے گا وہی میرا پیر و مرشد ہوگا اب آپ میرے پیر و مرشد ہیں جو حکم آپ دیں میں اُسپر کاربند ہوں اب فرمائیے میں کیسے زندگی بسر کروں میں نے کہا کہ چند دن ان فقراء میں رہو۔ اسے اپنے ساتھ لیکر اسی شہر میں لائے اس نے ایسی زاہدانہ زندگی اختیار کی کہ کبھی سالم روٹی نہ کھائی اور قدرت کی اس نیرنگی کو دیکھکر خلقت عبرت کرتی تھی وہ توجہ سے استغفار میں مشغول ہوئے اور طلب حق میں محو ہوئے کہ ان میں سے بعض تھوڑے عرصے میں مقصود کو پہنچے اور وہ شخص فقراء کی نزدیکی سے اور زہد۔ ورع اور توکل سے گوشہ نشین ہوا اور توجہ اور استغفار سے پانچ سال میں اولیاء کے مرتبہ کو پہنچا اور بحق پیوست ہوا اور مشہور ہے کہ اسکی مزار پر ہر رات چراغ روشن ہوتا اور جو صدق دل سے اسکی مزار پر آتا مقصود پاتا وہ شخص عاد قوم کے قد کا یاجوج و ماجوج کی قوم سے تھا اور نوشتۂ ازل اور ان فقراء کے توسط سے دولتِ اسلام سے سرفراز ہوا اور حق رسیدہ ہوا۔

بعدازاں بجانب بدخشاں حکم شدہ چوں در آنجا رسیدیم دیدیم کہ بدخشاں کوہیست بلند کہ براں کوہ گذر مردان خدا بودہ است و در ہر شب آدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآں کوہ تشریف میفرمانید و برآں کوہ در ہر شب چراغے افروز زدواما ہیچ نظر نمے آید کہ کدام کس چراغ مے افروزد و بالائے آں کوہ آواز ذکر اللہ نفی واثبات میاید و ایں ذکر مردان خدا میکنند بطریق خفی ہر کہ در وادی ایں کوہ بلند مے آید البتہ بے اختیار او را ذکر خفی جاری میشود و چناں غوغا و آواز ہا ازاں کوہ در گوش مے آید گویا کہ عالم خدا تعالیٰ و یاکاروان

ساکن شدہ است و بسیار جائے مہیب است بغیر فقرا ئے کہ طالبان حق اند دیگر ہیچکس امکان ندارد کہ آنجا میرود و چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالائے آن کوہ تشریف میفرمانید و شرف المکان بامکیں وارد شدہ است و در آنجا بہ بعضے مردان خدائے تعالیٰ کہ از نظر عام غائب اند ملاقات شدہ واز اں خیلے فتوح وفیض روزی شدہ

یعنی پھر بدخشاں جانیکا حکم ہوا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ بدخشاں ایک بلند پہاڑ ہے جسپر مردان خدا کا گذر رہا ہے اور ہر جمعہ کی راتکو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں اس پہاڑ ہر رات چراغ جلتا ہے اور جلانے والا کوئی نظر نہیں آتا اس پہاڑ پر ذکر اثبات ونفی کی آواز آتی رہتی ہے اور یہ ذکر مردان حق کرتے ہیں جو شخص اس پہاڑ کی وادی میں داخل ہوتا ہے بے اختیار ذکر خفی کرنے لگتا ہے اس پہاڑ سے ایسا شور وغل سننے میں آتا ہے گویا ساری دنیا یہاں موجود ہے یا کوئی بڑا قافلہ اُترا ہوا ہے یہ بہت ہیبت ناک جگہ ہے بغیر فقراء وطالبان حق یہاں کسی کو جانیکی ہمت نہیں کیونکہ یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں اور مکان کا شرف مکین کی وجہ سے ہوتا ہے وہاں بعض مردان خدا جو عوام کی نظروں سے غائب رہتے ہیں سے ملاقات ہوئی جن سے بہت فتوح وفیوض حاصل ہوئے ۔ بعد ازاں بجانب عراق حکم شدہ کہ آنجا حضرت عبداللہ انصاری خفتہ است و درمیان آنکوہ چہل غار کا دیدہ اند و در ہر غار بیکساں میماند و مشغول میبود وطعام وآب نخوردہ بود ۔ شبے ہاتف آواز داد کہ اے عبداللہ چہ مطلبی گفت الٰہی ایں مطلبم کہ تا قیامت

کندوری و چراغ در خانقاه من کم نشود. فرمان آمد کہ عصائے خود را بریں کوہ بزن تا قدرت من بہ بینی شیخ عبداللہ چوں عصا بر کوہ بزد سوراخ پیدا شد کہ ازاں لعل و جواہر و یاقوت و مروارید بیروں آمدن گرفت سوداگران میروند و میخرند ہر روز دہ ہزار تنکہ سرخ یا ازیں کم و بیش حاصل میشود و شب و روز در لنگر طعام مے پزند و درآں آستانہ یکصد و پنج دانشمند علامہ ہستند و در درس ہائے ایشاں یکصد و چہل کس سبق میخوانند و چنداں فقراں گوشہ گرفتہ در طاعت حق مشغول میباشند و خواجہ محمود نام از سلسلہ اویسیہ کہ از صحبت ایشاں بسیار کس بفیض رسیدہ اند و بہرہ مند شدہ اند بعضے را بذکر جلی تلقین میفرمانید و بعضے را بذکر خفی بپاس انفاس اشارت نفی و اثبات فرمانید کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّ نَفَسٍ یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میّتٌ و در حدیث قدسی آمدہ کہ قولہٗ تعالیٰ یا بنی آدم انفاسکم انبیائی فان تنفقتھا بذکری فھی موصلک الیّ وان تنفقتھا بغیر ذکری فقتلت بنیٌّ ومن قتل بنی فانا حاسبہ یوم القیامۃ و خواجہ محمود در وعظ ہمچو فرمودہ طالب حق را باید کہ اینہم در ہشیاری کشد و خروج و دخول بایں طریق میباید کشید کہ ہمیں دم در کار آید و خدائے را عزوجل در دل یاد باید کرد و بداند اینہم را کہ از دل می برآید باز بدل نزول کند یا نکند و لذت ذکر دل را جمیع لذّت ہا بہتر است و قدر ایں لذّت کسے داند کہ دل مے یابد و لذت ذکر دل جمیع اعضا را تاثیر میدہد آنگاہ آں جوارح در طاعت حق توفیق مے یابند و ما توفیقی الا باللہ و چوں دل طالبان از

جمیع تعلقات بشریت. سالم ماندہ آنگاہ دریائے توفیق در دل موج زند۔ بیت۔ تعلق حجابست وبیحاصلی۔ چو پیوندہا بگسلی واصلی۔ وباز فرمود کہ طالب را مقصود ہمیں ذکر دل است کما قال اللہ تعالیٰ بِکُلِّ شَیءٍ مُصْقِلَۃٌ وَمُصْقِلَۃُ الْقَلْبِ ذکر اللہ تعالے وچنانچہ حضرت شیخ سعدی میفرماید۔ بیت سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار۔ زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست وایندعا گو ہم چند روز در صحبت ایں بزرگوار حاصل کردہ وتلقین ذکر ازو گرفتہ شب و روز مواظبت ذکر میکردیم وپاسبانی دل نمودیم ۔ پاسبان دل شواندر کل حال۔ تا نیاید ہیچ دزد اندر مجال ہر خیال غیر حق را دزد داں۔ ایں ریاضت سالکاں را مژدہ داں وبعد ازیں مواظبت ذکر دیدیم کہ روزن دل کشادہ شدہ وانوار تجلی رحمانی بردلم نثار کردند ولذت ذکر دل ما بچشانید ند ودل را آشنا کردند آنگاہ دانستم کہ دل نہ ایں است کہ پہلوئے چپ نہادہ اند پارہ گوشت بمثال ایں نیلوفر بلکہ ایں پارۂ گوشت آلۂ ذیست ودل دیگر چیزیست کہ قدرت تمام دارد ۔ دل یکے روضہ ایست روحانی۔ خانۂ دلوار چہ دل خوانی ۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است ۔ از ہزاروں کعبہ یکدل بہتر است کعبہ بنیاد خلیل آذر است ۔ دل نظر گاہ جلیل اکبر است پس از صحبت حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمتہ والغفران دل حاصل کردہ بذکر حق صیقل دل را زدہ صفائی دل حاصل نمودہ شد۔

یعنی پھر عراق جانیکا حکم ہوا کہ وہاں حضرت عبد اللہ انصاری پہاڑی پر آرام فرما ہیں جس پر غار کھودے ہوئے ہیں اور ہر غار میں ایک سال رہے اور بغیر کچھ کھائے پیتے عبادت

میں مشغول رہے ایک رات ہاتف نے آواز دی کہ اے عبداللہ کیا چاہتے ہو کہا اے رب العلمین
میں چاہتا ہوں کہ میرے خانقاہ میں دسترخوان اور چراغ کبھی کم نہ ہو۔ فرمان ہوا کہ اس
پہاڑ پر عصا مار اور میری قدرت کا نظارہ کر۔ جب عبداللہ نے پہاڑ پر عصا مارا تو سوراخ ہو
گیا جس سے لعل جواہر، یاقوت و مروارید نکلنے شروع ہو گئے جو سوداگر جا کر خریدتے
ہیں روزانہ دس ہزار تنکہ یا کم و بیش حاصل ہوتے ہیں اور رات دن لنگر میں طعام پکتا ہے
اس آستانہ پر ایک سو پانچ دانشمند علامہ رہتے ہیں جو اس درس میں ایک سو چالیس
آدمیوں کو سبق دیتے ہیں اور کئی فقیر گوشہ گیر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں
اور خواجہ محمود نام جو اویسیہ سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں کی صحبت میں رہ کر کئی آدمی فیض
حاصل کر کے مستفید ہو چکے ہیں بعض کو ذکر جلی کی تلقین فرماتے ہیں اور بعض کو ذکر
خفی پاس انفاس کے ذریعے فرماتے ہیں جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرمایا ہے "کہ جو دم بدون ذکر اللہ کے نکلے وہ مردہ ہے اور حدیث قدسی ہے کہ
اے بنی آدم تمہارے سانس میرے ایلچی ہیں جو میرے ذکر میں نکلا مجھ سے واصل ہوا اور جو غیر کے
ذکر میں نکلا اُس نے ایک نبی قتل کیا اور جس نے نبی قتل کیا اُس سے قیامت کے دن حساب لوں گا
خواجہ محمود نے وعظ میں فرمایا کہ طالب حق کو چاہیئے کہ سانس ہوشیاری سے لے اور سانس کا
دخول اور خروج اسطرح ہو کہ سانس کم آئے اور اللہ تعالےٰ کو دل میں یاد کرنا چاہیئے اور
جانے کہ یہ سانس جو دل سے آتا ہے واپس ہو یا نہ ہو اور دل کے ذکر کی لذت تمام لذتوں

سے بہتر ہے اور یہ لذت وہ شخص حاصل کرتا ہے جس نے دل حاصل کر لیا اور دل کے ذکر کی لذت تمام اعضاء کو متاثر کرتی ہے اور اس سے سارے اعضاء کو اطاعت حق کی توفیق عطا ہوتی ہے اور یہ توفیق اللہ تعالے کی مدد ہی سے حاصل ہوگی ہے اور جب دل طالبان حق تمام تعلقات بشریت سے سلامت رہتا ہے اس وقت دریائے توفیق موج مارتا ہے
ے تعلق حجاب ہے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا جب تعلق توڑیگا تو واصل ہوگا اور پھر فرمایا کہ طالب کا مقصود یہی ذکر دل ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ہر شئے کیلئے مصقلہ ہے اور مصقلہ دل ذکر اللہ ہے اور اسی لیئے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔ سعدی
حجاب نہیں ہے تو اپنا شیشہ صاف رکھ کیونکہ زنگار خوردہ شیشہ میں دوست کا جمال کیسے دکھائی دیگا یہ دعا گو چند دن اس بزرگ کی صحبت میں رہا اور تلقین ذکر حاصل کی اور رات دن ذکر میں مشغول رہا اور دل کی پاسبانی کرتا رہا ے رات دن دل کی پاسبانی کرتا رہ تاکہ کوئی چور داخل نہ ہو حق کے خیال کے بغیر کسی بھی خیال کو چور سمجھ اور سالکوں کی خوشخبری یہی ریاضت ہے، اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ذکر کی ہمیشگی کیوجہ سے دل کا سوراخ فراخ ہوگیا اور تجلیٔ حق کے انوار میرے دل پر قربان ہوئے اور دل نے لذتِ ذکر کو محسوس کیا اور معلوم ہوا کہ دل وہ نہیں ہے جو بائیں طرف رکھا ہوا ہے بلکہ وہ نیلو فرنگ کا گوشت کا لوتھڑا ہے بلکہ یہ لوتھڑا زندگی کا آلہ ہے اور دل دوسری چیز ہے جسمیں تمام قدرت ہے ے دل ایک روحانی روضہ ہے اس شیطان کے گھر کو کیوں دل کہتا ہے دل کو قابو میں رکھ کہ یہ

حج اکبر ہے ہزاروں کعبہ سے ایک دل بہتر ہے کعبہ خلیل آذروی کا بنایا ہوا ہے۔ یہ دِل جلیل اکبر کی قیام گاہ ہے پس حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ والغفران کی صحبت سے دِل کی صفائی ذکرِ حق سے کر کے فیض حاصل کیا۔ بعدازاں بجانب کوہ پیراں حکم شدہ چوں بامر خدائے تعالےٰ در آنجا رفتیم چہ بینم کہ بایں مقام خانقاہے ست بس عالی و فراخ مردان و زنان دریں خانقاہ جمع میشوند۔ قوالان و مطربان سازہا مینوازندو ہر ہمہ مردم در رقص و سماع مے آیند بعضے در آنجا در ذکر جلی و بعضے در ذکر خفی مشغول میباشید و اکثر پوشش مردان زیر ناف تا زانو بودہ است و عورتہا تمامی وجود خود را مے پوشند و غیر از ہیچ عورت نمیباشد و ہر کہ زنا کند در حال بہفتمی و بہشتمی روز آں زانی مے میرد و کفن او را دیگر جامہ مے دہند و ہر کہ ازیں افعال ناہموار محترز میباشد عمر او دراز میگردد و گاہے مرلفیں نشود او را بزرگ مے شمارند و ہر کہ نکاح کردہ حکمِ مسلمانی را نگاہ میدارد اولاد بسیار میشود و آں کوہیست بلند و وسیع و گرداگرد میباشد و یک دروازہ دارد در میان آں کوہ حوضے است بزرگ و گاہے خشک نشدہ است و چوں آب از رود اندک میشود بلاشک بارش باریدہ پر گردہ میرود آں کوہ پیرا آنچنانست کہ مردم آنجا اندک آبادانی و زراعت میکنند و لیکن برکت چناں است کہ ہیچکس را بکسے حاجت نیست و دراں کوہ ہیچ پادشاہی نیست و خوردنی میوہا گوناگوں چنداں است و ہر کہ لغوی میکند بکسے در حال دیوانہ میشود و پدران و جدان ایشاں اینصورت مذکورہ بچشم خود دیدہ و تجربہ کردہ

اولاد خود را نصیحت داده رفته اند کہ ہیچکسے با کسے آزار و تعدی نکنند و خصومت نورزد و ہمہ کس منعم اند و ہیچ آسیبے ندارند مگر مرگ و صالحان و تمامی خلائق آنجا و اشتران و مادہ گاوان وغیرہم آنجائی درمیان خود بصلاح و اخلاص میگذارند و گاہے درمیان ایشاں جنگ و خصومت نشدہ است درمیان خود ہمچو شیر و شکر میباشند و طریق محبت و اخلاص میورزند کہ مردان و زنان از خورد و بزرگ طالب حق یمانید و ہیچ کسے را غصہ و کدورت نمے نماید و ہمچو برادران و خواہران درمیان خود مے گذارند بسیار مسافران و سیاحان صلاحیت ایشاں و راستبازی دیدہ و یگانگی چیدہ درمیان آنجا ماندہ اند و سکونت گرفتہ و عیالہا خود را در آنجا آوردہ و حضرت شیخ نصیر الدین بر غشں در آنجا خفتہ است حصہ او در خانقاہ ایشاں ہر کسے بید ریغ میرسانند کہ ازاں لنگر کردہ اند و طعام ہا فراغ میکنند و دریں کوہ شہر لیست بطریق مروج نہ خورد نہ بزرگ است و بازار و دراز است ہر چیز یافتہ میشود و از او نخاس دراں شہر فراخ است چنیں صلاح در ہیچ ملک و ولایت ندیدہ ایم و زراعت دراں کوہ پاکبازاں میشود و چند کس از دانشمنداں معتبر و حافظاں ہفت قاری بسیار بودہ اند کہ عاقل و پرہیزگار اند بسیار کسانرا از فیض علم بہرہ مند کردہ اند و خرابات دریں شہر ہیچ نیست آنشہر را و خلائق آنجا را وسواد ہا او را خوش آواز دیدہ ایم و عالماں و درویشاں آں مقام را مقبول دیدہ ایم و از آنجا لقمہ حلال بے شبہ پیدا میشود و ذوق در طاعت خوب مینماید چند روز ماندہ و صحبت ایشاں دیدہ در خاطر داشتیم کہ باقی عمر دریں جا گذرانیدہ شود

اما قید المار اشد من قید الحدید است ۔ یعنی پھر کوہ پیراں کیطرف جانیکا حکم ہوا جب
اللہ کے حکم سے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ بہت بڑی اور وسیع خانقاہ ہے اور مرد اور عورتیں
قوال اور مراثی ساز بجاتے ہیں اور سب رقص کرتے ہیں اور بعض ذکر جلی اور بعض ذکر
خفی میں مشغول ہوتے ہیں اور عام مردوں کا لباس ناف سے زانو تک ہوتا ہے اور عورتیں
سارا وجود ڈھانپتی ہیں ان کی عورتوں کے بغیر کوئی عورت نہیں ہوتی اور اگر کوئی زنا
کرے تو ساتویں آٹھویں روز مر جاتا ہے اور اسے دو گز کپڑے کا کفن دیتے ہیں
اور جو ایسے بُرے کام نہیں کرتا اسکی عمر دراز ہوتی ہے اور جو کبھی بیمار نہ ہو اُسے
بزرگ مانتے ہیں اور جو نکاح کر کے حد مسلمانی کو نگاہ رکھتا ہے اسکی بہت اولاد ہوتی
ہے وہ پہاڑ بہت بلند اور وسیع ہے اور چاروں طرف پھیلا ہوا ہے جسکا ایک دروازہ
ہے اس پہاڑ کے درمیان ایک بہت بڑا حوض ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا اور جب
حوض کا پانی تھوڑا ہو جاتا تو بارش ہوتی ہے اور پُر ہو جاتا ہے وہ پہاڑ ایسا ہے کہ
اس پر تھوڑی آبادی اور زراعت ہوتی ہے لیکن برکت اتنی ہوتی ہے کہ کوئی کسی کا
محتاج نہیں رہتا اس پہاڑ پر کوئی بادشاہ نہیں اور میوے گوناگوں اتنے ہیں کہ ہر شخص
نے اپنی ملکیت بنا رکھی ہے اور اگر کوئی کسی پر سختی کرے تو فوراً دیوانہ ہو جاتا ہے
ان کے باپ دادا نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھی اور تجربہ کر کے اپنی اولاد کو نصیحت کی
ہے اس لئے کوئی کسی پر سختی نہیں کرتا نہ دکھ تکلیف دیتا ہے اور نہ ہی عداوت رکھتا

ہے اس لیئے سب دولت مند ہیں اور بغیر موت کے کسی دکھ میں مبتلا نہیں ہوتے اور صالح آدمی اور وہاں کی تمام مخلوق، جانور اور بیل و گائے وغیرہ تمام چیزیں آپس میں پیار و محبت سے رہتے ہیں اور مرد اور عورتیں اور چھوٹے اور بڑے سب طالب حق نظر آتے ہیں۔ ایکدوسرے سے شیر و شکر رہتے ہیں اور کسی سے غصہ اور کدورت نہیں رکھتے اور بھائی بہنوں کیطرح رہتے ہیں اکثر مسافر اور سیاح انکی راستبازی اور محبت دیکھ کر وہاں رہتے ہیں اور سکونت اختیار کیئے ہوئے ہیں اور اپنے بال بچے لائے ہوئے ہیں حضرت شیخ نصیر الدین برغش وہاں آرام فرما ہیں جسکی خانقاہ کا حصہ ہر شخص پہنچاتا ہے جس سے لنگر جاری ہے اور بہت طعام پکایا جاتا ہے اس پہاڑ پر ایک مربع شہر ہے جو نہ بڑا ہے اور نہ چھوٹا اور بازار کھلا اور فراخ ہے یہاں ہر چیز مل جاتی ہے اس شہر میں بہت خلوص ہے جو میں نے کسی شہر میں نہیں دیکھا یہاں زراعت بہت ہوتی ہے چند عالم متبحر اور بہت سے حافظ ن ہفت قاری گزرے ہیں جو عقلمند اور پرہیزگار ہیں اور عوام کو علم کے فیض سے نوازا ہے اور اس شہر میں کوئی برائی نہیں ہے اس شہر اور نواح کے لوگوں کو خوش آواز دیکھا ہے اور یہاں کے عالم اور درویش مقبول ہیں یہاں بے شبہ حلال لقمہ میسر آتا ہے اور طاعت میں ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے میں چندروز انکی صحبت میں رہا اور ارادہ کیا کہ باقی عمر یہاں گزاروں لیکن دانہ و پانی کی قید لوہے کی زنجیروں کی قید سے سخت ہوتی ہے۔ بعد ازاں حکم شدہ کہ بجانب شہر جبرو ند و

آنجا دیدیم کہ اخوند شیخ سعید خفتہ است آوردہ اند کہ چہل سال بالائے کوہ استادہ بود و ہرگز بر زمین پہلو نخفادہ و نہ نشستہ و بیک خرما روزہ افطار کرد بعد از چہل سال فرمان آمدہ کہ اے شیخ چہ چیز میطلبی گفت الٰہی میخواہم کہ تا روز قیامت لنگر کم نگردد فرمان آمد کہ اے شیخ چپا در استادایں خانقاہ نگاہ بکنید کہ مرغان غیبی بیضہائے زریں خواہند انداخت آن بیضہائے را گرفتہ و در لنگر خرچ کردہ لنگر خود را گرم و تازہ میکنید و تا قیامت از دخرچ لنگر تو بلا قصور خواہد شد ایں دعا گو رفتہ زیارت آن بزرگوار کرد۔

یعنی پھر شہر مجر جانیکا حکم ہوا وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت شیخ سعیدؒ آرام فرما ہیں مشہور ہے کہ شیخ چالیس سال پہاڑ پر کھڑے رہے اور ہرگز زمین پر نہ سوتے اور ایک کھجور سے روزہ افطار کرتے رہے چالیس سال بعد فرمان ہوا کہ اے شیخ کیا مانگتے ہو؟ کہا یا الٰہی میرا لنگر قیامت تک جاری رہے فرمان ہوا کہ بائیں طرف خانقاہ میں نگاہ کرو۔ غیبی پرندے سنہری انڈے دینگے اُن سے سودا سلف خرید کر لنگر میں خرچ کرو قیامت تک اسی طرح لنگر جاری رہیگا اس دعا گو نے وہاں جا کر بزرگ کی زیارت کی۔

بعد ازاں بجانب شہر فرنگیاں حکم فرمودہ چوں رفتیم دیدیم کہ شہر بست معظم و پیش پادشاہ آں شہر یک لک و ہفتاد ہزار سوار بودند و دو لک و بست ہزار پیادہ و دراں شہر دو ہزار دکانہا خمر اند و سہ ہزار دکانہا تجاران دارند ہر چیز بلکہ طلبیدہ میشود یافتہ مے آید و دراں شہر یک گنبد ساختہ اند چوں روز عاشورہ مے آید تمامی خلائق آنجا در آں

گنبدمے آیند و خود را در حالت مے آرند و مقتل نامہ امیر المومنین حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام میخوانند و خود را محب ایشاں مے خوانند و گویانند و بار واجہا ایشاں طعامہا فراخ میکنند و تمامی محبان جمع شدہ تصرف مینمایند و عورتہا آنجا ہم یکجا جمع شدہ گریہ ہا و نعرہ ہا بلند میزنند و موذیاں را لعنت میکنند و چوں امیر معاویہ را دشنام کردن گرفتند گفتم ایں نسزد کہ او از اصحاب کرام است و ایں تقدیر الہٰی میبود بما جنگ کردند و سخن ہا جہل بسیار گفتند ولیکن الحق لعیلو است آخر الامر مقدمہ ایندعا گو بر سر آنہا غالب افتادہ و درمیان ما و ایشاں یکمرد فاضل و عالم منصف و حاکم بود در گفتگوئے ما و ایشاں تمیز کردہ آں مدعیاں را الزام دادہ چنانچہ حکم آمدہ است۔ قال اللّٰہ تعالیٰ وَاِن تنازعتم فی شیئٍ فردوہ الی اللّٰہ والرّسول ان کنتم مؤمنون ۔ چوں منصف او را دروغے ساختہ ہر ہمہ طائفہ روافض بعد از ماجرائے پشیمان و تائب شدند و آمدہ پائے گرفتند گفتم تقدیر چنیں بود قولہٗ تعالیٰ ما اصاب من مصیبۃٍ الا باذن اللّٰہ و آنہا کہ بد کردند و ایں مظلوماں درجۂ بزرگی بشہادت رسیدند ہمیں بس است کہ خدائے تعالیٰ بر آنہا لعنت فرمودہ است کہ لعنۃ اللّٰہ علی الظٰلمین و ہیچ جائے در قرآن مجید و احادیث ایں امر نکردہ است کہ کسے را لعنت بکنید قولہٗ تعالیٰ ولا یغتب بعضکم بعضاً پس کسیکہ سخن ناسزا و نافرمودۂ خدائے تعالیٰ بگوید گناہے است عظیم گفتم توبہ کنید و اگر صبر میسر نیاید شمارا پس لعنت مر یزید را بگوید علیہ اللعنۃ و آنہارا کہ باایشاں بد کردہ اند و ظلم نمودہ اند ہر گاہ کہ نکتۂ

حق فہمید ند توبہ کردند ومعتقد بمذہب سنت وجماعت شدند ومحبان خاندان اینعا گو شدند واز گروہ روافض تائب شدند وشیخ صدرالدین نام بزرگ آنجامیبود صاحب دعوت بود وبسیار مردمان از ایشان مستفید مے شوند وتلقین ذکر میگیرفتند وتائب شدند از کار ہائے بد واو مجاہدہ کش بود وبیک وضو نماز عشا وبامداد میگزرایند وبغیر وضو گاہے نظر جانب آسمان نگردہ ودر علوم مہا متبحر بودہ است ہر کرا در مسئلہ مشکل افتادے از وحل میکردے چہل سال طعام وآب نخوردہ بود چنانچہ از شکم مادر زادہ بود وہمچناں از دنیا برفت ودراں زمانہ مرشد کابل بود روزے اورا حکم شد کہ اے صدرالدین عصای خودرا برین کوہ بزن تا خرچ خانقاہ وچراغان تو پیدا شود ایشان بوقت صبح رفتہ بر آں کوہ عصائے خود بزدند از چشمہ چنداں روغن زیتون پیدا شد کہ از ہر طرف سوداگران مے آیند و این روغن گرفتہ میروند چنانچہ ازان خرچ مطبخ فراخ پیدا مے آید شاہ وگدا واغنیا و فقراء آمدہ میخورند ودوازدہ ہزار صوفی درآں خانقاہ میباشند از مطبخ طعام تناول مینمایند وبطاعت مشغول اند امید است کہ تا بقیامت این لنگر کشیدہ میشود ہر کس بشنیدن بانگ نماز آمدہ دراں خانقاہ حاضر میشود بعد از نماز جمعہ جماعت حلقہ کردہ بذکر جلی مشغول میشوند مردان وزنان از عبادت خدائے تعالیٰ خالی نمے باشند اکثر مسافران از دیدن ایشان بر طاعت راغب وشاکر میشوند وزہد مشاہدہ پیش مے آرند اینعا گو ہم چند مدت درآنجا ماندہ روش ووضع ایشان خوش کردہ۔ یعنی پھر فرنگیوں کے

شہر میں جانیکا حکم ہوا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ یہ بہت بڑا شہر ہے۔ اس شہر کے بادشاہ کے پاس ایک لاکھ ستر ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے تھے اور اس شہر میں دو ہزار دکان شراب کے تھے اور تین ہزار دکان سوداگران کے تھے یعنی ضرورت کی ہر چیز مل جاتی تھی اس شہر میں ایک گنبد بنا ہوا تھا جب عاشورہ کا دن آتا تمام مخلوق اس گنبد میں جمع ہوتی اور امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا مقتل نامہ پڑھکر حال میں آتے خود کو امامین علیہم السلام کا محب کہتے انکی ارواح میں بہت طعام پکاتے اور تمام محب اکٹھے ہوکر تصرف میں لاتے اور عورتیں بھی اسی جگہ جمع ہوکر گریہ کرتے اور بلند نعرے لگاتے اور موذیونکو لعنت کرتے تھے جب امیر معاویہ کو گالیاں دینے لگے تو میں نے کہا کہ وہ اصحاب رسول میں ہیں انہیں گالیاں دینا نامناسب ہے یہ تقدیر الٰہی تھی کہ انہوں نے ہمارے ساتھ جنگ کی اور جاہلانہ باتیں کیں لیکن حق ہوکر رہتا ہے آخر کار میرا عندیہ ان پر غالب آیا اور ہمارے درمیان ایک فاضل و عالم نے جو انکا منصف اور حاکم تھا ان کی اور میری گفتگو میں تمیز کی اور بقول کلام اللہ کہ اگر تم میں تنازعہ ہو اور تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کیطرف رجوع کریں منصف نے مدعیان کو الزام دیا اور جھوٹا گردانا تو تمام روافض تائب ہوئے اور معافی مانگی کیونکہ کوئی مصیبت بغیر اذن اللہ نہیں اور جو انہوں نے برائی کی اسکی وجہ سے وہ شہادت کے درجہ کو پہنچے اور یہی کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے ظالموں پر لعنت فرمائی ہے اور کلام اللہ میں کہیں کوئی حکم نہیں کہ کسی پر لعنت بھیجو لہذا

کسی کو بُرا اور خلافِ فرمانِ الہیٰ گالی دینا گناہ ہے اگر صبر نہیں کر سکتے تو یزید علیہ اللعنۃ
پر لعنت بھیجو کہ انہوں نے برا کیا اور ظلم کیا جب نکنہ حق سُنا تو توبہ کی اور رفض چھوڑ کر
اہل سنت والجماعت پر کاربند ہوئے اور میرے خاندان کے محب ہوئے وہاں شیخ صدر الدین نام
بزرگ ہوئے ہیں جو صاحب دعوت تھے اور بہت لوگ ان سے مستفید ہوئے اور تلقین ذکر
حاصل کی اور تائب ہوئے بُرے کاموں سے شیخ مجاہدہ کش تھے ایک ہی وضو سے عشاء اور
صبح کی نماز پڑھتے تھے اور وضو کے بغیر کبھی آسمان کیطرف نہیں دیکھا علوم میں کامل
تھے جسکو کسی مسئلہ میں مشکل پڑتی اسی سے حل کرواتے چالیس سال بغیر کچھ کھائے پئے
گذارے اور جسطرح ماں کے شکم سے پیدا ہوئے اسی طرح وفات پائی اس زمانہ میں مرشد
کامل تھے ایکدن اسے حکم ہوا کہ اے صدر الدین اپنا عصا اس پہاڑ پر مار تاکہ خانقاہ اور
چراغ کا خرچ حاصل ہو اس نے صبح کیوقت جاکر پہاڑ پر عصا مارا اور روغن زیتون کا
چشمہ پھوٹ پڑا کہ ہر طرف سے سوداگر آکر خریدتے جس سے لنگر سیلئے بہت خرچ حاصل
ہوتا جس سے شاہ وگدا اور امیر و فقیر کھاتے تھے وہاں بارہ ہزار صوفی رہتے تھے اور
اسی لنگر سے کھانا کھاتے تھے اور طاعت میں مشغول رہتے تھے اُمید ہے کہ تا قیامت
یہ لنگر جاری رہیگا نماز کی بانگ سُن کر ہر شخص خانقاہ میں آکر جمعہ کی نماز ادا کرتے
اور بعد نماز حلقہ باندھ کر ذکر جلی میں مشغول ہو جاتے ۔ مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی
عبادت سے خالی نہ رہتے مسافر انکو دیکھکر عبادت کی رغبت کرتے اور شکر کرتے اور زہد

تقویٰ حاصل کرتے میں وہاں کچھ عرصہ ان میں رہ کر ان کی روش سے خوش ہوا۔

بعد ازاں بجانب شیخ سہیل تشتری حکم شدہ کہ او را ببینید چوں آنجا رسیدیم دیدیم کہ مردے مسن و بزرگ است و عارف باللہ است و ایں ہر چہار مقامے طے کردہ است ناسوت۔ ملکوت و جبروت و لاہوت و مرشد زمانہ است دیدم کہ صاحب قدرت و عظمت است و ہر لشکرے کہ در آں ولایت بدکاری میکند و ملک تاراج میساز د آں بزرگ یک کس را میفرماید کہ یک تیر خدنگ بزنید چوں آں کس بامرایشاں یک تیرے پرتاب داوشاں بجا میگریزند و ہزیمت میخورند و ہیچ لشکرے از ملک ایشاں ظفر نیافتہ است و دیگر مناقب از حضرت شیخ ایں بودہ است کہ ہر جاہل و عامی کہ در نظر ایشاں مے آید برائے طلب حق تعالیٰ او را بیک نظر عالم میکرد چنانچہ چہاردہ علوم وے را کشف میشد و عالم ربانی بودے دیگر مناقب ایشاں ایں بودہ است کہ پنج تنکہ نقرہ در ناں اند اختہ و مستور کردہ در وقت نیمشب بفقراء و مساکین میدادہ و چناں پنہاں خبر کردہ کہ کس ندانستہ کہ ایں خبر را کہ دادہ و طبقہائے از جلوہ و ہریسہ پر کردہ بمسافر و مقیم و بیوہ زناں بہ نیمشب میداد پس تحقیق یقین کردیم کہ ایں مرد صاحب دولت و صاحب نظر است چند روز در خدمت ایشاں صحبت نمودیم و بعضے نکات مشکل از ایشاں حل کردیم و فیضہا گرفتیم۔ یعنی پھر شیخ سہیلؒ تشتری کیطرف جانیکا حکم ہوا کہ اسکو دیکھوں وہاں پہنچ کر دیکھا کہ بزرگ ضعیف العمر اور عارف باللہ ہیں اور ناسوت و

ملکوت وجبروت ولاہوت چاروں مقام طئے کئے ہوئے ہیں اور مرشدِ زمانہ ہیں۔ وہ
صاحب قدرت وعظمت تھے اگر کوئی لشکر مُلک کو تاراج کرنا چاہتا تو یہ بزرگ کسی
ایک شخص کو ایک تیر چلانیکو فرماتے اور لشکر میں بھگدڑ مچ جاتی اور شکست کھانے
اس طرح کوئی لشکر اس مُلک کو فتح نہ کر سکا اس بزرگ میں یہ فضیلت بھی تھی کہ
اگر کوئی جاہل یا عام آدمی حق طلبی کیلئے آپکے پاس آتا تو آپکی ایک نظر سے عالم
بن جاتا آپکو چودہ علوم پر کشف تھا اور عالم ربانی تھے آپ میں یہ فضیلت بھی تھی کہ آدھی
رات کو روٹی میں پانچ پانچ تنکہ چاندی لپیٹ کر فقرا اور مساکین کو دیتے اور کسی کو
خبر نہ ہوتی کہ یہ خیرات کس نے دی ہے تحقیق ہم نے یقین کیا کہ یہ بزرگ صاحب دولت
اور صاحبِ نظر ہیں چند روز انکی صحبت میں رہ کر ان سے چند مشکل نکات حل کرائے اور
فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں بجانب شیخ عبد اللہ ملتانی حکم شدہ چوں در آنجا رسیدیم
دیدیم کہ در راہ حق تعالےٰ بے نظیر است و مناقب او اظہر من الشمس است و بسیار مریداں
او بکمال رسیدہ اند و شیخ حسین نام مرید و خادم او مبود ایشاں خاصہ باغ با و تفویض
کردہ بودند کہ نگہبانی باغ بکند و حضرت شیخ بعد از مدت در باغ تشریف فرمودند گفت یا
حُسینؓ یک انار بیارید یک انار پختہ و بزرگ درخدمت ایشاں آورد حضرت شیخ چوں انار
بشکست و بچشید ترش بر آمد گفت اے حسینؓ چنیں انار ترش چہ آوردی گفت یا پیر
دستگیر حق تعالیٰ علیم است از احوال بندگان از انگاہ کہ نگہبانی ایں باغ کردہ ام ہیچ

بعد ازاں بجانب شیخ نجم الدین اصفہانی حکم شدہ کہ چہل سال بر منبر وعظ میفرمود از بغیر کلام اللہ و مردان و زنان دعوت میکردے و از ہر طرف عالم خدائے تعالیٰ پیدا شدے و نصیحت بالیشان نمودے و در ہر روز سہ چہار کس را حال و جذبہ واقع شدے و چون شب در آمدے عورا تہا آمدہ تلقین ذکر و پند و نصیحت و توبہ میگرفتے و بعضے مردان را مستعد میدید آنرا تلقین ذکر بغیر مودے کہ از تاثیرات دم الیشان مست حال شدہ در خانہ میرفتند و مقرر است کہ ہر کہ در صحبت این مردے آمدے جمیع تعلقات بشری از و منقطع میشدے و در اندک مدت محرم اسرار الٰہی میگشتے و این دعاگو چند روز آنجا ماندہ۔

یعنی پھر حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کے ہاں جانیکا حکم ہوا جس نے چالیس سال منبر پر تفسیر کلام اللہ سے وعظ فرمایا اور مرد اور عورتیں دعوت کرتے اور ہر طرف مخلوق خدا جمع ہوتی اور آپ سے نصیحت حاصل کرتے اور روزانہ تین چار آدمی وجد وجذبہ میں آتے اور جب رات ہوتی تو عورتیں ذکر و پند و نصیحت و توبہ کی تلقین حاصل کرتیں اور جسکو تلقین کے لائق دیکھتے ذکر کی تلقین فرماتے اور ان کے دم سے مست ہوکر گھروں کو جاتے اور مشہور ہے کہ جو شخص اس مرد کی صحبت میں آتا اس سے سارے تعلقات بشری منقطع ہوجاتے اور تھوڑے ہی عرصے میں اسرار الٰہی سے واقف ہوجاتے یہ دعاگو چند دن وہاں رہا۔ بعد ازاں بجانب حضرت شیخ ضیاء الدین سنامی حکم شدہ چون بخدمت او رسیدیم دیدیم کہ صاحب بزرگ صاحب قدرت و دانشمند و علامہ

نچشیدہ امَ کہ شیریں کدام و ترش کدام است بمحض شنیدن گواہی حسین را در بغل گرفت و دستار و پیراہن خود را کشیدہ بدو عنایت فرمودہ دعا کردہ گفت کہ شرط مریدی ہمیں باشد دریں اندک مدت ہر دو وفات یافتند و دریں زمان ہر مسافرے و زائرے کہ برائے زیارت ایشاں مے آید اول زیارت حسینؓ میکند بعد ازاں زیارت حضرت شیخ و ایں دعاگو چند مدت در آنجا ماندہ و ایشاں را شفیع آوردہ۔

یعنی پھر شیخ عبداللہ ملتانی کیطرف جانیکا حکم ہوا وہاں پہنچکر دیکھا کہ راہ حقانی میں بے نظیر ہے اور انکی فضیلت اظہر من الشمس ہے اور آپکے بہت سے مرید کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اور شیخ حسین نام ایک مرید اور خادم تھا آپ نے اسے اپنے باغ کی نگہبانی سپرد کی ہوئی تھی۔ مدت کے بعد آپ باغ تشریف لے گئے اور اور حسین کو ایک انار لانے کو فرمایا ایک بڑا سا پختہ انار آپکے پیش کیا گیا جب حضرت شیخ نے انار توڑ کر چکھا تو ترش نکلا فرمایا اے حسین اتنا ترش انار کیوں لائے ہو اُس نے کہا اے پیر دستگیر اللہ تعالے جانتا ہے کہ جب سے باغ کا نگہبان ہوا ہوں کوئی میوہ نہیں چکھا کہ کونسا میٹھا ہے اور کونسا کھٹا ہے اتنا سُن کر آپ نے حسین کو بغل میں لے لیا اور اپنی دستار اور پیراہن اتار کر عنایت فرمائی اور دعا کرتے ہوئے کہا کہ شرط مریدی یہی ہے اور تھوڑے عرصے میں دونوں فوت ہو گئے۔ اب ہر مسافر اور زائر پہلے حسین کی زیارت کرتا ہے اور پھر شیخ کی۔ یہ دعاگو کچھ عرصہ وہاں رہا اور فیض حاصل کیا۔

و پُر تاثیر است و بعد از نماز بامداد و خلیفہ معتاد و شاگردان را سبق تفسیر کلام اللہ و
احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میداد و ہر روز بعد از سبق خوانیدن شکار کردہ مرفت
و بوقت نیمروز بہمراہ بست و ہفت کس طعام میخورد و بعد از نماز ظہر قوالاں و مطربان
گوناگوں ساز مینواز ند و چوں حضرت شیخ را ذوق و حال غالب میشود، ہیچ عضو بغیر
تحریک نے نماید و بر روئے او رنگہائے گوناگوں پیدا میشوند و در مجلس او یکدو کس بمرتبہ عالی
میرسند کہ در زمانہ خویش بے نظیر است و ہر کہ در نظر او قبول آید البتہ او را مرتبۂ اولیاء
اللہ روزی میشوند ابندعا گو چندروز در صحبت ایشاں خدمت کردہ و منظور شدہ۔

یعنی پھر حضرت شیخ ضیاء الدینؒ سنامی کیطرف جانے کا حکم ہوا جب انکی خدمت
میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ صاحب قدرت دانا و علامہ اور پُر تاثیر مرد ہے۔ صبح
کی نماز کے بعد خلیفہ اور شاگردان کو تفسیر کلام اللہ و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا درس دیتا تھا اس کے بعد شکار کرتے اور دوپہر کو ستائیس آدمیوں کے ساتھ
طعام کھاتے تھے اور ظہر کی نماز کے بعد قوال اور گوئیے طرح طرح کے باجوں سے
مجلس سجاتے جب حضرت شیخ کو ذوق و وجد آتا تو آپکا کوئی عضو بغیر حرکت کے نہ
رہتا اور آپکے منہ پر طرح طرح کے رنگ نمودار ہوتے اور اس مجلس میں ایک دو آدمی
عالی مرتبہ کو حاصل کرتے اپنے زمانہ میں بے نظیر آدمی تھے اور جو کوئی آپکی نظر میں
جچتا اُسے اولیاء اللہ کے مرتبہ کو پہنچا دیتے یہ دعاگو چند دن انکی خدمت میں رہا

اور فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں بجانب حضرت شیخ شہاب الدین بخاری حکم شدہ چوں بخدمت ایشاں رسیدیم دیدیم کہ مردے بزرگ است و عمر او ہفتاد و سہ سال بودہ است اکثر خود را در مکہ متبرکہ مطہرہ مجاوری کردہ بود و ہر روز بالائے منبر وعظ و تذکیر میگفت ہر دانشمندے وغیرہ کہ در صحبت خاص ایشاں مے آمدے البتہ او را حال و وجد میگشتے و جامہا خود را پارہ پارہ کردے کہ او مرشد زمانہ خود است چنانچہ الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ واز دست بسیار خلائق از وے مستفید میشد و مشغول بذکر حق میبودے و در وظائف مسبعات عشر و تہجد و ضحیٰ و اشراق مستعد میبودے و ہیچ رکن اسلام فرو نگذاشتے و ایں دعا گو نیز یک چلہ بخدمت او کشیدہ و تلقین ذکر بانواع از ایشاں گرفتہ شدہ۔

یعنی پھر حضرت شیخ شہاب الدین بخاریؒ کیطرف جانیکا حکم ہوا جب ان کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ تہتر ۷۳ سال کی عمر کا بزرگ ہے اور عام طور پر مکہ متبرکہ مطہرہ کی مجاوری کرتے اور روزانہ منبر پر وعظ و ذکر کرتے رہتے جو آپکی صحبت خاص میں آتے وہ حال میں آکر وجد کرنے لگتے اور اپنے کپڑے پھاڑ لیتے کیونکہ وہ اپنے زمانہ کے مرشد کامل تھے اور شیخ اپنی قوم میں امت میں نبی کی طرح ہوتے ہیں کافی لوگ آپ سے مستفید ہوتے اور ذکر الہی میں مشغول تھے اور وظائف، مسبعات عشر و تہجد و ضحیٰ و اشراق کے پابند تھے اور اسلام کا کوئی رکن نہ چھوڑتے اور یہ دعاگو ایک چلہ انکی خدمت میں رہا اور تلقین اور کئی قسم کے ذکر سے مستفید ہوا۔

بعد ازاں بجانب مصر حکم شدہ کہ باز بند چوں در آنجا رسیدیم دیدیم کہ حاجی الحرمین الشریفین حاجی رکن الدین طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ مردے بزرگ وجوان و عیاش مینماید کہ یکصد و چہل سواران دنبال او میباشند و اکثر اوقات در شکار میگذرانند و او معجزات عالم لبسیار دارد و رزق واسع باو آمدن ہمیدارد و ہر پنجوقت نماز باجماعت میگزارد و نیز نماز تہجد باجماعت میگزارد و بر ہمہ یاراں و معتقدان او دو سفرہ طعام حاضر مے آیند ہمہ جوانان طالب و تائب حق میباشند مگر سہ مرد پیر دلبودند ومعتاد چنیں لبتہ اند کہ بعد از نماز تہجد و ہر نماز سے تمامی صحبت جمعشدہ بخدمت مرشد خود حلقۂ ذکر جلی میزنند و ایشاں چند حج اکبر ہم گزاردہ اند وسی سال در مکہ مبارک وعظ میفرمودند و ہر کہ در جماعت ایشاں آمدہ باشد انکس ہم بناشد کہ در گریہ و نالہ نیامدہ باشد و ایشاں چناں بزرگی داشتند کہ دراں ولایت قحط افتادہ بود باراں از باریدن ماندہ بود کلانتراں آں ولایت آمدہ بخدمت ایشاں عرض نمودند کہ از برائے خدا شفاعت بکن بدرگاہ رب العالمین تا باراں رحمت ببارد واز قحط نجات یابیم ایں مرد بالائے کوہ رفتہ ہمیں کلمات ہفت کرۃ عرض کردہ کہ یارب لا تقتلنی بغضبک ولا تھلکف بعذابک ولا تردنی من بابک یا اللہ یا اللہ یا اللہ چنداں باراں بارید کہ بہزار دشواری در خانہ باز آمدیم وبکرم الہی چنداں آبادانی ومعموری پیدا شد کہ عالم خدا را غرض حاصل گشت و ایشاں چناں بزرگی داشتند

کہ ہر طالبے کہ در حضور ایشاں مے آمد البتہ او بمقصود خود میرسید و نیز ہر حریفے کہ در نظر ایشاں مے آمدے یکے از چہل اسم اورا نوشتہ میدادے والبتہ شفائے کامل میافتے کہ در نظر و درست و در دہن و دہائے ایشاں چناں برکت است کہ ہر چہ میفرماید ومیخواہد العطایاے انرا قبول میکنند اینددعا گو بخدمت ایشاں ماند فیض باطنی حاصل نمود

یعنی سے پھر مصر جانیکا حکم ہوا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ حاجی الحرمین الشریفین حاجی رکن الدین ایک بزرگ وجوان وعیاش مرد معلوم ہوتا تھا کہ اسکے پیچھے ایک سو چالیس سوار ہوتے تھے اور زیادہ وقت شکاریں گذارتے تھے وہ مسخرات عالم بہت رکھتا تھا اور وسیع رزق رکھتا تھا اور پانچوں نمازیں باجماعت پڑھتا تھا اور نماز تہجد بھی باجماعت پڑھتا تھا اور تمام دوست ومعتقد اکٹھے کھانا کھاتے تھے۔ سب طالبان حق تھے مگر تین آدمی بوڑھے تھے اور سب نماز تہجد کے بعد اپنے مرشد کے گرد حلقہ باندھ کر ذکر جلی کرتے تھے انہوں نے چند حج اکبر سے ہوتے تھے اور تیس سال مکہ معظمہ میں وعظ فرماتے رہے اور جو شخص انکی جماعت میں شامل ہوتا ایسا کوئی شخص نہ تھا جو گریہ وزاری نہ کرتا وہ ایسے بزرگ تھے کہ اس ملک میں قحط پڑا۔ بارش ہونا بند ہو گئی۔ اس ملک کے بڑے بڑے آدمی اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے کہ درگاہ رب العزت میں بارش کیلئے شفاعت کریں کہ بارش سے نوازیں۔ اور قحط سے نجات دیں اس مرد نے پہاڑ پر چڑھ کر یہ کلمات کہے کہ اے رب مجھے

اپنے غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اپنے دروازہ سے نہ دھتکار
یا اللہ یا اللہ یا اللہ ۔ اس قدر بارش ہوئی کہ بہت تکلیف سے گھر پہنچے اللہ تعالیٰ کے
کرم سے بہت آبادی ہوئی کہ لوگوں کی اغراض مٹ گئیں وہ اتنی بزرگی رکھتے تھے
کہ جو طالب اسکے پاس آتے مقصود حاصل کرتے اور جو مریض آتا اُسے چالیس اسم
میں سے ایک اسم لکھ کر دیتے تو شفا کامل آجاتی اس کے نظر، ہاتھ، منہ اور پاؤں میں
اتنی برکت ہے کہ جو کچھ فرماتے یا چاہتے اللہ عزوجل قبول فرماتے یہ دُعا گو ان
کی خدمت میں رہا اور فیض باطنی حاصل کیا ۔

بعد ازاں بجانب شیراز حکم شدہ چوں در آنجا رسیدیم دیدیم کہ شیراز شہر یست
معظم و باغہا و سواد ہا او ہمچو نشان خلد مینماید و در آنجا بسیار بزرگان آمدہ سکونت
گرفتہ اند و در طاعت و بندگی عمر خود بگزرانند و در آنجا یک عورتے صاحب جمال و صاحب
دل است و یرا عشق حقیقی چناں مستولی شدہ بر ہر کہ کلام کردے ویرا ہم دراں حال
شوق غالب گردے روزے اینداعا گو رفتہ طلب او کردہ و او بفراست دل دریافتہ
از در نعرہ زد و گفت اے ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش آمدی مرحبا مرحبا کہ زن بیکار
واقعہ زدہ در ینجا است آمدہ ببیں کہ ماتم زدہ نشستہ ام و ایں بیت بگفت ؎ چہ
کنم چہ حیلہ سازم من از برائے او ۔ او مبتلائے دیگر و من مبتلائے او ۔ و پیش
نشستیم و بعد ساعتے ایں آیہ کلام اللہ بخواند قولہٗ تعالیٰ ۔ واصبر نفسک مع

الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد
عینا عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا
قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا۔

ترجمہ باز دار تن خود را با آنکہ میخوانند شب و روز خداوند خود را بامداد و
شبانگاہ و رضائے خداوند میجویند بریں خواندن و دور مگردان دو چشم تو ازیں درویشاں
آرائش زندگانی دنیا خواہی طاعت مدار غافلاں دلرا کہ غافل گردانیدیم خول او را از
ذکر متابعت کرد ہوا خود را و ہمہ کار وی باطل است وبعد ازدائے معنی ایں آیت زنگ روئے
او چناں متغیر شدہ گویا کہ مگر شراب خوردہ است و ہمدراں حال ایں غزل بخواند و آہ بزد
و دم سرد کشید و اشکہا از چشم او جاری شدند و گفت کہ آسیکارے عظیم پیش آوردے
بدرگاہ اعلیٰ متوجہ شو سامان و تدبیر باید کرد کہ ایں کار آسان نیست یا درکار او جاں
باید داد یا در طلب او بمنزل خواہد تواں رسید بعد ازاں غزل آغاز کردہ ایں است۔

کہنہ دلقی است وجودے تو باندازہ برو۔ تاکہ سلطان حقیقت دہدت خلعت نو
اے جواں بخت کہ ملک دو جہاں میخواہی پند بپذیر ز پیراں و نصیحت بشنو مزرعہ سینہ
تو تخم عمل آب دو چشم۔ کشت کن تاکہ پشیماں نشوی وقت درو۔ توئی آں بحر صفائی کہ
صفا در دل تست۔ گہر عشق ز خود جوئی سوئے ہر جوئے مرو عکس خورشید رخش یافت
در آئینہ دل۔ تا بسوزد مجب ہستید از یک پرتو۔ تو ز تر دامنی خویش اگر نا امیدی

دست در دامن لطفش زن نا امید مشو بشرط دیدار اگر شوق وصال است معین۔ صحبت کہ ہمہ عشاق بہ بر دیم گرد۔ ویقین کردیم کہ این عورت در رجال اللہ تعالےٰ رسیدہ است و در خانقاہ ایشان چہل و پنجاہ صوفی در خدمت او میباشد کہ در شب بیداری میکشند و چوں وقت سحر آید وضو تازہ کردہ تہجد میگزارند و حلقہ نمودہ ذکر جلی میکنند چہ ضہامے اندازند و آتش را دوست میدارند و گاہ گاہ آں عورت ہم آمدہ ایشانرا در طلب حقانی خبردار میگیروا ند واز غفلت آگاہ میکند و دیدیم کہ کلام ایشان پُر تاثیر است و ہر ہر کہ کلام کند و سخن گوید او را اثیر شکر مینماید و آں صوفیاں بتکلم کردن اوشاں روئے در جذبہ و تازگی مے آورند چند روز در میان این جماعت بماندیم روزے آں عورت بزرگوارہ ہمچناں فرمود کہ اے سید ولد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از دولت باطنی حصہ شما پیش شیخ شہاب الدین طاب ثراہ است واو را حکم شدہ کہ ہر جا کہ سید جلال الدین بخاری باشد او را یافتہ این حصّہ باقی را با ورساند ما بگفتۂ ایشاں امیدوار شدیم و باز باوشاں فرمودندے ہرچہ نصیب است بتو میرسد۔ ورنہ ستانی بہ ستم میرسد۔ بعضے سخناں و نکات ایشان بسیار موثر بودند دراں صحبت خوش بگزرانیدیم و دریں گفتگو بودیم کہ غوغا و عزیو پیدا شدہ کہ حضرت شیخ شہاب الدین طاب ثراہ دریں شہر تشریف فرمودہ اند و آدمیاں خود را بر گماشتند تاجائے سیّد جلال بخاری را دریافتہ ما را خبر کنید آں گماشتہا آمدند و ایندعا گو را دیدہ باز رفتہ اوشانرا خبر کردند کہ در خانقاہ فلاں عورت نشستہ است ساعتے نگذشت کہ حضرت

مولوی خود در آنجا تشریف فرمودند و بدیدن دیدار این فقیر همین بیت گفتند ؎ نادیده رخت عمر سودائے تو ورزیدم۔ فارغ ز تو چون باشم اکنون که ترا دیدم۔ بعد از ملاقات فرمودند که اے ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدرگاہ رسالت پناہ مارا شرمندہ کردی بنابران دنبال تو دویدم و بران مضمون این است گفتند ؎ بکوش تا بکف آری کلید گنج وجود که بے طلب نتوان یافت گوہر مقصود۔ و علی الفور این دعا گو این بیت خواند۔ ؎ اے تو بدرماندگی ہر ہمہ را کارساز۔ چونکہ توئی کارساز چارہ بیچارہ ساز۔ بعد ازاں نشستند و وعظ فرمودند۔ چند مشکل و شبہ در دلم بود بکرم اللہ تعالیٰ از صحبت ایشاں حل شدہ آنحضرت مولوی آب طلبیدہ بنوشیدند و باقی را بحوالہ مسافر مودند دیدیم که بعد از نوشیدن آں آب پس خوردہ ایں بزرگ چناں ذوقی روی دادہ که ہرچہ مشکل بود تمامی حل شدہ و آں عورت تاج خاتون نام جناح پر تکلف مہمانی طیار کردہ و بانواع طعام پختہ نمودہ بود و برنج راچند نوع رنگ دادہ زنہار بلا فرصت بحضور بیاورد که حضرت شیخ راعبرت آمد و بعد از فراغ طعام تکبیر گفتند و دستار مصری خود را بما عنایت فرمودند و مبارکبادی دادند و درمیان آنعورت و حضرت شیخ صحبتے خوب واقع شد و گفتار عجیب و نکات غریب ازاں صحبت پیدا گشتند بعضے مبتدیان برآں واقعہ ہیچ اطلاع نیافتہ اند و بعضے صاحب دلاں را چناں ذوقے و حظے و فرحے روی دادہ که بہزار چلہ نمے یافتند و معلوم شد که حضرت خواجہ خضرؑ درمیان ایں صحبت حاضر نشستہ است حضرت مولوی ولی بی

تاج خاتون و ایندعاگو از نشستن ایشاں واقف شدیم و دیگر آے وحضرت خواجہ فرمودند مرشیخ راکہ شمارا حکم است کہ در آنجا بروند و آنجا سکونت بگیرند ایں پیغام دادہ از میان جماعت غائب شد کسے نیافت کہ آمد و کہ رفت وحضرت مولوی شیخ شہاب الدین در روز آدینہ بالائے منبر تذکیر و وعظ فرمودند و دانشمنداں علامہ و پادشاہ دراں مسجد حاضر گشتند کہ پادشاہ شہر شیراز نیز عالم و عادل میبود بشنیدن وعظ و تذکیر ایشاں ہر ہمہ جماعت در گریہ و فغاں آمدند و یک کس از گریستن خالی نماندہ وزیرا کہ سخنہائے ایشاں با تاثیر است و بعد از فراغ وعظ و تذکیر حضرت مولوی . بادشاہ و چند دانش منداں خلوت کردند و آنہا التماس پیش شیخ نمودند کہ مارا مرید خود سازند و تلقین ذکر عنایت کنند و ایندعاگو ہم دراں صحبت حاضر بود . دیدیم کہ چند کس از علامہ چناں دراں صحبت بامر پیر مرشد خود حضور یافتند کہ ہر ہمہ تلقین گشتند و ایں فقیر را ہر حجابے کہ از عروج مانع میبود بکرم اللہ تعالےٰ آخر مرتفع شدہ و دانستم کہ تجلی ذاتی در دلم تابندہ شدہ ہر چہ غیر بود برفت و ہر چہ حق بود از نفی و اثبات مسلم شدہ و ہمدراں استغراق امر بندگی و طاعت حق بفرمودند و حکم بر شریعت لازم نمودند کہ ہیچ امر غیر شریعت بمقدار یک مور پہ فرو نگذارند وحضرت ملا نظامی فرمودہ است ؎ از دریائے شہادت چوں نہنگ مد بر آرد ہو . تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش بعد از دوی روز بروز دوشنبہ حضرت مولوی شیخ شہاب الدین طرف بخارا عزم نمودند و ایندعاگو را نیز فرمودند کہ

بعد از دیدن ماہ رجب شما ہم بجانب بخارا تشریف آرید بعد از رخصت ایں بزرگوار
با پادشاہ شیراز و دانشمنداں ایں شہر خوب صحبت واقع شد دیدیم کہ بادشاہ مردے
عالم و عادل بودہ بنابراں مریدی و تلقین ذکر گرفتہ وازیں معنی پیغمبر علیہ السلام فرمودہ
است کہ السکون حرامٌ علی قلب الاولیاء یعنی حرام است بر دل دوستان
خدا و یاز فرمودہ اند پیر شو و بیاموز و ایں عبارت ازیں معنی است کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند یا ربِّ زِدنی علماً و بعد از مدت مذکور ایں دعاگو ہم بجانب
بخارا عزم کردہ و بچند روز بخدمت مولوی رفتہ حضور رشدیم محض بدیدن دیدار چنداں
شوق کردہ آمد کہ در شمار نیاید و فرمودند کہ اے سید ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایں بندہ
شہاب الدین را خالق الخلق کہ آفریدہ محض از برائے رسانیدن امانت و پیر شما حضرت
شیخ رکن الدین ابو الفتح قطب العالم فیض اللہ قریشی نبیرہ مخدوم غوث العالم شیخ
بہاؤ الدین قریشی اسدی قدس سرہٗ العزیز بودہ است و ترکی شما نیز پیش اوست پیرا
رادتی و تربیتے بسیار کسانند اما پیر مرشد یکے است کہ بخدا ئیتعالے برساند و آشنائی
ندہد و رتبہ آشنائی بلند قدر دارد کہ مرتبہ آشنائی دور دراز است بجز عارف للہ دیگر
کسے نداند و مردمان عبدی ہمچو میدانند کہ آشنائی سہل است مرتبہ و ایشاں قدر و
قیمت آشنائی را نمیدانند و حقیقت آشنائی را نمیرسند کہ جہاں اند و گرنہ مرتبہ آشنائی
سمال بلند است ؎ شکم پرور چہ داند ایں سخن را ۔ مگر آنکس کہ بازد جان وتن را

چند روز و شب در صحبت مولوی مرشد گزرانیدیم و دیدیم کہ بریں دعا مرحمت و شفقت تمام میدارند و چوں شب جمعہ چہار دہم ماہ رمضان آمدہ ایں دعا گو را طلبیدہ در بغل بگرفتند و ہمچو فرمودند کہ یا الہٰی فقہ ھذا السید الشاب النائب یعنی اے بار خدایا علم دین روزی کن ایں سردار جواں را کہ نائب است بعد از یک ساعتے نظر کردیم کہ رحلت نمود و بحق پیوست ہمہ راں دراں وقت بہ تجہیز و تکفین مشغول شدیم و دیدیم کہ بر جنازہ ایشاں چنداں ملائک حاضر شدند کہ در شمار نیایند و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم با جمیع اصحاب کرام تشریف فرمودند و از غیب باران ہم باریدن گرفت کہ از و قبر ایشاں ساختیم بعد از دفن ایشاں چند مدت مجاوری ایشاں کردیم و دیدیم کہ در ہر شب چہار شمع مے آرند چنانچہ یکے از طرف سر و یکے از طرف پائے و یکے از طرف راست و یکے از طرف چپ و تمام شب افروختہ میباشند و در ہر شب فرشتگاں از آسمان مے آیند و در ذکر جلی کردن مشغول میشوند و مردان خدا از غیب مے آیند و تفسیر کلام اللہ میفرمایند کہ ازاں بسیار کس مستفید میشوند و بعضے مسافراں درویشاں شکم پروراں کہ مے آیند ہیچ خبر ندارند کہ چہ کساں مے آیند و چہ کساں میروند و در آنجا فتوحات از غیب پیدا مے شوند کہ ازاں لنگر میکشیدیم و بسیار فقراء و مساکین و غرباء و مسافران فراغ طعام میخوردند و پادشاہ بخارا را اشارت از رسالت پناہے شدہ بود کہ خانقاہ شیخ شہاب الدین را بلند و وسیع عمارت کن و آواز اشارت حضرت رسالت پناہے وراندک

زمانہ عمارت خانقاہ آخر رسانده و آستانۂ ایشاں مقبول افتاده و ایندعاگو چند روز
مانده در خدمت لنگر کرده و ترتیب آستانہ نشانده و بعضے خادمان ابریں کار مسلط کرده
است و ایندعاگو در عمر خود بسیار سیر و طیر کرده ملک خدائے تعالیٰ را دیده است ولیکن مثل
ایں ہر سہ شہر ہا ہیچ شہرے ندیده شده است یکے شہر بصره و دوم شہر تبریز سویم شیراز
کہ ایں ہر سہ نشان خلد میدہد و در شہر تبریز مسجد ساختہ اند کہ در روزن دہلیز آں
مسجد کنورہ نہاده اند و چوں وقت نماز درمیآید مرغے غلولہ سنگے در نوک کرده دراں
کنوره مے اندازد و آواز آں کنوره ہمہ شہرے شنود و چوں سہ کرب غلولہ مے
اندازد ہمہ کس میدانند کہ وقت نماز شده است بعد ازاں ہمہ مردم در مسجد ہا حاضر میشوند
و در ہر پنج وقت نماز آں مرغ در کنوره غلولہ بریں طریق میزند برائے شناختن وقت
نماز ایچنیں حکمت کرده اند و در شہر بصره یک مناره ساختہ اند چوں مؤذن بالائے آں مناره
بانگ گوید در سہ کرده آواز او میرسد. و چوں آواز بانگ شنیده میشود و تمامی مرداں در
مسجد ہا برائے سنت جماعت حاضر میشوند و در شہر شیراز یک چبوتره بستہ اند و بالائے
آں یک کوس متعین نہاده اند و چوں آں کوس مینوازند بآواز و باران از غیب باریدن
گیرد الغرض ہمچو ایں شہر ہا دیگرے نیست۔

یعنی پھر شیراز جانے کا حکم ہوا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ شیراز ایک بہت بڑا
شہر ہے اور اسکے اطراف میں باغات خلد کا نمونہ پیش کرتے ہیں وہاں بہت سے

بزرگان نے آکر سکونت رکھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت اور بندگی میں عمر گزار رہے ہیں وہاں ایک خوبصورت اور صاحب دل عورت ہے جو عشق حقیقی میں اتنی غالب تھی کہ جو ذکر کرتا اسے شوق غالب آتا یہ دعا گو بھی سنکر اُسکے دیکھنے کا طالب ہوا۔ اُس نے دل کی روشنی سے معلوم کر کے نعرہ مارا کہ اے نبی صلعم کے بیٹے خوش آمدید مرحبا یہاں ایک بیکار عورت واقعہ زدہ ہے دیکھو کیسی ماتم زدہ ہوں اور یہ بیت کہا ہے میں کیا کروں اور اس کے لیئے کیا حیلہ کروں میں اس کے عشق میں مبتلا ہوں اور وہ کسی اور کے عشق میں مبتلا ہے میں اس کے آگے بیٹھ گیا کچھ دیر بعد اُس نے یہ آیت پڑھی اپنے وجود کو محفوظ رکھ اور اپنے خداوند کو دن اور رات میں یاد کرتا رہ اور غفلت کرنا باطل ہے اس آیت کے پڑھنے کے بعد اس کے مُنہ کا رنگ اسقدر تبدیل ہوا کہ جیسے شراب پیئے ہو اور آہ کرتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگی اے سیّد بہت بڑا کام درپیش ہے درگاہ ایزدی میں متوجہ ہوں کوئی سامان و تدبیر کرنا چاہیئے کیونکہ یہ کام آسان نہیں ہے اس کے لیئے جان دے دیں یا اسکی طلب میں اپنی منزل کو پہنچیں پھر یہ غزل پڑھنا شروع کی تیرا وجود ویرانی کبھی ہے اندازہ سے چل تا کہ شاہ حقیقت تجھے نیا لباس دے۔ اے جواں بخت کہ تو دونوں جہان کی شاہی کا متمنی ہے نصیحت قبول کر اور بزرگوں سے نصیحت سُن تیرے سینہ کا کھیت عمل کا تخم اور آنکھوں کے پانی سے کھیتی کر تا کہ فصل

کاٹتے وقت پشیمان نہ ہو۔ تو وہ صفائی کا سمندر ہے کہ صفا میرے دل میں ہے اس لئے
عشق کا گہرا اپنے میں ڈھونڈ۔ دیگر نہروں میں مت جا۔ تیرے منہ کا سورج کا عکس
اپنے دل کے شیشہ میں دیکھ تا کہ تیری ہستی کو ایک ہی جلوہ نہ جلا دے اگر تو اپنی
تردامنی سے ناامید ہے تو اپنے ہی دامن کے باطن میں ہاتھ مار ناامید نہ ہو
دیدار کی شد ملا اگر وصال ہے تو سب عشاق کی صحبت کو گرو سمجھ لو ہمیں یقین
ہو گیا کہ یہ عورت مردان خدا کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے اس خانقاہ میں چالیس
پچاس صوفی اسکی خدمت میں حاضر رہتے جو شب بیداری کرتے اور صبح کا وقت
ہوتا نیا وضو کر کے تہجد پڑھتے اور حلقہ بنا کر ذکر جلی کرتے آگ کو پسند کرتے اور
کبھی کبھی وہ عورت آکر طلب حقانی کیلئے انہیں خبردار کرتی اور غفلت سے
آگاہ کرتی ہیں نے دیکھا کہ اسکی کلام پُر تاثیر ہے اور جس سے کلام کرتی اور سخن
کرتی اسے شیر و شکر دکھاتی دیتی اور وہ صوفی اس سے باتیں سُن کر جذبہ اور تازگی
میں آتے میں چند روز انکی صحبت میں رہا۔ ایکدن اُس بزرگوار عورت نے کہا کہ اے سید
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد، باطنی دولت کا آپکا حصہ شیخ شہاب الدین طاب
ثراہ کے حوالے ہوا ہے اور حکم ہوا ہے کہ جہاں کہیں سید جلال الدین بخاری کا ملے
اسے ڈھونڈ کر یہ حصہ اسکو دیں۔ اسکے کہنے کیمطابق ہم امیدوار ہوتے پھر انہوں سے
کہاتھ جو کچھ نصیب ہے تجھے ملیگا ورنہ وہ ظلم کو پہنچے گا انکے بعض سخن بہت مؤثر

تھے میں اس صحبت میں خوش بیٹھا تھا کہ اسی گفتگو کے دوران شور وغل ہوا کہ حضرت
شیخ شہاب الدین طاب ثراہ اس شہر میں تشریف لائے ہیں اور اپنے آدمیوں کو
میری جستجو میں بھیجا ہے کہ میں جہاں ہوں انہیں اطلاع دیں وہ گماشتے آئے اور
مجھے یہاں دیکھکر انہیں اطلاع دی کہ فلاں عورت کی خانقاہ میں ہوں ساعت نہ
گزری کہ حضرت مولوی وہاں تشریف فرما ہوئے اور یہ بیت پڑھا سے ناواقف
ہوتے ہوئے میں نے تمہارا سودا قبول کیا اب تمہیں دیکھ کر فارغ ہوا ہوں اور
ملاقات کے بعد فرمایا کہ اے ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے درگاہِ رسالت
میں شرمندہ کیا۔ اسی لئے تمہارے پیچھے دوڑا اور یہ بیت پڑھا کہ تو درماندگی
میں ہر ایک کا کارساز ہے چونکہ تو کارساز ہے اور بیچارہ ساز ہے پھر بیٹھ کر وعظ
فرمانے لگے میرے دل میں چند شبہات جو دور ہوتے پھر آپ نے پانی منگوا کر پیا
اور باقی مجھے دیا جسے پی کر اتنا ذوق حاصل ہوا کہ جتنی مشکلات تھیں دور ہوئیں
اور وہ عورت جسکا نام تاج خاتون تھا نے پر تکلف دی کہ کئی قسم کے کھانے اور
چاولوں کو کئی قسم کے رنگ دیئے اور بہت جلد آپکے حضور پیش کئے کہ آپ
عبرت میں آئے اور طعام سے فارغ ہو کر اپنی مصری دستار میرے حوالے کی
اور مبارکباد دی اس دوران حضرت شیخ اور اس عورت سے خوب صحبت ہوئی
اور عجیب و غریب نکات پیدا ہوئے بعض مبتدیوں کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوا

اور بعض بزرگوں کو اتنا حظ اور فرحت حاصل ہوئی کہ ہزار چلہ کاٹنے سے حاصل نہ ہوتی اور معلوم
ہوا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام بھی اس جلسہ میں موجود تھے حضرت شیخ و تاج بی بی اور مجھے انکی
موجودگی معلوم ہوئی حضرت خواجہ نے حضرت شیخ کو فرمایا کہ تمہارے لئے حکم ہوا ہے کہ وہاں جا
کر سکونت کریں اور یہ پیغام دیکر جماعت سے غائب ہوتے اور کسی کو پتہ نہ چلا کہ کون آیا
اور کون گیا حضرت مولوی نے جمعہ کے دن منبر پر وعظ فرمایا جس میں دانشمند، علماء اور
بادشاہ اس مسجد میں حاضر تھے اور شہر شیراز کا بادشاہ بھی عالم و عادل تھا شیخ کا وعظ سن
کر ساری جماعت روتی رہی اور رونے سے کوئی ایک آدمی بھی خالی نہ رہا آپ کے کلمات
پُر تاثیر تھے اور وعظ سے فارغ ہو کر حضرت مولوی، بادشاہ اور چند اور عاقل خلوت
کرنے لگے اور حضرت مولوی سے التماس کی کہ ہمیں اپنا مُرید بنالیں اور ذکر کی تلقین
کریں یہ دعاگو بھی اس مجلس میں حاضر تھا اور دیکھا کہ چند علامہ نے اس مجلس میں اپنے
مرشد کی اجازت سے اتنی حضوری حاصل کی کہ سراسر خود تلقین بن گئے اور اس فقیر سے
جو نکات عروج حاصل کرنے میں حائل تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب دُور
ہوئے اور مجھے معلوم ہوا کہ تجلی ذاتی میرے دل میں روشن ہوئی اور دوئی دور ہوئی اور
جو حق تھا وہ نفی و اثبات سے مسلم ہوتے اور اسی استغراق میں طاعت حق اور بندگی
کا حکم ہوا اور حکم شریعت کیمطابق دیا گیا کہ شریعت کے خلاف ذرہ بھر نہ ہو اور حضرت مُلّا
نظامی نے فرمایا ہے ؎ جب دریا شیر کیطرح چل رہا ہو تو نوح علیہ السلام کو بھی

عین طوفان کے درمیان تیمم فرض ہوتا ہے دو دن بعد بروز سوموار حضرت مولوی شیخ شہاب الدین بخارا کیطرف تیار ہوئے تو مجھے فرمایا کہ رجب کا چاند دیکھکر تم بھی بخارا آجانا شیخ کے چلے جانیکے بعد شاہ شیراز اور دانش مندوں کیساتھ خوب صحبت ہوتی ہیں دیکھا کہ بادشاہ بھی عالم وعادل تھا اور اسی وجہ سے مرید بھی تھا اور تلقین پر کاربند بھی، اور اسی کے متعلق پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اولیار کیلئے سکون حرام ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ بوڑھے ہوکر بھی سیکھتے رہو اور یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت ہے کہ یا الٰہی میرا علم زیادہ کر۔ مدت مذکور گزرنے پر میں بخارا کیطرف روانہ ہوا اور چند یوم بعد حضرت مولوی کے حضور پہنچ گیا انکی زیارت کرنے سے اتنا شوق ہوا کہ شمار میں نہیں آسکتا اور فرمایا کہ اے سید ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تبارک تعالیٰ نے اسی لئے پیدا فرمایا کہ تمہاری امانت پہنچاؤں اور تمہارا پیر حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح قطب العالم فیض اللہ چشتی نبیرۂ مخدوم غوث العالم شیخ بہاؤ الدین قریشی اسدی قدس سرہٗ العزیز ہیں اور تمہاری کلاہ بھی انہی کے پاس ہے پیر ارادتی اور تربیتی تو بہت ہیں لیکن پیر مرشد ایک ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل تک پہنچاتا ہے اور آشنائی دلاتا ہے۔ آشنائی کا رتبہ بلند قدر رکھتا ہے اور بہت دُور دراز ہے اور عارف باللہ کے سوا کوئی شخص نہیں جانتا اور مبتدی لوگ تو سمجھتے ہیں کہ آشنائی کا مرتبہ سہل ہے اور وہ آشنائی کی قدر وقیمت نہیں

جانتے اور آشنائی کی حقیقت کو پہنچتے کہ جاہل ہیں اور مرتبہ آشنائی کمال بلند ہے شکم پرور
اس بات کو کیا جانیں سوائے انکے جو جان وتن کی بازی لگادیں چند دن حضرت مولوی کی
خدمت میں گزارے اور دعا سے نوازتے رہے جب چودہ رمضان المبارک جمعہ کی رات
آئی تو مجھے طلب فرماکر بغل میں لیا اور فرمایا۔ اے خدا اس سید کو علم دین عطا فرما اس
سردار جوان کو جو نائب ہے تھوڑی دیر بعد دیکھا تو خدا کو پیارے ہو چکے تھے میں اسی
وقت تجہیز و تکفین میں لگ گیا تو دیکھا کہ آپکے جنازہ میں اتنے فرشتے شامل ہوتے کہ
ان گنت تھے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ جملہ صحابہ کرام کے شامل
ہوتے اور غیب سے بارش بھی ہونے لگی جس سے آپکی قبر بنانے میں سہولت ہوئی اس
کے بعد کچھ عرصہ انکی مجاوری کرتا رہا اور دیکھا کہ ہر رات چار شمعیں روشن ہوتیں
چنانچہ ایک سر کیطرف اور ایک دائیں اور ایک بائیں طرف اور ایک پائنتی کیطرف روشن
ہوتی اور ہر رات فرشتے آسمان سے اُترکر ذکر جلی میں مشغول رہتے اور مردان خدا غیب
سے آکر کلام اللہ کی تفسیر بیان کرتے جس سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے اور بعض
مسافر فقراء و شکم پرور آتے تو انکو کوئی خبر نہ ہوتی کہ کون آرہا ہے اور کون جارہا ہے
اور غیب سے فتوحات حاصل ہوتے جس سے لنگر چلایا جاتا اور بہت فقراء و مسافر طعام
کھاتے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شاہ بخارا کو اشارہ ہوا کہ شیخ شہاب
الدین کی خانقاہ بہت وسیع اور فراخ تعمیر کراتے تو اُسنے تھوڑے ہی عرصے میں خانقاہ

تعمیر کرادی یہ دعاگو کچھ عرصہ وہاں رہا اور لنگر کی خدمت کرتا رہا اور آستانہ کو سجایا اور بعض خادموں کو اس کام پر تعینات کیا اس دُعاگو نے اپنی عمر میں بہت سیر کی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ملک دیکھے لیکن ان تین شہروں جیسا کوئی شہر نہیں دیکھا ایک شہر بصرہ دوسرا شہر تبریز تیسرا شہر شیراز کیونکہ یہ تینوں خلد کا نمونہ ہیں اور شہر تبریز میں مسجد بنائی گئی ہے جسکی دہلیز میں کنورہ ٹکایا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو پتھر کا پرندہ غلولہ مُنہ میں دبا کر اس کنورہ میں ڈالتا ہے جسکی آواز سارا شہر سُنتا ہے اور جب تین دفعہ یہ غلولہ پڑتا ہے تو ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے جسکے بعد سب لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس طرح نماز کا وقت جتانے کیلئے پانچوں وقت اسی طرح غلولہ پڑتا رہتا ہے اور شہر بصرہ میں ایک منارہ بنایا گیا ہے جسپر چڑھ کر مؤذن اذان دیتا ہے تو تین کوس تک اذان کی آواز سُنی جاتی ہے جسکے سُنتے ہی لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں اور شہر شیراز میں ایک چبوترہ بنایا گیا ہے جسپر ایک ڈھول رکھا ہوا ہے جسے بجانے سے غیب سے بارش ہونا شروع ہو جاتی ہے الغرض ان شہروں کیطرح کوئی دوسرا شہر نہیں ۔

بعد ازاں بکرمان دومی مرتبہ حکم شدہ دیدیم کہ کرمان شہر لیست معظم ہفصد منارہ دارد وحضرت شیخ شجاع کرمانی بادشاہ کرمان بودہ است و روضۂ او بلند و وسیع میباشد و بروز چہارشنبہ دروازہ آں روضہ را باز میکنند مردان وزنان آمدہ زیارت

میکند اغنیا و فقرا و مسافران و مقیم آمده از لنگر ایشان فراغ طعام میخورند که
پانزده ہزار تنکہ ہر روز دراں لنگر خرچ میشود بیست قندیل و بیست شمع در روضہ
ایشاں مے افروزند روزے خواجہ منعم بخار در روضہ آمدہ زیارت کرد و مبلغ پانزدہ
ہزار دینار سُرخ برابر خود داشت بعد از فراغ زیارت آں مبلغ در روضہ ایشاں
فراموش نمودہ خواجہ منعم بمقام چہار دہ کروہ رفتند یادش آمد گفت یا حضرت شیخ شجاع
کرمانی ایں امانت مانگاہدارند بعد ازاں ہر کہ بزیارت مے آمد او را اندر وں پر
دہشت وہیبت میشد محض بشنیدن آواز ہیچ کس طاقت نمے ماندے کہ اندروں آید از
ترس آواز پر وحشت ایشاں دروازۂ روضہ بہ بستند ہر کدام بر دروازہ آمدہ فاتحہ
خواند و مدفت آخر الامر پنجمی سال خواجہ منعم بخار مذکورہ باز آمدہ دید کہ دروازہ روضہ
محکم بستہ اند پرسید کہ ایں دروازہ را چرا بستہ اند خادماں جواب دادند پنجمی سال است
کہ ہر کہ بزیارت می آمد اندروں روضہ آواز ہیبت ناک گشتے کس نتوانست کہ
اندر آید۔ از آنگاہ دروازہ بستہ ایم خواجہ گفت اکنوں دروازہ باز کنید کہ ل ایں بندہ
فراموش شدہ بود چوں دور رفتیم بر سر چہار دہ کروہ آں مبلغ مرا یاد آمد بعد ازاں ایں
امانت بایشاں سپردیم در را باز کردہ دیدند کہ مال آنجا نہادہ است خواجہ مال را برداشت
در قبضۂ خود آورد شبے حضرت شیخ شجاع کرمانی خواجہ منعم را در خواب دید گفت اے خواجہ
مال شما بشما سلامت رسید ما یہ پنجم سال کہ نگہبانی مال تو کردیم ایچنیں بزرگی میبود

مرشیخ شجاع و دراں شہر یکہزار دانشمنداں علامہ مے بودند و ہفت صد حافظ کلام ربانی بودند و شہرے متبرک است ایں دعاگو دہ چلہ دراں آستانہ متبرکہ منورہ کشیدہ و ذوق یافتہ۔

یعنی پھر دوسری مرتبہ کرمان جانیکا حکم ہوا دیکھا کہ کرمان ایک بڑا شہر ہے جسکے سات سو منارے ہیں حضرت شیخ شجاع کرمانی کرمان کا بادشاہ گزرا ہے جسکا روضہ بلند اور وسیع بنایا ہوا ہے اور بدھ کیدن اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور مرد اور عورتیں آکر زیارت کرتے ہیں امیر و فقیر مسافر اور مقیم اس کے لنگر سے کھانا کھاتے ہیں کہ روزانہ پانسو تنکہ خرچ ہوتا ہے اسکے روضہ میں بیس قندیلیں اور بیس شمعیں روشن کیجاتی ہیں ایکدن خواجہ منعم تجار روضہ میں آیا اور زیارت کی اور مبلغ پندرہ ہزار دینار سرخ کی تھیلی اپنے سامنے رکھکر مصروف فاتحہ ہوئے۔ فارغ ہو کر رقم بھول کر چلے گئے چودہ کوس دور جاکر یاد آئے تو کہا یا حضرت شیخ شجاع کرمانی میری امانت پر نگاہ رکھنا اسکے بعد جو زیارت کرنے کیلئے آتا اندر سے پر ہیبت اور مہیب آواز آتی کہ کسی کو اندر جانیکی ہمت نہ پڑتی اس آواز کی دہشت سے انہوں نے دروازہ بند کردیا ہر شخص دروازہ پر آکر فاتحہ پڑھ کر چلا جاتا آخرکار پانچ سال کے بعد خواجہ منعم مذکور پھر آیا اور دیکھا کہ دروازہ بند کیا ہوا ہے۔ پوچھا تو خدام نے بتایا کہ پانچ سال ہوئے جو شخص زیارت کیلئے آتا تو اندر سے مہیب آواز سنکر

اندر جانیکی جرأت نہ کرتا اسی وقت سے دروازہ بند کیا ہوا ہے خواجہ نے کہا کہ اب
دروازہ کھولیں کیونکہ میرا مال اندر بھول گیا تھا جب چودہ کوس دور چلے گئے وہ مال
مجھے یاد آیا تو مال انکی امانت میں دے دیا دروازہ کو کھول کر دیکھا گیا تو مال اسی جگہ
رکھا ہوا تھا خواجہ نے مال اٹھا کر اپنے قبضہ میں کیا ایک رات حضرت شیخ شجاع کرمانی نے
خواجہ کو خواب میں فرمایا کہ خواجہ تمہارا مال تمہیں سلامت مل گیا ہم پانچ سال تک تمہارے
مال کی نگرانی کرتے رہے حضرت شیخ شجاع اس پایہ کے بزرگ تھے اس شہر میں ایک
ہزار دانا علامہ تھے اور سات سو حافظ کلام اللہ کے تھے یہ ایک متبرک شہر ہے
یہ دعا گو اس متبرک مقام پر دو چلے رہا اور ذوق حاصل کیا۔

بعد ازاں بجانب شہر مقطع سکندریہ حکم شدہ و ہمراہ جماعت فقراء در جہاز
سوار شدیم و بارادت الہی باد مخالف افتادہ جہاز را بطرف دیگر آوردہ کہ دراں
طرف گاہے ہیچ جہاز نرفتہ است و جہاز در دریائے عمیق افتاد کہ از کنارہ دریا
ہیچ چیز در نظر نمے آمد و صاحب جہاز گفت کہ دریں طرف دریا کسے نرفتہ است
نمے دانم کجا خواہد رفت بعد از چند روز دیدیم کہ کوہست بلند و سیاہ و براں کوہ درخت
ہائے کلاں در نظر آمدند و چوں نزدیک رفتیم دیدیم کہ شہر لیست معظم و معمورہ و
آبادان بارادت و خواست الہی جہاز آمدہ در بندر آں شہر استادہ ماند و خلائق
آنجا کہ گاہے جہاز ندیدہ بودند آمدہ صلوات بر مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بگفتند

و در تعجب ماندند که این چہ چیز است و در چہ کار مے آید گفتم سبحان اللہ این مخلوقات خدائے عزوجل اند کہ ، ہیچ خبر از عالم آخر پدگار ندارند و نمے دانند کہ دیگر ہم کسے در عالم ہست یا نیست و آں قوم یونانی اند انجیل میخوانند و بزبان یونانی کلام میکنند و بعضے عرب خواں ہم ہستند و ما یاں ہر کدامی از جہاز فرود آمدہ در شہر در آمدیم ۔ تجاراں و سوداگراں مشغول گشتند و جماعہ فقرا نام این شہر از مردم آں شہر پرسیدیم کہ چیست نام این شہر ؟ گفتند کہ اسم رومیہ است و این شہر خاصۂ ازاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است ، ہیچ لشکر گاہے بریں شہر نیامدہ است و نہ کس فتح کردہ است مگر حضرت امام مہدی موعود آخر الزماں کہ بامر خدائے عزوجل آمدہ فتح خواہد کرد و ہم دو شہر دیگر اند کہ ازیں شہر رومیہ بزرگتر اند امام مہدی موعود این شہراں را خواہد گرفت و از ہمہ آفات و بلیات نگاہ داشتہ شدہ اند بعد از پرسیدن خبر شہر رومیہ ما یاں تمامی جماعت فقراء در خاطر داشتیم کہ آیا ہم جنس و ہم دین یافتہ شود چوں اندر دروازۂ شہر در آمدیم چہ بینیم کہ مردے صوفی وار مسبح بر ریش شرعی بالائے بلندی نشستہ است چوں این جماعت را دید استادہ شد و سلام کرد و گفت کہ ازیں راہ شدہ بالا بیائید مرحبا ۔ مرحبا بگفت و ہر کسے را در بغل کردہ نشست و اخبار ہائے ملک شیراز و ملک خراسان و عرب پرسیدہ دم سرد کشید و دیدیم کہ عربی خواں است خوش شدیم گفتیم بارے ہمجنس پیدا شد و چشم او گریاں ہر بار آہ میکشید گفتم احوال خود

رابگو چند مدت است که ایں خرقہ پوشیدہ و مولد شما کجا است گفت مولد ما شیراز
است واقعہ صعب بریں افتادہ کہ تعلق بحکایت دارد گفتم چگونہ است واقعہ خود را
بیان کن گفت بادشاہ شیراز سلطان سنجر نام پدر من است ۔ دو برادر بودیم کہ در سن
صغیر علومہا تحصیل میکردیم روزے پدر من جانب ولایت گازرون انتقال کردہ و معلومش
شدہ کہ دریںجا مردے بزرگ سلطان ابو اسحاق نام گازرونی خفتہ است و در خانقاہ
او تعداد یکصد و چہل سال گذشتہ اند چراغے کہ بحال زندگانی خود افروختہ تا الی الیوم
ہماں روغن و ہماں پلیتہ گاہے گشتہ نشدہ است وچوں از انجا رفتہ زیارت آں
بزرگوار کردانہ سر غیرت و امتحاں آں چراغ را بکشت و تاریک ساخت از خانقاہ
او رواں شدہ ہنوز یک تیر پرتاب نرفتہ کہ آں چراغ را باز بیفروختند گویا کہ کشتہ
ہم نبود و شعاع و روشنائی چراغ ظاہر گشتہ و بادشاہ ہیچ معذرت و عذر خواہی
نکردہ یک ہفتہ گذشتہ کہ عالم جنیاں آمدند کہ مرید و معتقد سلطان ابو اسحاق بودند
دو پسر آں سلطان سنجر بادشاہ خطہ شیراز کہ مایاں دو برادریم گرفتہ غائب شدند برادر
بزرگ را ہر دو چشم نابینا کردہ ما را چشم بستہ دراں لحظہ دریں شہر آوردند فاما ہیچ
نقصان نرسانیدند بلکہ یک زنبیل پیش ما گذاشتند دیدیم کہ گاہے ایں زنبیل خالی
نشدہ است وچوں دریںجا آمدیم ہیچکس آشنا و قرابتے ندیدیم بلکہ مرد بزرگوار
است کہ در علومہا متعلم و متبحر بودہ است و از بزرگی خویش بحال من خبردار شدہ

وما را بنظر فرزندی منظور کردہ ایشاں بغیر است دل خود دانستہ کہ علم عربی خوانست
وما را تحصیل علم توراۃ و زبور و انجیل رغبت کردند و حکم فرمودند کہ ہر سہ علم نجوم اند تمام
تحصیل داریم گفتیم ایں بزرگوار چہ نام دارد گفت سید علی نام دارد گفتم بنوعی بوی مشرف
شویم گفت باشید کہ اوّل خبر شما برسانم شاید کہ بطلبد و اسم آں بادشاہ زادہ شیراز خواجہ
خضر است و آں شہزادہ ایں فقیراں را علوفہ خوراک مقرر کردہ و در آستانہ خود نشاندہ
چیزے از ما حضرے طعام پیش فقیر آوردہ خود بجانب آں بزرگ میاں سید علی متوجہ
شدہ و آں شب در آنجا ماندہ مایاں ایں جماعت فقرا خوش گزرانیدم محمد مر خدائیرا گفتیم
و شکر بجا آوردیم گویا در خانۂ خود شب گذرانیدیم و بوقت صبح علی الصباح آں سید علی بمریدان
و معتقدان خویش دریں آستانۂ خواجہ خضر تشریف فرمودند برخاستیم و دیدیم کہ تحقیق ایں
مرد سیّد است با و مشرف شدیم و ملاقات کردیم حضرت سید علی پرسید کہ اے سید دریں جا
ہیچکس نیامدہ است تقریب آمدن خود را بگو کہ چگونہ میسر شدہ۔ گفتیم ارادت او غالب
است کسے مجال ندارد کہ چون و چرا بگوید باز پرسید کہ اسم مبارک چیست گفتم جلال گفت
نہ اسم شما جلال الدین جہانیاں جہانگیر است۔ گفتم از کجا میدانی گفت جد شما محمدؐ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر سر ایں فقیر التفات بسیار میدارند و معطل از آمدن پیش شما
ازیں جہت ماندہ کہ تمام شب در خدمت ایشاں گزرانیدیم ہم مناقب شما و مناقب
آبا و اجداد شما و نام فرمودند و روشن باد کہ ایں فقیر ہم یکے از اولاد شما است و میخواہی کہ

حضرت بادشاہ را خبر شما برسانم شاید کہ آمدہ پائے بوسی کند گفتم ہر چونکہ مناسب آید مکرر فرمود کہ آمدن تو دریں جا چہ تقریب دارد گفتیم حق تعالیٰ واقف حال است کہ ما یاں را ہیچ خبر نبودہ است و نہ نام ایں شہر شنیدہ بودیم نہ نشان ایں شہر کہ کجاست و در جہاز سوار شدہ بودیم بارادت الٰہی بادِ مخالف افتادہ جہاز را از طرف روی گردانیدہ بایں جانب انداخت تمامی عالم در آہ و نالہ در آمدند بہ برکت انفاس شریفہ ایں فقیراں از شکستن و غرق شدن جہاز نجات یافتہ و بعد از چند روز دریں شہر رسیدیم سعادت ما بود کہ بشما مشرف شدیم بعد ازاں بسید علی پرسیدیم کہ حقیقت ایں شہر بگو و روشن باد کہ جائے حکایت ایں شہر گفتہ آید سید علی ہمیں تقریر کرد کہ دریں کوہ و دریں دریا سہ شہر معظم اند کہ از نظر حاسداں و منافقاں و کافراں مستور داشتہ شدہ اند و کسے نمید اند کہ کجا اند و دریں شہرہا چہ کساں میمانند و خاصۂ خراج ایں ہر سہ شہراں در مکہ مبارک روضۂ رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرسانند کہ خاصہ ایں ہر سہ شہر ازاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اند و ہیچکس فتح نکردہ است ایں شہرہا را و نخواہد کرد مگر حضرت امام مہدی موعود فتح خواہد کرد و جائے سکونت او است دریں ہر سہ شہرہا میباشند و خواہد شد گفتیم طول و عرض ایں شہرہا گفت طول ایں شہر رومنیہ ہزار میل است و عرض ہفصد میل است و حصار وی سی صد و شصت دوازہا دارد و گنجائش ایں شہر چنانست کہ پانصد بازارہا دارد و در ہر بازار صد ہزار دکان است و درمیان ایں دریا دو شہر دیگر اند یکے

قسطنطنیہ دوم قاطع کہ ہر دو شہرہا از یں شہر رومیہ بزرگ تراند و فقیر را دریں شہر آوردہ اند ہم از برائے تحصیل علوم ایں بادشاہ بحکمت و قدرت خویش بعد از میاں سید علی ایں فقیر را ہمراہ خواجہ خضر گذاشتہ پیش بادشاہ رفتہ و خدمت ایں دعاگویاں کردہ و مناقب فقیراں گفتہ بادشاہ را ہم اینقدر قرب میبود کہ گاہ گاہے بحضور حضرت رسالت پناہ میشد و گفت کہ اے سید علی باش تا ما ہم بحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدہ و رخصت بگیریم۔ آخر الامر برفت و بحضور مشرف شدہ و مناقب ہائے ایں فقیراں از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ علی الصباح فی الفور بادشاہ مجرد وارد ور آستانہ ایں خواجہ خضر تشریف آوردہ از چہ چیز و از کدام زبان وصف او بیان کردہ آید۔ بعد ازاں بادشاہ تمام سورۃ والنجم را بیان فرمودند و خوردنی طعامہائے گوناگوں کشیدہ و بعدہٗ از خوردنی طعامہائے ہمچو التماس آوردہ کہ اے سید باید کہ بریں مرکب ترکی سوار شدہ ایں شہر را منظور کردہ بنید کہ شما بسیار عالم خدا را سیر و طیر کردہ و دیدہ۔ بارے ایں دہ کہ بنید کہ جائے حکایت کردہ آید و بعد از چند مدت آں تجاراں کہ صاحب جہاز میبودند آمدہ عرض نمودند و پائے بگرفتند کہ از برائے خدا اے فرزند رسول خدائے عز وجل ما را از یں دریائے قلزم بیروں کشیدہ و از برکت انفاس شریفۂ شما از یک درم ہزار درم حاصل کردہ شدہ است اکنوں دریں حیرت افتادیم کہ آیا چگونہ از یں دریائے بے پایاں بیروں آئیم چونکہ ہیچ را نمے بنیم کہ از کجا آمدیم و کجا میرویم از برائے عند اللہ و دستی جد خود

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارا ازیں دشواری خلاص سازند۔ گفتیم ایشانرا باشید
تا ازیں بزرگوار بخشنودی ایشاں رخصت بگیریم چند روز ماندیم بایشاں صحبت خوب افتادہ
و از میاں سید علے خیلے فتوح باطنی حاصل شدہ و دیدیم کہ ایں بادشاہ صاحب قدرت و بزرگ
است باو نیز خوب موافقت افتادہ۔ روزے علے الصباح ما و ایں بادشاہ سوار شدہ
تمامی ایں شہر را چہار روز دیدیم و ہزار بازار و اشیار و اسباب دیگر نوع دیدہ
و پنجمی روز گردیدہ باز در آستانہ خواجہ خضر علیہ الرحمۃ والغفران آمدیم و بادشاہ
ملک ہم ایما معلوم کردہ کہ درخانۂ ایں غریب عجوزہ بالغہ است و میوہ دار درخت شدہ اگر
قبول آید پیشکش داریم ایں دعا گو از روئے سرشاری گفتہ کہ مارا ہمانی صعب پیش آمدہ
است کہ ازاں کار منتہی نشدہ ایم پس ازیں گفتار رخصت طلبیدیم و نیز راہنمایاں
دریا بے نہایت از بادشاہ جستیم کہ مایاں را ازیں جہاں منت دار خواہند ساخت بعد
ازاں بادشاہ ملاحانرا کہ واقف دریا بودند آں ملا راہمراہ دادہ و حکم کردہ کہ تا بفلاں
جزیرہ برسانید و در آنجا ملاحاں آں جزیرہ را بگویند کہ ایں بزرگواراں را تا بفلاں شہر
رسانند بعدہٗ از بادشاہ رخصت گرفتہ رواں شدیم و در جہاز در آمدیم و آں رہنمایاں
راہمراہ گرفتیم و آں خواجہ خضرؑ آرزوئے آمدن خود ہم معلوم کردہ از سید علے رخصت او
نیز گرفتیم او را ہمراہ کردہ در جہاز سوار شدیم الغرض جہاز را باد موافق پیش آمدہ
چناں تیز رواں گشتہ کہ از پریدن مرغاں ہم زیارت رواں گشتہ واللہ اعلم بالصواب

شاید کہ مسافت پانزدہ روز بیک روز کشیدہ باشد و لبعد از ہفتم روز دران جزیرہ رسیدیم
کہ بادشاہ حکم فرمودہ بود۔ ہمیں رہنمایان را رخصت کردیم و ملاحان آں جزیرہ را تا بآں
شہر رویم کہ نیز بادشاہ حکم فرمودہ انہ آنجا ملاحان جزیرہ را رخصت دادیم و دیدیم کہ
شہر لیست معظم و دراں شہر بزرگوارے است شیخ ابواحمد نام و در خانقاہ او لنگر میکشند
کہ ہفصد کس روزا زاں لنگر طعام میخورند و چوں روز عیدے آید دویست و پنجاہ
گوسفند و شعت مادہ گاؤ و پانصد من برنج و یکصد من روغن ازاں مطبخ خرچ میشود
و یکصد و بیست سبوئے شربت راست میکنند و ہر جنسے شربتے مے پزند و آں بزرگوار
شیخ ابواحمد بسیار صاحب ذوق بودہ است و صاحب عشق و عارف باللہ بودہ است و
در علم تفسیر و حدیث یگانہ بودہ است یکصد و سی مرد بہ تربیت ایشاں مرتبہ جلال
حال را رسیدہ اند و شیخ زین الدین مجتہد ہم در آنجا ساکن میبود و چہل سال در غار
معتکف میبود و نہ طعام و نہ آب خوردہ مگر بیک خرما روزہ افطار میکردے و چوں
بامر خداوند خویش ازاں غار بیروں آمدے تذکیر میگفتے و درس میفرمودے
و لبعد از دو سال در صومعہ خواب میکردے۔ دومی یا سیومی روز دم میکشیدہ و اکثر
مردماں مے پنداشتند کہ مردہ است چونکہ چشم کشادہ و باز میبود و ہرگز پلک
نے زد و تا غایت روز دوازدہ ہزار تنکہ نقد در مطبخ او خرچ میشود و از و طعام
ہائے گوناگوں و الوانہا نعمت خاص و عام را میخورانند و حضرت شیخ زین الدین ازانگاہ

کہ آتش برائے مطبخ خود افروختہ اند، ہیچ گاہے کشتہ نشدہ است و ہر کرا برائے او بر سجادہ نشاندہ اند ہرگز پیش امرا و اغنیا نرفتہ است حق تعالےٰ او را رزق وسیع میرساند و فتوح ما ہر روز پیدا میشوند و در پائیگاہ او یکصد و دوازدہ اسپ نر و مادہ در پائے بستہ ایستادہ اند و ایں فقیر چند روز خدمت شیخ کردہ ہمیں کہ مگس رانی میکردیم و بہ عنایت الہی بعد از چند روز خبردار شد از مسکر استغراق بہ ہوش در آمدہ چشم خود باز کردہ ایں فقیر را دید و پرسید کہ چہ کسے گفتم بندۂ خدا ایم گفت اے سید مولد شما اوچ است بچہ نوع اینجا رسیدی کہ آمدن شما اینجا محال است گفتم وَمَامِن دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بنا صیتہا حق تعالےٰ بقدرت خویش بملازمت تو رسانیدہ امیدوار ایم از رحمت و شکر ہزار در ہزار بجا می آریم کہ بدیدار آنحضرت مشرف شدہ ایم گفت اے سید آمدن تو اینجا بجز مقصد نباشد مدتے شدہ کہ سخن شما در معرکہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم واقع شدہ بود کہ سید جلال الدین جہانیاں جہانگیر در پئے مقصود مسافر شدہ است و حضرت رسالت پناہ فرمود کہ اے مایاں و محبان و معتقدان از جہت گدائی بیروں آمدہ است ہر کسے از استطاعت خویش اعانت ایشاں بکند کہ مستحق است حضرت شیخ زین الدین ایں تقریر فرمودہ یکدانہ انار از دہان خود کشیدہ در دہن ما انداختہ دیدیم کہ دیگچۂ شکم ما ہمچو پر شدہ کہ از ہر چیزے خود را سیر میدیدیم و بارادہ الہی آں مولوی باز در دریائے توحید مستغرق شدہ ندانم کے باز آید چرا کہ قبل ازیں ہم دو سال کامل در استغراق میبود

وباز دہمی سال در ہوشیاری آمدہ و باز دراں دریا رسید و این زین الدین از روحانیت
حضرت خواجہ اویس قرنی تربیت یافتہ بودہ و سجادۂ او شیخ ابوالوفا نام در شت بسیار
علومہا تحصیل کردہ بود دو صد کس از درس او سبق میخواندند عارف ربانی بود بمرتبہ
کمال رسیدہ بود باین فقیر در موافقت بسیار در آمدہ و حظے ازاں حاصل شدہ و
عالم مخلوقات آنجا بروئے مسخر میبودند و در خانقاہ ایشاں طالب حق از ولایت
دور مے آمدند ہر یکے بقدرے فیض میگرفتند و میاں رضی الدین نام مصاحب این فقیر
بودہ یازدہ سال ہمراہی میداشت و علومہا بسیار تحصیل کردہ و کسب نمودہ بود و در راہ
فقر طبع بسیار زیرک داشتہ او ہم بسلسلہ اویسیہ مے بود روزے از شیخ ابوالوفا
چیزے پرسید شیخ با آرزو خوشحالی میاں رضی الدین را در کنار گرفت و گفت رحمت
باد بر تو رخصت دادیم ترا ہر چہ در خاطر آید بگوئید ایشاں اول ہمیں سوال پرسیدہ
کہ از انعام خداوند چہ چیز است فی البدیہہ جواب فرمود دلے کہ یاد حق در وے بود باز
پرسید کہ صوفی کیست فرمود کہ صوفی بمرقع و سجادہ صوفی نبود و برسوم و عادات
صوفی نشود بلکہ صوفی آں بود کہ بود خیال نیست شدہ باشد کہ بہشتیش خاصت
نبود باز پرسید کہ چگونہ معلوم شود کہ وے بیدار است گفت چوں حق را یاد کند
از سر تا پا خبر داشتہ باشد باز پرسید صدق چیست گفت آنست کہ دل سخن گوید باز
پرسید اخلاص چیست گفت ہر چہ برائے حق کنی و آنچہ برائے حق نکنی ریا است باز

پرسید صحبت با کہ باید کرد گفت با کسے نکنید کہ او گوید خدا وہم گوید چیزے دیگر بعدہٗ

شیخ ابوالوفا فرمود کہ اے نور دیدۂ من اندو طلب کن تا آب چشمت بدیدہ آید کہ

حق سبحانہٗ وتعالیٰ گریندگانرا دوست میدارد و فرمود کہ اے برادر اگر کسے سرود

گوید و باں حق تعالیٰ را یاد کند ازیں بہتر ایں بود کہ قرآن بخواند و بعد ازاں نکات

دیگر ازاں بزرگ بسیار جاری میشدند کہ طالبانرا ازاں حظے پیدا شد بعد ازاں فاتحہ

خواندیم بجانب عرب رخصت فرمودند در جہازے سوار شدیم و فقراء دیگر ہمہ فراق

گرفتند مگر خواجہ خضر کہ پادشاہزادہ شہر شیراز بود و دیگر ہمیں میاں رفتی الدین

ہمراہ بودند ایں ہر سہ فقیران بیک و رسیدیم کہ در آنجا منتہا کشیدند کہ در آں مقام

معدن مس میبود از جہاز فرود آمدیم و در آنجا خلیفہ حضرت شیخ منصور حلاج بودہٗ

است ازاں خلیفہ حکایت شیخ میشنیدیم کہ گفتہ حضرت شیخ در حجرہ پنبہ محلوج میکرد

کہ درایں کسب کامل بود روزے عورتے ازجہت محلوج کنانیدن پنبہ پیش خواجہ

منصور آمدہ بود وازو باد رہا شد خواجہ شنیدہ را ناشنیدہ کردہ و آں عورت

از روئے شرمندگی سر خود رانگوں داشتہ بنشت ناگاہ شخصے شیخ را برائے چیزے

پرسید اورا جواب ندادہ۔

بعد ازاں آں شخص نعرہ بلند کرد خواجہ گفت چہ میگوئی در گوش کری دارم

نمیشنوم بارے دیگر بگو آں عورت خوشحال شدہ بگوشہ رفتہ غسل بکرد و دوگانہ

شکرانہ بگزارد و حق تعالےٰ دوگانہ آں عورت قبول کردہ و از برکت ستر پوشی آں شیخ منصور بمرتبۂ انا الحق رسیدہ و در عالم وصال او را مشاہدہ گشتہ و دیگر خبر ہمدراں سیر معلوم شدہ کہ در اثنائے راہ کوہیست بلند و شاخ کہ درآں کوہ غار لیست و در افواہ مردماں چنانست کہ حضرت امام مہدی موعود دریں غار غائب است و بر سر آں غار قصرے عالی ساختہ ہر صبح و شام درآں مقام کوس میزنند و بوقت بامداد اسپ عراقی بازین مرصع با زر و جواہر مکلل ساختہ شدہ آوردہ شدہ بر سر آں غار استادہ میکنند و ہر ہمہ مردماں بانگ میزنند کہ یا حضرت امام مہدی موعود آخر الزماں بیروں آ۔ ایں عجوبہ را ہم بچشم خویش معائنہ کردیم و دیگر عجائب ایں ہم دیدیم کہ در راہ یک وادی است کہ درآنجا خواجہ مرجان میماند و آنمرد شتربان است و سردار قوم است چناں ہمتے داشتہ کہ ہر سیاح و مسافرے کہ درآنجا میرسد آنرا طعام و آب فراخ میدہد و در ہر سال پانصد و شصت شتر بلہ در راہ خدائے تعالیٰ بحاجیان و ماندگان رعایت و توشہ خوردنی و آب نوشیدنی سوار و مرکب را دادہ تا کعبہ میرسانند و آں مقدار خرچ بر آنہا ایثار میکنند کہ محتاج بر غیرے نشوند و چوں حاجیاں حج ادا کردہ برہنہ و گرسنہ باز میگردند بمقدار سی ہزار آدمی را خرچ و جامہ دادہ تا بشہر بغداد میرسانند و ہر بزرگ زادہ و درویش کہ درانمقام مے آید او را بانواع مینوازد و ہر کجا کہ میگوید بدانجا او را میرسانند ایں چنیں خیرات

واحسان ہیچکس بادشاہ واغنیا نکردہ است این دعا گو از آنجا بودہ ورفتہ زیارت
خانہ کعبہ کہ بیت اللہ است کردہ واین فقیر در روضۂ مطہرہ منورہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بریش خود جاروب نمودہ باز در حرم مکہ آمدہ با عتکاف نشستیم
ودر حرم مکہ شریف حضرت شیخ عبد اللہ مطہری خلیفہ وامام میبود ودران ایام چلہ
این غریب روزی بنماز بامداد حاضر نشدہ ومقتدیان دعا گو را حکم امامت کردند
بعد ازان شیخ بوقت نماز ظہر در آمدہ ونماز گزاردہ والپس از ادائے نماز ظہر
بزرگان آنجا پرسیدند کہ یا شیخ بامداد کجا بودند شیخ صاحب فرمودند کہ در خطہ ملتان
حضرت شیخ رکن الدین قطب العالم ابو الفتح نبیرۂ مخدوم شیخ بہاؤ الدین غوث
العالم قدس سرہٗ العزیز ازین جہان رحلت نمودہ بر جنازۂ او حاضر شدہ بودم
وحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با جمیع اصحاب کرام تشریف فرمودہ
بودند ودر آنزمان این دعا گو در اعتکاف نشستہ بود اندر حجرہ ویکے از بزرگان
ہمچو پرسیدہ کہ مرتبۂ قطبی حضرت مخدوم شیخ رکن الدین حوالہ کہ کردند شیخ
عبد اللہ ہمچو میفرمودند کہ باین جوان سید کہ معتکف درین حجرہ است تحویل
نمودند پس ہر کہ ہمہ حاجیان ومجاوران وبزرگان آستانہ مکہ آمدند وباین
دعا گو فاتحہ خواندند وشیخ عبد اللہ ہمچو فرمودہ کہ اے سید جلال الدین اُچی البتہ
در ملتان بودند کہ در آنجا شمارا طلب کردہ اند وبدانکہ مقدار یکصد وسی مردان کہ

بحق پیوستہ اند ورحلت نمودہ اند وہشتاد مرداں کہ زندہ اند کہ از ایشاں تبرک یافتہ شدہ است وایں کلمات وسخناں واسمہائے ایشاں کہ در تحریر آوردہ شدہ است محض از ترغیب طالباں وسلوک سالکاں تا آنکہ نکات ایشاں شنیدہ ودر طلب حق تیز روشوند وسستی وکاہلی را پس پشت انداختہ دامن بزرگاں بگیرند الٰہی بہ برکت وحرمت ایں بزرگواراں کہ غائب وحاضر اند مارا وجمیع مومناں را کہ طالب حق اند عاقبت خیر گرداں و در زمرۂ ایشاں مندرج گرداں بحرمت النبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی اس کے بعد شہر مقطع سکندریہ جانے کا حکم ہوا فقراء کی جماعت کے ساتھ جہاز پر سوار ہوتے قدرتاً مخالف ہوا کے چلنے سے جہاز دوسری طرف چل نکلا کہ جس طرف کبھی کوئی جہاز نہ گیا تھا۔ جہاز گہرے سمندر میں چل دیا کہ جہاں سے کنارہ کی کوئی نظر نہ پڑتی تھی مالک جہاز نے کہہ دیا کہ اسطرف کبھی کوئی نہیں گیا کوئی پتہ نہیں کہ کہاں پہنچیں گے چند دن بعد ہم نے ایک بلند وسیاہ پہاڑ دیکھا جس پر بڑے بڑے درخت تھے نزدیک پہنچ کر دیکھا کہ ایک بڑا اور گنجان آباد شہر ہے قدرتاً جہاز اسی شہر کی بندرگاہ میں رکا اور وہاں کے لوگوں نے کبھی جہاز نہ دیکھا تھا وہ درود پڑھتے اور تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کیا چیز ہے اور کس کام آتی ہے میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیسی مخلوق ہے

جیسے خدا کی دوسری مخلوق کا کوئی علم نہیں اور نہیں جانتے کہ دنیا میں کوئی اور ہے
یا نہیں وہ یونانی تھے وہ انجیل پڑھتے اور یونانی بولتے تھے اور بعض عربی خواں
بھی تھے ہم سب جہاز سے اُتر کر شہر میں آئے دکاندار اور سوداگر کاروبار میں
مشغول تھے جماعت فقرار نے اُن سے شہر کا نام پوچھا تو اُنھوں نے رومیہ بتایا
اور کہا کہ یہ شہر حضرت مُحمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے اس شہر میں
کبھی کوئی لشکر نہیں آیا اور نہ ہی کسی نے فتح کیا ہے مگر حضرت امام مہدی
موعود آخرالزماں جو اللہ تبارک وتعالےٰ کے حکم سے آکر فتح کریں گے اور دو
شہر اور بھی ہیں جو اس شہر سے بہت بڑے ہیں امام مہدی موعود ان شہروں
کو بھی فتح کریں گے ہر آفت اور بلا سے محفوظ ہیں یہ پوچھنے کے بعد ہم جماعت
فقرار کے دل میں خیال گزرا کہ کوئی ہمزبان وہم مشرب آدمی مل جائے۔ شہر
میں داخل ہوئے تو ایک صوفی تسبیح خواں شرعی داڑھی والا اونچے مقام پر
بیٹھا ہوا ہے اس جماعت کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا سلام کیا اور کہا کہ یہ راہ لیکر
اُوپر آجائیں۔ مرحبا، مرحبا کہتے ہوئے سب سے بغلگیر ہو کر بیٹھے اور ملک شیراز
خراسان وعرب کے حالات پُوچھے اور آہ کھینچی اسے عربی خواں دیکھ کر خوش
ہوئے اور شکر کیا کہ ہم جنس ملا وہ روتا اور آہ بھرتا تھا ہم نے اس سے احوال
پُوچھا۔ کب سے یہ خرقہ پہنا ہے اور جائے پیدائش کہاں ہے۔ کہا میرا وطن

شیراز ہے سخت مصیبت پیش آئی جو ایک حکایت ہے ہم نے واقعہ بیان کرنے کو
کہا۔ سُلطان سنجر نام شیراز کا بادشاہ میرا باپ ہے ہم دو بھائی تھے بچپن میں
علوم حاصل کیئے ایک دن میرا باپ گازرون گیا تو اُنہیں معلوم ہوا کہ یہہ
ابو اسحق گازرونی نام کے بزرگ آرام فرما ہیں اور ایک سو چالیس سال سے ایک
چراغ جو اُنہوں نے خود روشن کیا تھا اسی تیل اور اسی بتی سے تا حال روشن
ہے جب وہاں زیارت کیلئے پہنچے تو غیرت اور امتحان کی غرض سے وہ چراغ
بجھا دیا اور اندھیرا کر دیا ابھی ایک تیر دُور نہیں گئے تھے کہ چراغ دوبارہ جل گیا
گویا کہ بُجھا ہی نہ تھا بادشاہ نے کوئی عذر اور معذرت نہ کی ایک ہفتہ کے بعد
سُلطان ابو اسحق کے مرید و معتقد جن آئے اور سُلطان سنجر شاہ شیراز کے دونوں
بیٹوں کو پکڑ کر غائب ہو گئے میرے بڑے بھائی کو دونوں آنکھوں سے اندھا کر
دیا اور میری آنکھیں باندھ کر اس شہر میں لے آئے اور کوئی نقصان نہ پہنچایا۔
بلکہ ایک زنبیل مجھے دی جو کبھی خالی نہ ہوتی تھی اس شہر میں میرا کوئی واقف یا
قرابت دار نہیں ایک بزرگ ہیں جو متبحر عالم ہے جن کو اپنی بزرگی سے میری خبر
ہو گئی اور مجھے اپنی فرزندی میں لے لیا اُنہوں نے اپنی فراست سے معلوم کیا کہ
عربی خواں ہوں مجھے انجیل اور توراۃ کیطرف راغب کرنا چاہا اور حکم دیا کہ تینوں علم
نجوم ہیں اور سب حاصل ہیں میں نے پوچھا کہ اس بزرگ کا نام کیا ہے؟ اُس

کا نام سید علے ہے ۔ میں نے ملنے کی خواہش کی تو کہا کہ میں پہلے آپکی خبر پہنچاؤں
گا شاید بلالیں ۔ شیراز کے شہزادہ کا نام خواجہ خضر ہے اور اس نے اس جماعت
کے لیئے روزینہ مقرر کیا اور اپنے آستانہ میں ٹھہرایا اور اپنے کھانے سے کوئی
چیز فقیر کو دیتا اور خود اس بزرگ میاں سید علے کیطرف متوجہ ہوا ۔ اور اس
رات وہاں رہ کر ہم جماعت فقراء خوش ہوئے ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر
کیا کہ ہم نے گھر کیطرح رات بسر کی صبح سویرے سید علے بمعہ مریدان و معتقدان
خواجہ خضر کے آستانہ پر تشریف فرما ہوئے ہم کھڑے ہوئے اور معلوم کیا کہ
واقعی یہ بزرگ سید ہے ہم اُن سے مشرف ہوئے حضرت سید علے نے پوچھا کہ اسے
سید اسجگہ کوئی نہیں آیا اپنے آنیکی وجہ بتائیں ۔ میں نے کہا کہ قدرت غالب
ہے اسکے آگے کسی کو چوں وچرا کی مجال نہیں ۔ پھر پوچھا کہ اسم مبارک کیا ہے ؟
میں نے کہا ۔ جلال ۔ کہا کہ نہیں ، تمہارا نام سید جلال الدین جہانیاں جہانگیر ہے
میں نے کہا کہ آپکو کیسے معلوم ہے کہا آپ کے دادا حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اس فقیر پہ بہت مہربان ہیں اور یہاں آنے سے پہلے ساری رات
اُنکی خدمت میں حاضر رہا آپ اور آپ کے آباؤ اجداد کے مناقب اور نام فرماتے
اور روشن ہو کہ میں بھی آپ ہی کے خاندان کا فرد ہوں اگر آپ چاہیں تو آپکی
خبر بادشاہ کو دوں شاید آ کر قدم بوسی کرے میں نے کہا جیسا مناسب سمجھیں

پھر فرمایا کہ آپکا یہاں آنا کس وجہ سے ہے میں نے کہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی بہتر
جانتا ہے کیونکہ ہمیں کوئی خبر نہ تھی اور نہ ہی اس شہر کا نام سُنا تھا ہم جہاز
میں سوار تھے رب کی مرضی سے مخالف ہوا چلی اور جانے کی جگہ سے جہاز کا رُخ
موڑ دیا اور یہاں لاکر پھینک دیا تمام مسافر آہ و نالہ کرتے تھے اس جماعت فقراء
کے انفاس شریفہ کی برکت سے جہاز ٹوٹنے اور غرق ہونیسے بچ گیا اور چند
روز بعد اس شہر میں پہنچ گئے یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ آپکی زیارت سے
مشرف ہوئے۔ بعدہٗ ہم نے سید علے سے پوچھا کہ اس شہر کی حقیقت بتائیے فرمایا
کہ اس علاقہ اور اس دریا میں تین شہر بڑے ہیں جو حاسدوں، منافقوں
اور کفار سے محفوظ ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ کہاں ہیں اور اس شہر کی کتنی آبادی
ہے اور ان تینوں شہروں کا خراج روضۂ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہنچایا جاتا ہے کیونکہ ان شہروں کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
اور آج تک کسی نے فتح نہیں کیا اور نہ کریگا مگر حضرت امام مہدی موعود فتح کریں
گا اور یہاں رہائش رکھے گا ان تین شہروں میں تسلط ہوگا میں نے ان شہروں
کے طول و عرض کے متعلق پوچھا فرمایا اس شہر رومیہ کا طول ہزار میل ہے
اور عرض سات سو میل ہے اور اسکی فصیل میں تین سو ساٹھ دروازے
ہیں اور اس شہر کا احاطہ پانچ سو بازار کا ہے اور ہر بازار میں سینکڑوں دکانیں

ہیں اور اس دریا میں دو شہر اور ہیں ایک قسطنطنیہ اور دوسرا قاطع اور دونوں
اس شہر سے بہت بڑے ہیں اور مجھے اس شہر میں لائے ہیں۔ بادشاہ شہر نے
اپنی استطاعت سے علوم کے حصول کیلئے۔ اس کے بعد سید علی ہم فقراء کو خواجہ
خضر کے پاس چھوڑ کر خود بادشاہ کے پاس چلے گئے اور ہم فقراء کے مناقب
بیان کیئے اور بادشاہ کو بھی اتنا قریب تھا کہ کبھی کبھی رسالت پناہ کے حضور حاضر
ہوتے اور کہا کہ اے سید علی! ٹھہرو تاکہ میں بھی حضرت محمد رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور مشرف ہوں اور رخصت لیں۔ آخر کار جا کر مشرف
ہوئے اور ان فقراء کے مناقب حضرت رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سن
کر صبح سویرے ہی آستانہ خواجہ خضر پر تشریف لے آئے ان کی تعریف
کس زبان سے کی جائے اس کے بعد بادشاہ نے تمام سورۃ والنجم بیان
فرمائی اور اس کے بعد قسم قسم کے کھانے کھلائے اور کھانا کھانے کے بعد
فرمایا کہ اے سیّد اس ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کی سیر کریں کیونکہ
آپ نے مُلک خُدا کی سیر کی ہے اور دیکھا ہے ایک دفعہ اس شہر کو جسکی حکایت
سُن چکے ہیں دیکھیں۔ کچھ عرصہ بعد جہاز کے مالکوں نے آکر عرض کی اور پاؤں
پڑے اور کہا کہ برائے خدائے عزوجل جسطرح ہمیں اپنے انفاس شریفہ سے
اس دریائے قلزم سے باہر نکالا اسی طرح ہمیں اس دریا سے باہر نکالیں کیونکہ

ہم حیرت میں ہیں کہ کسطرح اس دریائے بیکنار سے باہر نکلیں۔ ہمیں کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی کہ کدھر سے آئے ہیں اور کدھر جائیں ہم نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ انتظار کریں تاکہ ان بزرگوں سے خوشی سے اجازت لے لیں۔ چند روز رہے اُن کے ساتھ خوب صحبت رہی اور میاں سید علے سے کافی فتوح باطنی حاصل کئے اور دیکھا کہ یہ بادشاہ صاحب قدرت اور بزرگ ہیں انکے ساتھ بھی خوب موافقت رہی ایکدن صبح سویرے میں اور بادشاہ سوار ہوکر شہر کی سیر کی اور چار دن میں شہر کو دیکھا اور ہزاروں بازار اور چیزیں دیکھیں اور پانچویں دن سیر سے وا... ں خواجہ خضر کے آستانہ پر آئے بادشاہ نے اشارۃً ظاہر کیا کہ اس کے گھر ایک عجوزہ بالغہ ہے اور درخت میوہ دار ہے اسکی پیشکش کی۔ اگر قبول ہو۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ مجھے سخت مصیبت درپیش ہے جس سے میں نہیں نبٹ سکا اس کے بعد ہم نے رخصت طلب کی اور راہنما بھی بادشاہ سے مانگے جو ہمیں اس دریا سے باہر نکالیں بادشاہ نے ملاحوں کو جو دریا سے واقف تھے ہمارے ہمراہ کیا۔ اور انہیں حکم دیا کہ فلاں جزیرہ میں پہنچا کر وہاں کے ملاحوں کو کہیں کہ ان بزرگوں کو فلاں شہر پہنچا دیں لبعدہٗ بادشاہ سے رخصت لے کر روانہ ہوئے اور جہاز میں آئے۔ راہنماؤں کو ساتھ لیا۔ خواجہ خضر نے خواہش ظاہر کی۔ سید علے سے اسکی رخصت لی اور ہم سب جہاز میں سوار ہو

گئے الغرض جہاز کو ہوا موافق چلی اور اتنا تیز روانہ ہوا کہ پرندوں سے بھی تیز
اُڑتا چلا گیا کہ پندرہ روز کا سفر ایک ہی روز میں طے ہوا اور سات دن میں اس
جزیرہ میں پہنچ گئے جہاں بادشاہ نے فرمایا تھا ان ملاحوں کو واپس کیا اور وہاں
کے ملاحوں کو ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچے جہاں بادشاہ نے فرمایا تھا۔ ملاحوں کو
رخصت کیا اور شہر میں داخل ہوئے یہ بہت بڑا شہر تھا اور یہاں ابو احمد نام ایک
بزرگ تھے جسکی خانقاہ پر لنگر تھا جس میں سات سو آدمی کھانا کھاتے تھے اور
جب عید کا دن آتا دو سو پچاس بھیڑیں، ساٹھ گائیں، پانچ سو من چاول اور ایک
سو من گھی اس لنگر میں خرچ ہوتا تھا اور ایک سو بیس مٹکے شربت خرچ ہوتا تھا
اور ہر قسم کا شربت تیار کیا جاتا تھا بزرگ ابو احمد خوش ذوق بزرگ ہوئے ہیں۔
اور صاحب عشق اور عارف باللہ تھے علم حدیث میں یکتا تھے ان کے شاگردوں میں
ایک سو تیس صاحب جلال ہوئے ہیں شیخ زین الدین مجتہد بھی وہیں گزرے ہیں
جو چالیس سال غار میں بغیر طعام و آب کے معتکف رہے صرف ایک دانہ کھجور
سے روزہ افطار کرتے اور جب حکم الٰہی سے غار سے باہر آتے ذکر کرتے اور درس
دیتے اور دو سال بعد حجرہ میں سوتے اور دوسرے تیسرے دن سانس لیتے اکثر
لوگ مُردہ سمجھتے چونکہ آنکھ کھلی ہوتی اور پلک نہ جھپکتے کئی دن اس کے مطبخ
میں بارہ ہزار تنکہ خرچ ہوتا جس سے قسم قسم کے کھانے تیار ہوتے اور غریب و

امیر کھانا کھاتے اور حضرت زین الدین نے جس وقت سے مطبخ کیلئے آگ جلائی تھی
تا حال نہ بجھی تھی انکے جو بھی سجادہ نشین ہوتا رہا ہے کوئی بھی کسی امیر یا غنی کے
پاس نہیں گیا اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں کافی رزق دیتا رہا ہے اور ہر روز برکتیں نازل
ہوتی رہی ہیں اور ان کے اصطبل میں ایک سو بارہ گھوڑیاں بندھی ہوئی تھیں
یہ فقیر چند یوم شیخ کی خدمت اور مگس رانی کرتا رہا۔ اللہ عزوجل کی عنایت سے
چند روز میں استغراق سے ہوش میں آکر اس فقیر کو دیکھا اور فرمایا۔ تو کون
ہے ؟ میں نے کہا۔ بندۂ خدا۔ فرمایا۔ اے سید تیری جائے پیدائش اوچ ہے
یہاں کس لئے آئے ہو۔ کیونکہ آپکا یہاں آنا مشکل ہے میں نے جواباً ومامن
دابۃ الا ھو اخذ بنا صیتھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آپکے پاس لایا ہے
اُمید ہے اسکی رحمت سے اور ہزار در ہزار شکر ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوں۔ فرمایا۔ اے سید تو یہاں بغیر مقصد کے نہیں آیا
مدت ہوئی کہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپکا ذکر آیا تھا کہ سید
جلال الدین جہانیاں جہانگیر ایک مقصد کیلئے مسافر ہوا ہے اور فرمایا تھا کہ تم
اور دوست اور معتقد برائے گدائی مسافر ہوئے ہو اس لئے ہر شخص اپنی ہمت کے
مطابق تمہاری اعانت کریں کہ مستحق ہو۔ یہ تقریر کر کے شیخ زین الدین نے انار
کا ایک دانہ اپنے مُنہ سے نکال کر میرے مُنہ میں دیا جس سے میرا دیگچہ شکم اتنا

سیر ہوا کہ کسی چیز کی ضرورت نہ رہی اور قدرتاً وہ دوبارہ دریائے توحید میں مستغرق
ہو گئے۔ نا معلوم کہ پھر کب ہوش میں آئے کیونکہ اس سے پہلے دو سال تک استغراق
میں رہے اور پھر دسویں سال ہوشیار ہوتے اور پھر اسی حالت میں چلے گئے
یہ حضرت زین الدین حضرت خواجہ اویس قرنی کی روحانیت سے تربیت یافتہ
تھے آپکے سجادہ کا نام شیخ ابوالوفا تھا بہت تعلیم یافتہ تھا اور سو آدمی اس کے
شاگرد تھے عارف ربانی تھا اور مرتبۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا اس بزرگ کی صحبت
سے کافی محظوظ ہوئے وہاں کے لوگ اس کے معتقد تھے اس خانقاہ میں دُور
دُور سے طالبِ حق آتے تھے اور حسب المقدور فیض حاصل کرتے تھے۔ رضی
الدین نام میرا رفیق تھا جو گیارہ سال سے میرے ہمراہ تھا اور کافی تعلیم یافتہ تھا
اور راہ فقر میں بہت دسترس رکھتا تھا اس کا تعلق بھی سلسلہ اویسیہ سے تھا
اس نے ایکدن شیخ ابوالوفا سے کوئی چیز پوچھی شیخ نے خوشدلی سے اُسے بغل میں
لیکر کہا۔ تجھ پر رحمت ہو تجھے اجازت ہے جو چاہو پوچھو اُس نے پہلے یہ سوال کیا
کہ انعام خدا کیا ہے؟ فرمایا۔ وہ دن جسمیں یاد خدا ہو۔ پھر پوچھا کہ صوفی کون ہے؟
فرمایا صوفی خرقہ اور سجادگی سے نہیں ہوتا اور رسوم وعادات سے صوفی نہیں ہوتا
بلکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو آپکو نیست جانے۔ پھر پوچھا کہ کیسے معلوم ہو کہ وہ بیدار
ہے؟ فرمایا جب خدا کو یاد کرے سر سے پاؤں تک خبر ہو۔ پھر پوچھا کہ صدق کیا

ہے؟ فرمایا دل سے بات نکلے۔ پھر پوچھا۔خلوص کیا ہے؟ فرمایا۔کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ کیلئے کیا جائے اور جو خدا کیلئے نہ کیا جائے ریا ہے۔ پھر پوچھا صحبت کس سے کی جائے۔ فرمایا کسی سے نہیں کیونکہ اگر وہ کچھ کہے اور خدا کچھ اور کہے۔

اس کے بعد شیخ ابوالوفا نے کہا کہ اے میری آنکھوں کے نور بدرد طلب کر تا کہ تیری آنکھوں کا پانی تیرے لئے مفید ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ رونے والوں کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا جو کہ سرود بجا کر خدائے تعالیٰ کو یاد کرتا ہے بہتر ہے کہ قرآن شریف پڑھے اس کے علاوہ اس بزرگ نے کئی نکات بیان کئے جو طالبانِ حق کیلئے خوش کُن تھے اسکے بعد فاتحہ پڑھی اور عرب کی طرف رخصت فرمائی۔ جہاز میں سوار ہوئے دوسرے فقراء بھی بچھڑ گئے لیکن خواجہ خضر شہزادۂ شیراز اور رضی الدین ہمراہ رہے ہم تینوں فقیر ایک بستی میں پہنچے جہاں منہا نکالتے تھے کہ وہاں مس کی کان تھی جہاز سے اُترے یہاں خلیفہ شیخ منصور حلاج گزرے ہیں ان کی حکایت سُنی کہ حضرت شیخ حجرہ میں کپاس دھنتے تھے کہ اس کسب میں کامل تھے ایک دن ایک عورت کپاس دھننے کیلئے لائی کہ اس کا گوز نکل گیا خواجہ نے سُن کر ان سُنی کر دی۔ اور وہ عورت شرمندگی کیوجہ سے سر نیچے کئے بیٹھی تھی کہ اچانک ایک آدمی نے خواجہ سے آکر کچھ پوچھا۔ خواجہ خاموش رہا پھر اس شخص نے اونچی آواز سے کہا۔ تو کیا کہتا ہے؟ میں کانوں سے بہرہ ہوں کچھ نہیں سنتا پھر بتاؤ۔ وہ عورت خوش ہوئی۔ گوشہ میں جا کر

غسل کیا اور شکرانہ کا دوگانہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کا دوگانہ قبول کیا اور خواجہ اس ستر پوشی کے سلسلہ میں انا الحق کے مرتبہ کو پہنچا اس کا وصال دنیا نے دیکھا۔ اسی سیر میں ایک اور خبر معلوم ہوئی کہ راستہ میں ایک بلند پہاڑ تھا جس میں ایک غار تھا لوگوں میں مشہور تھا کہ اس غار میں حضرت امام مہدی موعود آخر الزماں غائب ہے اس غار پر عالیشان محل بنایا ہوا ہے ہر صبح و شام اسجگہ نقارہ بجایا جاتا اور صبح کے وقت عراقی گھوڑا زر و جواہر سے مرصع غار پر لایا جاتا اور سب لوگ آواز دیتے کہ یا حضرت امام مہدی موعود آخر الزماں باہر آئیے یہ عجوبہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دوسرا عجوبہ یہ بھی دیکھا کہ راستہ میں ایک وادی ہے وہاں خواجہ مرجان رہتے ہیں جو شتربان ہے اور قوم کا سردار ہے وہ اتنا دلیر ہے کہ ہر سیاح اور مسافر کو کھانا اور پانی وافر دیتا ہے اور ہر سال پانچ سو ساٹھ اونٹ حاجیوں کو زادِ راہ کیلئے اور سواری کیلئے براہ للہ دیتا تھا تاکہ آسانی سے کعبہ تک پہنچ جائیں اور اسی مقدار خرچہ دیتا تھا کہ راستہ میں کسی اور کے محتاج نہ ہوں اور جب حاجی حج کرکے واپس آتے اور بھوکے اور ننگے ہوتے ہیں تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو خرچ اور کپڑے دیتا ہے اور بغداد پہنچاتا ہے اور ہر بزرگ زادہ اور درویش جو وہاں آتے اسکی ہر قسم کی خدمت کرتے ہیں اور

جہاں وہ کہیں پہنچا تا ہے ایسا احسان و مروت کوئی بادشاہ یا غنی نہیں کرتا۔ یہ فقیر وہاں پہنچا اور خانہ کعبہ کی زیارت کی اور پھر روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی داڑھی سے صفائی کر کے پھر حرم مکہ میں واپس آکر اعتکاف بیٹھا۔ مکہ میں شیخ عبداللہ مطری خلیفہ اور امام تھے میرے چلہ کے دوران ایک دن شیخ صبح کی نماز پر حاضر نہ ہوتے اور مقتدیوں نے مجھے امامت کا حکم دیا پھر ظہر کی نماز پر شیخ تشریف لائے اور نماز پڑھائی نماز کے بعد وہاں کے بزرگوں نے شیخ سے پوچھا کہ صبح کہاں تھے؟ شیخ صاحب نے فرمایا کہ ملتان میں حضرت شیخ رکن الدین قطب العالم ابوالفتح حضرت مخدوم شیخ بہاؤالدین غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کے دوہتے (نواسے) اس جہان سے رحلت فرما گئے تھے ان کے جنازہ میں حاضر ہوا تھا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعہ جملہ صحابہ کرام کے تشریف فرما تھے اور اس وقت یہ دعاگو حجرہ میں معتکف تھا۔ بزرگان میں سے ایک نے پوچھا کہ شیخ رکن الدین کا رتبہ قطبی کس کو ملا ہے؟ شیخ عبداللہ نے فرمایا کہ اس جوان کو، جو حجرہ میں معتکف ہے۔ چنانچہ تمام حاجیوں، مجاوروں اور بزرگوں نے اس دعاگو سے فاتحہ کہی اور شیخ عبداللہ نے فرمایا کہ اے سید جلال الدین اُچی آپ کو ملتان طلب کیا گیا ہے اور تقریباً

ایک سو تیس آدمی مردان حق رحلت فرما چکے ہیں اور اسّی بزرگ جو زندہ ہیں سے تبرک لیئے ہوئے ہے اور یہ باتیں جو تحریر میں لائی گئی ہیں محض طالبانِ حق اور سالکان کی ترغیب کیلیئے ہیں تاکہ یہ کلمات سُن کر طلبِ حق میں تیز ہوں اور سُستی اور کاہلی کو ترک کر کے بزرگان کا دامن پکڑیں الٰہی بحرمت بزرگان غائب و حاضر ہم تمام مومنوں کی جو طالبِ حق ہیں عاقبت بخیر ہو اور ان بزرگان کے زمرہ میں شامل فرما بحرمت نبی آخر الزماں۔ آمین ثم آمین۔

تمت بالخیر

کتابت: ندیم آرٹ۔ کنگن روڈ۔ احمد پور شرقیہ

سرائیکی ڈوہڑے

فخرالشعراء
احمد علی شاہ مخمور

مدینہ ڈیکھݨ دی سک ہوئے ، ہن اوچ شریف نظارے
جتھاں چلدن رات ڈیہاں ، رحمت دے فوارے
مسجد بݨوائی محمّد بن قاسم راج دُلارے
سب حاجات پُورے تھیون ہن مخمورؔ اشارے

—

دربار ہے محبوب سُبحانی آویں اتھاں ناں ہوش
راجن قتالؒ ، سید بخاری جلال الدین سُرخ پوش
مخدوم جہانیاں جہانگشتؒ ، فضل الدینؒ دوش بدوش
ہر ویلے رونقاں ہوندن مخمورؔ ہن جوش خروش

*

جگہ جہاں حکم ہوا	صفحہ نمبر	جگہ جہاں حکم ہوا	صفحہ نمبر	جگہ جہاں حکم ہوا	صفحہ نمبر	جگہ جہاں حکم ہوا	صفحہ نمبر
بیت اللہ	۱	امام عبیدہ	۲۲	روم	۵۱	بدخشاں	۷۷
بیت المقدس	۲	شیخ شہاب الدینؒ	۲۶	ہمدان	۵۲	عراق	۷۸
شام	۲	دمیان	۲۸	بلخ	۵۴	کوہ پیراں	۸۳
دمشق	۳	کوہ قاف	۲۹	ہرلو	۵۸	مجمر	۸۶
کربلا معلےٰ	۴	مدائن	۳۴	خراسان	۵۹	شہر فرنگیاں	۸۷
نہاوند	۶	توران	۳۶	حضرت امام شاہ علی موسیٰ رضا	۶۰	مزار شیخ سہیل تشتری	۹۲
کوہ طور سینا	۷	غزنی	۴۲	استنبول	۶۱	شیخ عبداللہ ملتانی	۹۳
بغداد	۸	نیشاپور	۴۳	زندان	۶۲	شیخ نجم الدین اصفہانی	۹۵
سراندیپ	۹	رے	۴۳	مجا	۶۴	شیخ ضیاء الدین شامی	۹۶
مصر	۱۳	کرمان	۴۵	بروع	۶۶	شیخ شہاب الدین مصر	۹۷ ۹۸
گازرون	۱۹	شیراز	۴۸	گنجہ	۶۷	شیراز کرمان	۱۰۰ ۱۱۴
نخشوان	۲۱	کشمیر	۴۹	خیبر	۷۰	مقطع سکندریہ	۱۱۷